

سرزمینِ وحی کی جانب

از قلم
محمد اقبال طاہری نقشبندی

ناشر
فضلیہ دار الاشاعت لاہور

لاہور



سفرنامہ حج



زمینِ وحی کی جانب

از قلم

محمد اقبال طاہری نقشبندی

پبلشرز فضلیہ دارالاشاعت لاہور

رابطہ: عاقب پرنٹرز مدینہ مارکیٹ بھٹہ چوک بیدیاں روڈ لاہور کینٹ
Cell: 0300-4736173

واحد تقسیم کار: مکتبۃ الحبیب درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو سندھ
0300-3157606

نام کتاب .... سرزمینِ وحی کی جانب

موضوع .... سفرنامۂ حرمین شریفین

سفرنگار .... محمد اقبال طاہری نقشبندی

تاریخ اشاعت .... بموقع عرس پیر مٹھا مارچ 2011ء

بااہتمام .... محمد عاقب اقبال، محمد ثاقب اقبال

قانونی مشیر — طارق محمود اعوان، ایم اے ایل ایل بی، ایڈووکیٹ

پبلشرز — فضلیہ دارالاشاعت لاہور

رابطہ — عاقب پرنٹنگ سروس، مدینہ مارکیٹ، بھٹہ چوک بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

سٹاکسٹ — مکتبۃ الحبیب درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو سندھ



اللہ کے بندوں کا ـــــ اللہ کی بندگی کا

ایک خاص طریقہ

جس کے لئے پورے سال میں

ایک دن ـــ ایک جگہ ـــ ایک لباس

ایک صدا ـــ ایک پکار ـــ ایک طرزِ ادا ـــ

مقرر کردی گئی۔



اللہ کی پسندیدہ علامات و نشانیاں
نظر آتی ہیں جہاں ہر سُو اللہ کریم کی مہربانیاں
پھیلی ہیں چہار طرف تجلّیات الٰہیہ کی تابانیاں
ملتی ہیں مسلمانوں کو دُنیا و آخرت کی کامرانیاں



مکّہ مکرمہ کی برکات

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے توکل کے ثمرات

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کے اثرات

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کے انعامات

شب و روز انوار کی رِم جِھم

دن رات رحمتِ حق کی برسات

کہیں منیٰ، کہیں مزدلفہ، کہیں صفا، کہیں مروہ، کہیں عرفات

اپنے مہمانوں کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت کی سوغات

ملنے کے پتے

فضل الرحمٰن گبول
مکتبۃ الحبیب درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو سندھ

سید خالد محمود شاہ
طاہری پبلی کیشنز
لطیف آباد نمبر 4 حیدر آباد سندھ

فاروق امان طاہری
الاصلاح پبلی کیشنز
مارکیٹ بازار داؤ سندھ

مولانا ابراہیم صاحب
مرکز اصلاح المسلمین ٹول پلازہ کراچی

فرقان الحق طاہری
درگاہ طاہری نصیر آباد گلی نمبر 22
بالمقابل کوہ نور ملز پشاور روڈ راولپنڈی

علامہ مولانا ڈاکٹر
غلام غوث طاہری
سبحان اللہ مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد

خلیفہ مولانا
حبیب الرحمٰن طاہری
مرکز روح الاسلام طاہریہ
بھٹہ چوک بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

حاجی بک ڈپو
مدینہ چوک ڈیفنس روڈ لاہور کینٹ

علی بک سٹال
چوک میو ہسپتال نسبت روڈ لاہور

سلہریا بک ڈپو
نادر آباد نمبر 3 بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

نیز جماعت اصلاح المسلمین کے جملہ مراکز سے طلب فرمائیں

انتساب

اس عظیم و مقدس ماں کے نام

جس نے

جنم دیا، پالا پوسا، پروان چڑھایا، پڑھایا لکھایا، دینی و آخرت کی کامرانیوں اور سعادتوں کے لیے اللہ کے سامنے دامن پھیلایا۔

جس کی

آہِ سحر گاہی کی بدولت اللہ نے حرمین کے مقدس سفر کی سعادتوں سے نوازا اور رحمتِ دو عالم ﷺ کے درِ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی۔

جس کے

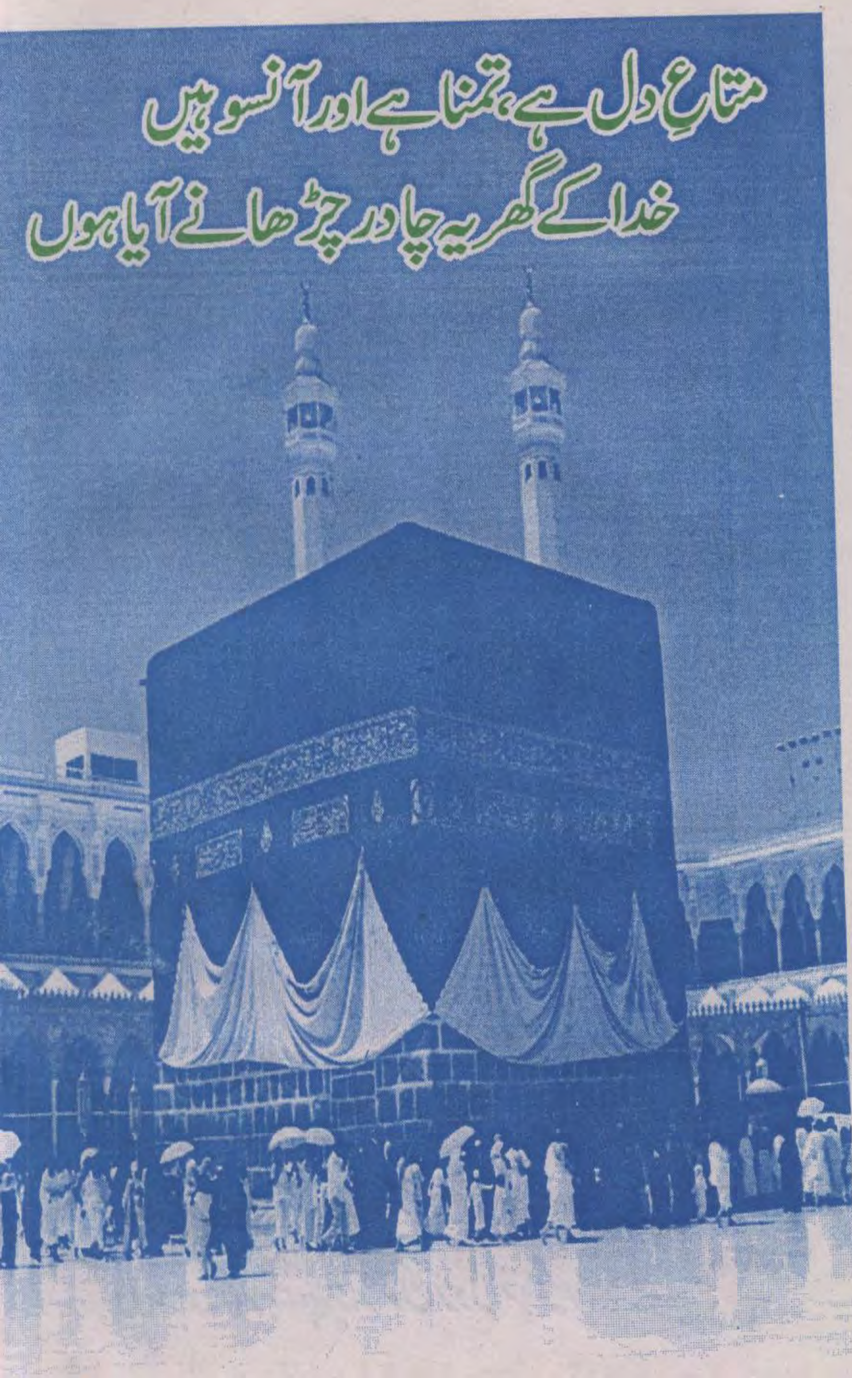
پاکیزہ دودھ کی برکت سے اللہ کریم نے اپنے پاک بندوں، اولیائے کرام کی محبت و معیت اور صحبت نصیب فرمائی۔

جس کے

نام کی لاج رکھتے ہوئے اللہ نے عاجز کے ننھیال کے مرشد و مربی شیخ عرب و عجم حضرت پیر فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے رشد و ہدایت کے سلسلہ نقشبندیہ سے وابستگی عطا فرمائی۔

الٰہی اُس کی تربت پہ اپنی رحمتوں کا نزول فرما آمین

محمد اقبال طاہری
نقشبندی


متاعِ دل ہے، تمنا ہے اور آنسو ہیں
خدا کے گھر یہ چادر چڑھانے آیا ہوں

شہزادی جنتی کی والدہ میں لکھ دوں

اتنی سکت ہے تجھ میں کون کہاں ہمسرا

ہمارا یہ اعزاز ہے کہ ہماری حضرت اقدس سیدی و مولائی سید محمد رفیق شاہ صاحب فضلی مدظلہ سے نیازمندی ہے اور حضرت اقدس کا یہ امتیاز ہے کہ آپ سبطِ رسولؐ کے پُر بہار خوش رنگ پھول اور خانوادہ سادات کے چشم و چراغ ہیں۔ ایک اضافی نسبت اور قابلِ فخر خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ آپ بدرِ ہدایت، قطبِ وقت، مرشدِ زمان، شیخ طریقت، علماءِ ربانی کے پیر طریقت حضرت مولانا و مرشدنا پیر فضل علی قریشی نور اللہ مرقدہ کی ایک نورِ نظر کے لختِ جگر ہیں (پیر فضل علیؒ کے نواسے ہیں)

ہماری درخواست پر زیرِ نظر سطور کو سپردِ قلم کیا اور کمالِ شفقت و مہربانی کرتے ہوئے ان کو کتاب کی زینت بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ہم ان کی اس کرم نوازی پر دل کی گہرائیوں سے ان کے ممنون ہیں اور پُرخلوص دعاؤں میں یاد آوری کے متمنی ہیں۔

(اللہ ان کا سایہ عاطفت تادیر عافیت کے ساتھ قائم رکھیں آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداو مصلیاو مسلما! اما بعد۔ اس خاکسار کو محترم جناب حاجی محمد اقبال طاہری صاحب نے اپنی کتاب "سرزمین وحی کی جانب" کے متعلق اپنے تاثرات لکھنے کا حکم فرمایا۔ اس ناچیز نے یہ کتاب بالاستیعاب تو نہیں دیکھی البتہ چند اوراق کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوا ہوں

معلوم ہوتا ہے موصوف حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً سے بہت کچھ انوار، فیوضات برکات اور سعادتیں اپنے ساتھ سمیٹ کر لائے ہیں یہ کتاب بظاہر تو چھوٹی سی کتاب ہے۔ مگر کافی معلومات اور مضامین پر مشتمل ہے جس میں سیرت طیبہ اور چند صحابہ اکرام کا تعارف اور ان کے مزارات کی نشان دہی کی گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً کے انوار، فیوضات، برکات اور ذاتی جذبات و احساسات جو باطن میں محسوس کرنے کی چیزیں تھیں جنھیں ضبط تحریر میں لانا بہت مشکل کام تھا مگر موصوف نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ان کو کتاب کے اوراق کی زینت بنا دیا ہے۔

محسوس ہوتا ہے۔ اپنے سفر کے مقصد میں کامیاب وکامران واپس آئے ہیں۔ یہ بات ازلی خوش نصیبوں، باادب اور صاحب نسبت لوگوں کے حصہ میں آتی ہیں۔ ورنہ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے وہ جیسے جاتے ہیں ویسے ہی واپس آجاتے ہیں ان میں اصلاح، تقویٰ، تزکیہ نفس اور عشق ومحبت کا پہلو نظر نہیں آتا جو فسق وفجور والی زندگی پہلے گزار رہے ہوتے ہیں حج بیت اللہ شریف سے واپسی پر ویسی ہی گزارتے ہیں۔

اے بسا حاجی بحج رفتہ بعشق
چوں بیاید بازگرد دیار فسق

بقول شاعر

مکے گئے، مدینے گئے، کربلا گئے
جیسے گئے ویسے ہی پھر پھرا کے آ گئے

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح حج بیت اللہ شریف ادا کرنے اور اس کے مقاصد کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تمام شرعی احکامات کی اصل غرض اصلاح نفس ہے اس کی امارگی کو ختم کر کے مطمئنہ بنانا ہے یہی تقویٰ ہے، تقویٰ کا معنی ہے

کف النفس عن الھوی

تصوف وسلوک کا اصل مقدس بھی یہی ہے کہ نفسِ مطمئنہ ہو جائے۔ کسی کا نفس پہلے سبق پر ہی مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ بزرگ ایسے شخص کو خلافت سے نوازتے ہیں خواہ وہ شخص ان پڑھ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اسے مقصود اصلی حاصل ہو جاتا ہے اور کچھ لوگوں کے نفس بڑے سرکش ہوتے ہیں۔ تمام اسباق سلوک طے کرنے کے بعد بھی نفس مطمئنہ نہیں ہوتا بلکہ الٹا اس میں یہ غرور اور گھمنڈ پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم نے فلاں بزرگ کے پاس اتنے سال لگائے اور اتنے اسباق طے کئے ہیں۔ "ہیچو ما دیگر نیست" ایسے شخص کو سلوک طے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں قرآن مجید، فرقان حمید میں جب بھی کوئی حکم فرمایا گیا، تو اس کی مصلحت یہ بیان فرمائی گئی۔

لعلکم تتقون

تا کہ تمہارا نفس پاک ہو۔

خصوصاً حج بیت اللہ ایک عظیم اور تمام عبادات مالی و بدنی کی جامع عبادت ہے۔ اس میں مجاہدہ کے ساتھ ساتھ غایت تذلل بھی ہے انسان مردوں کی طرح کفن پہن کر بارگاہ خداوندی میں مر مٹنے کی خاطر جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر انسان کا نفس مرجانا چاہیے مگر افسوس کہ یہ سعادت ہر کسی کے حصہ میں نہیں آتی۔

یہ حسرت رہ گئی دل میں کہ پہلے سے حج کرنا نہیں سیکھا
کفن بردوش جا پہنچا مگر مرنا نہیں سیکھا

اس ناچیز نے صفحہ نمبر 135 کا مطالعہ کیا ہے جس میں پیارے آقا ﷺ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کے مزار پرانوار پر حاضری کا ذکر ہے۔ یہ پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ حجاج کرام کو ایک مفید مشورہ دوں کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں کوئی درخواست پیش کرنی ہو تو اس کی قبولیت اور منظوری کیلئے حضور عالیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں سفارش کیلئے عرض کریں کیونکہ کوئی بھی شخص اپنی والدہ کی بات نہیں ٹالتا۔ خصوصاً حضور علیہ السلام تو اپنی والدہ کا بے حد احترام فرماتے تھے اور ان کیلئے اپنی چادر مبارک بچھاتے تھے اور پیارے آقا ﷺ نے تمام امت کو والدین کی اطاعت کی تعلیم دی ہے۔

دوران سفر جلدی میں اس ناچیز نے چند سطور لکھی ہیں جو صرف حکم کی تعمیل ہے آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت مصنف موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور نافع بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ من التحیات والتسلیم

خاکپائے درویشاں
محمد رفیق فضلی عفی عنہ

غنیمت ہے کہ فروزاں ہیں ابھی چند چراغ
بند ہوتے بازار سے کیا چاہتے ہو؟

اس شعر کا مصداق اس زمانے میں اگر مکرم و محترم استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ حبیب الرحمٰن صاحب گبول نائب مہتمم کو قرار دیا جائے تو شاید بے جا نہ ہو، کیونکہ علم و فضل میں یکتا بہت سی خوبیوں کے ساتھ یہ اعزاز موصوف کو حاصل ہے کہ انہوں نے حضرت اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں جیسے عظیم المرتبت یگانۂ روزگار ولی کامل کے زیر سایہ علومِ ظاہریہ رشدوہدایہ کی تکمیل کی۔ گبول صاحب کے والد مرحوم حضرت سوہنا سائیں کے خلیفہ اور حضرت غوث زمان المعروف پیر مٹھا سائیں کے تربیت یافتہ تھے۔ علامہ گبول صاحب درس نظامی سے فراغت کے بعد سندھ کی معروف دینی درس گاہ جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف میں بحیثیت مدرس آپ کا تقرر ہوا اور آپ کی علمی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ استاد الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے اور سالہا سال تک اس عظیم منصب پر بیٹھ کر حدیث کی خدمت کرتے رہے جمعیت علماء روحانیہ کے ترجمان "سہ ماہی الطاہر" کے مدیر کی حیثیت سے بھی اپنی تحریری صلاحیتوں کا لوہا منوایا

اقبال سر بلند رہے

حامدو مصلیا و مسلما

امابعد! شعبۂ نشر و اشاعت کے حوالہ سے تو محترم محمد اقبال طاہری صاحب لاہور ہی نہیں، پاکستان بھر میں دینی کتب کی دیدہ زیب کتابت، طباعت و اشاعت کے حوالہ سے تو مشہور ہیں ہی، البتہ ان کی ذاتی تصنیف و تالیف قبل ہذا ابھی مارکیٹ میں نہیں آئی

لہٰذا علم و ادب کے میدان میں آمد پر میں اقبال صاحب کا استقبال کرتا اور خوش آمدید کہتا ہوں، اسلئے نہیں کہ یہ میرے مخلص دیرینہ دوست ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کی یہ پہلی تصنیف "سرزمین وحی کی جانب" ہی عشق و محبت، حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا و تعظیما سے والہانہ عقیدت کے

ساتھ ساتھ علم وادب کی چاشنی، لذت وحلاوت سے بھرپور ہے

تحریر میں روانی، انداز بیان نہایت سلیس، مضامین کی مناسب ترتیب، مقامات مقدسہ کے بارے میں جدید وقدیم سفید معلومات کا حسین امتزاج، یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ قاری کو مجبور کرتی ہے کہ اول سے لے کر آخر تک کتاب کا مطالعہ کرے۔

میری نظر میں اقبال صاحب کی یہ تحریر ان کی بساط سے بڑھ کر عمدہ اور عازم حرمین شریفین حاجی ومعتمر کیلئے رہبر ورہنما کتاب ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم اقبال صاحب کی اس کتاب کو اپنے حضور شرف قبولیت عطا کرنے ساتھ عوام وخواص میں مقبول بنائے۔

آمین یارب العامین بحرمتہ سید الاولین و الآخرین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

رقم:

فقیر حبیب الرحمٰن گبول طاہری

درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو

سندھ پاکستان

14 جنوری 2011

گزشتہ دنوں درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو
سندھ حاضری ہوئی، حرمین شریفین کے مقدس سفر کی رُوداد موسُومہ
سرزمینِ وحی کی جانب کا ایک غیر مطبوعہ نسخہ ساتھ تھا۔ اصلاح اور حوصلہ افزائی کے
لیے حضرت الحافظ القاری مولانا محمد جمیل صاحب مدظلہ عباسی نقشبندی کی خدمت میں پیش
کیا تو آنجناب نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور کمالِ مہربانی اور شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے
درج ذیل سطور کو قلم بند فرمایا حضرت کے تعارف کے شایانِ شان الفاظ کو احاطہ تحریر میں
لانا اِس ناچیز کے لیے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ آپ ایک علمی و عملی خانوادے
کے پروردہ ہیں، آپ پرنسپل جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف، مرکزی صدر جمعیت
علماءِ طاہریہ کے علاوہ ماضی قریب کے ممتاز عالمِ دین اور اولیاء اللہ میں مقبول ترین
الحاج خواجہ اللہ بخش غفاری رحمۃ اللہ علیہ المعروف "سوہنا سائیں"
بانی درگاہ اللہ آباد شریف کے نواسے ہیں۔

جاتے ہیں وہی جن کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بلاتے ہیں

آدمیت کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ وطن سے دور ہو کر کوئی خوش نہیں رہ سکتا پردیس میں اس کے اندر غم لگا رہتا ہے پیچھے گھر اور اپنوں کی طرف ایک تار بندھی رہتی ہے اور وہ تار ہمیشہ کھنچی رہتی ہے کبھی ڈھیلی نہیں پڑتی۔

مگر عقل حیران ہے کہ فطرتِ انسانی کے برعکس حجاز مقدس میں جانے والا وطن کو بھول جاتا ہے گھر اور اپنوں کے سے بے غم ہو جاتا ہے اور ایک ٹھنڈک بھرا احساس اسے ہر وقت اپنے

گھیرے میں لیے رہتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سخت سردی میں ماں نے اپنی گرم گود میں لے لیا ہو۔ ہر فکر، ہر پریشانی، ہر دکھ سے بے نیاز نفس مطمئنہ لے کر کعبہ مقدس اور روضہ مطہرہ کو دیکھتا چلا جاتا ہے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی رہتی ہے جو اندر کی خرابیوں کو دھوتی چلی جاتی ہے ۔ بے خودی میں زیادہ درود وسلام کا ورد کرتا چلا جاتا ہے۔ جیسے ازل سے اس حکم پر عمل کرر ہا ہو یہ کیفیات ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہیں جن کو محترم محمد اقبال طاہری کی طرح بلاوا آتا ہے اور اس بلاوے میں اعمال سے زیادہ انتخاب کا دخل زیادہ ہوتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

محترم اقبال صاحب کی کتاب (سرزمین وحی کی جانب) پڑھی تو پتہ چلا کہ عشق سے وصل تک کے سفر میں کس قسم کی وارداتیں ہوتی ہیں اور عشاق کس کرم سے نوازے جاتے ہیں۔ اور یقیناً اس کرم نوازی کیلئے پیر کامل کا سہارا بھی لازم ہے

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ حبیب پاک، صاحب لولاک ﷺ کے نعلین پاک کے طفیل مجھے بھی مرشد محبوب سجن سائیں کے ساتھ سفر سعید کی نوازش سے نوازے۔

اور اللہ تعالیٰ اقبال صاحب اور ان کی اہلیہ کو استقامت نصیب فرمائے آمین۔

فقط محمد جمیل عباسی طاہری

تحریر

فضیلت مآب، محترم المقام، معمارِ قوم، عزیز القدر، جناب من

مختار احمد طاہری نقشبندی صاحب

اقبال صاحب آپ تو بڑے چھپے رستم نکلے کہ باطنی اور روحانی نسبت کے ساتھ ساتھ ظاہری مادری و پدری نسبت بھی بزرگوں کی ہی پائی شائد اسی نسبت کا کمال ہے کہ قیوم العصر شیخ عرب وعجم خواجہ محبوب سجن سائیں مدظلہ نے آپ کو بلند اقبال کر دیا اور ایسا بلند کیا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بھی ارجمند کر دیا

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اور یوں آپ کے دل میں دیارِ مقدسہ کا شوق سفر فیروزاں ہوا کہ اس کی لو بڑھتی ہی چلی گئی اور بالآخر اس میں اتنی شدت پیدا ہوئی کہ کوئے جاناں میں جا کر قرار آیا لیکن جناب یہ بھی حقیقت ہے کہ محبت کی پیاس اگر بجھ جائے تو پھر وہ پیاس ہی نہیں، بلکہ خوش نصیبوں کی پیاس میں تو اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے اس کا اندازہ آپ کا سفرحج پڑھ کر ہوا اور ہاں اقبال صاحب آپ کے نصیبے پر بڑا رشک آنے لگا ہے کہ کاش اس پیاس کا ایک چھینٹا ہی نصیب ہو جائے بھڑکنے والی اور نہ ختم ہونے والی پیاس۔

اس وقت آپ پر زیادہ رشک آیا جب پیلی روشنی نے آپ کو اپنے حصار میں لے لیا، وہ روشنی جو ایک دھند کی صورت میں کعبۃ اللہ شریف سے منعکس ہو کر آپ کے دل و جان کو سرور بخش رہی تھی۔

ہاں جی اقبال صاحب آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے تجلیٔ خدا کو سیدی و مرشدی سجن سائیں مدظلہ کی نسبت پاک سے دیکھا، یقین کریں کہ بے اختیار یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش! یہ گنہگار بھی آپ کے ہمراہ ہوتا اور ممکن ہے کہ مرشد کے صدقے میں آپ کی برکت سے ایک کرم کا چھینٹا مجھ پر بھی پڑ جاتا۔

حج کے سفرنامے تو بہت سوں نے تحریر کیے ہے ایک سے بڑھ کر ایک مفید اور معلومات افزاء مگر "لبیک" میں ممتاز مفتی نے اور "منہ ول کعبے شریف" میں مستنصر حسین تارڑ صاحب نے جس طرح قلبی تاثرات کو قلمبند کیا ہے وہ انھی کا حصہ ہے آپ کو بھی مبارک ہو کہ آپ نے بھی ان کی صف میں قدم رکھنے کی سعی کی ہے

قلبی اور روحانی تاثرات اور کیفیات کو لفظوں کا جامہ پہنانا خاصہ مشکل ہوتا ہے اور جب بات کوئے جاناں کی ہو تو اور زیادہ دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ کہ بات ہے سلطان کون ومکاں محبوب کائنات ﷺ کے درِ اقدس کی

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ میں
کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے

اس ناچیز کی یہ عادت سی ہے کہ جب کوئی بے تکلف دوست حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل کر کے آتا ہے تو بطور محبت عاجز ان سے پوچھتا ہے کہ بھائی آپ حج یا عمرہ کے سعادت حاصل کر کے آئے ہو خدا کے گھر گئے تھے صاحب خانہ سے بھی ملاقات ہوئی یا خالی در و دیوار کو ہی چھو کر آئے ہو کہیں سے جواب ملتا اور کہیں خاموشی۔

اقبال صاحب آپ سے تو یہ سوال پوچھنے کا موقع ہی نہیں ملا لیکن آپ کا سفر نامہ حج پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ صاحب خانہ نے جا بجا نگاہِ کرم کا شرف بخشا ضرور ہے ورنہ کئی تو ایسے بھی ہوتے ہے جنہیں یہ کہ کر رخصت کر دیا جاتا ہے میاں یہ کیا کم ہے کہ کوچہ محبوب کی آوارگی تمہیں مل گئی، تمہیں گھر دکھا دیا اسی پر اکتفا کرو پھر کبھی آئے تو ملاقات کا بھی دیکھا جائے گا۔

آئے عشاق، گئے وعدہ فردا لے کر

سفر نامہ کے ادبی نوعیت سے قبل اپنے شیخ سیدی محبوب سجن سائیں مدظلہ کا بیان کردہ ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرید صادق اپنے شیخ طریقت کی خدمت اقدس میں قدم بوسی کیلئے کچھ اس انداز سے حاضر ہوا کہ ہر قدم پر سو سو آداب بجالایا جب مرشد کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہاں گنجائش نہیں تم جا سکتے ہو وہ بڑا حیران و پریشان ہو کر عرض گزار ہوا کہ بندے سے کیا خطا سرزد ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کوئی خطا نہیں ہوئی تم بڑے مؤدب ہو ہر قسم پر کئی کئی آداب بجالائے ہو تم عاشق نہیں ہو اور یہاں عشاق کی جا ہے اگر تم عاشق ہوتے تو محبوب کی محبت کے غلبہ میں آداب بجالانے میں تم سے کچھ نہ کچھ کوتاہی ضرور سرزد ہوتی۔

معلوم ہوا عشق و مستی کی کیفیات بیان کرنے میں ادب آداب اطوار بدل جاتے ہیں بہر حال

اہل محبت کو کتاب میں عشق و مستی کا سرمایہ ضرور ملے گا۔

اور جا بجا مختلف اشعار کے ذریعے جو کتاب کو مزین کیا ہے اس نے اسے چار چاند لگا دیئے ہیں اہل ذوق کیلئے یہ ایک بہترین تحفہ ہے۔

اقبال صاحب نہایت معذرت کے ساتھ کہ آپ نے حالات و واقعات بیان کرنے میں کافی کنجوسی کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ طاہری نسبت کے حوالہ سے آپ پر عنایات تو بہت ہوئی ہونگی مگر آپ نے پردہ اٹھانا مناسب نہ سمجھا عاجز نے تو یہ محسوس کیا ہے۔

بہر حال صد مبارک کہ ایک خوبصورت رنگ برنگے پھولوں کا عطر بیز گلدستہ قارئین کیلئے تیار کیا ہے جس کی مسحور کن خوشبو سے ان کے مشام جاں شام ابد تک معطر رہیں گے۔

اللہ کرے کہ زورِ قلم ہو اور زیادہ

سگ در سجن سائیں

لاشئی فقیر مختار احمد طاہری

حیدرآباد

تحریر

عالم نبیل، فاضل جلیل، سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا
احتشام الحق قادری صاحب
پرنسپل صفہ پبلک ہائی سکول لاہور کینٹ

سفرِ حج محض ایک سفر نہیں بلکہ!

سفر محبت ہے!

سفر سعادت ہے!

سفر عقیدت ہے!

سفر الفت ہے!

مزید یہ کہ یہ سفر خیر و برکت کے حصول کا ذریعہ ہے اس مسافر کی زبان پر کلمات تشکر ہوتے ہیں۔ آنکھیں اس وجہ سے پرنم ہوتی ہیں کہ بیت اللہ اور گنبد خضرا کی زیارت کا شرف حاصل ہونے والا ہے۔

ان راہوں کا مسافر اپنی قسمت پر ناز کرتے ہوئے سوچ رہا ہوتا ہے کہ میرے اُوپر اللہ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ مجھے کروڑوں انسانوں میں سے منتخب فرما کر اپنے گھر کی زیارت سے مشرف فرمایا ہے اس سفر پر جانے والا ہر خوش نصیب اپنے آپ کو سعادت مند سمجھتا ہے اور ایسا اس لئے ہے کہ وہ روئے زمین پر دو ایسے مقدس اور عزیز شہروں کی طرف جا رہا ہے جو اس کائنات میں افضل ترین مقامات ہیں۔

دونوں کو بڑی شانیں اور عظمتیں عطا فرما رکھی ہیں!

دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو سب شہروں سے زیادہ محبوب ہیں!

ایک شہر حضور پُر نور ﷺ کی جائے ولادت اور اعلان نبوت کا مقام ہے تو دوسرا آپ کی ہجرت گاہ اور آرام گاہ ہے ایک میں رب العزت کا پہلا گھر ہے تو دوسرے میں مساجدِ انبیاء میں سے آخری مسجد ہے!

ایک کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی تو دوسرے کیلئے ان کی اُولاد میں سے سب سے افضل ذات ﷺ نے دُعا کی۔ ان دُعاؤں کی برکت سے دونوں کیلئے دلوں میں کشش پیدا ہوئی!

ایک میں اگر پتھروں اور شجر وحجر نے سلام عرض کیا ہے تو دوسرے میں کھجور کا تنا سرکار دو عالم راحت العاشقین ﷺ کے ہجر وفراق میں رویا ہے!

ایک کے پانی میں تو دوسرے کی مٹی اور کھجور میں شفاء ہے دونوں حرم ہیں!

دونوں میں نماز کا ثواب کئی گنا ہے!

یہی وجہ ہے کہ جان نثارانِ مصطفیٰ ﷺ ان شہروں کی زیارت کا حد درجہ اشتیاق رکھتے ہے اوران کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہے!

الغرض! دونوں شہر باقی تمام شہروں سے افضل ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
وہی قبلہ تیری امت کا رہا ہے
جس شہر نے پائی تیری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اس کی ہر دل میں سوا ہے

زیر نظر کتاب "سرزمین وحی کی جانب" عزیزم محمد اقبال طاہری زید مجدہٗ کے سفر حج کی روداد ہے۔ جس کو محترم محمد اقبال طاہری صاحب نے اپنے ہاتھ سے قلمبند کیا ہے۔

راقم الحروف محمد اقبال طاہری صاحب سے عرصہ دراز سے واقف ہے اور وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ ملاقات اور نشست و برخاست ہوتی رہتی ہے۔ اس دوران مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال بھی ہوتا ہے اس لئے راقم کتاب ہذا کے مصنف کے وسعت مطالعہ اور علمی اور ادبی ذوق سے خوب واقف اور آگاہ ہے

اپنے اسی ذوق کے پیش نظر انہوں نے اپنے سفر حج کے احساسات اور جذبات کو تحریر کیا ہے میں نے اس کتاب کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے یہ ایک محبت آمیز اور روح پرور تصنیف ہے جس کے

لفظ لفظ سے عشق و محبت ٹپکتی نظر آتی ہے مصنف نے حج کے فضائل کے ساتھ ساتھ حجاز مقدس کے فضائل و خصائص اور امتیازات نہایت حسین انداز میں قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کئے ہیں۔ مقدس مقامات کی تاریخی حیثیت کو مدلل انداز میں واضح کیا ہے۔ بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ دونوں مقامات کی حاضری کے وقت اپنی روحانی کیفیات اور دلی جذبات کو بڑے ہی حسین انداز میں پیش کیا ہے ان مقامات کو پڑھ کر ان کے عشق رسول ﷺ کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ شہر مدینہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

میں سمجھتا ہوں کے کہ یہ کتاب یقیناً معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے حرمین شریفین کی زیارت کیلئے جانے والا اگر اس کا مطالعہ کریں اور ایک طرف اس کو فریضہ حج کی ادائیگی میں نہایت آسانی ہوگی تو دوسری طرف اس کے عشق و محبت میں اضافہ ہو جائے گا۔

مصنف نے اپنی تحریر کو بڑی خوبصورتی سے موقع و محل کی مناسبت سے نعتیہ اشعار سے مزین کیا ہے جس سے پڑھنے والے کے جذبہ عشق و محبت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

اُمید ہے کہ کتاب عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے دلوں میں بیت اللہ شریف اور گنبد خضرا کی محبت اور زیارت کے فروغ کا ذریعہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حرمین شریفین کی خیرات و برکات کا وافر حصہ عطا فرمائے اور زیارت مصطفیٰ ﷺ کی نعمت عظمیٰ سے نوازے حج کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین ﷺ

احقر

احتشام الحق قادری

پیش لفظ

مکرم ومحترم حاجی محمد اقبال طاہری کو اللہ کریم نے اس سال 2009ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے نوازا ہے۔ ان کے سفر مبارک سے واپسی پر مبارک باد دینے کیلئے اور دعاؤں کیلئے حاضری ہوئی دوران گفتگو اپنے تاثرات و مشاہدات سنانے لگے تو یوں محسوس ہوا کہ ابھی تک قلب ونظر میں وہی پر کیف منظر سمائے ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ ان احساسات کو تحریر کی صورت میں جمع کر دیا جائے تو اللہ کی ذات عالی سے امید ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو رہنمائی مل سکتی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ سفر حرمین نصیب فرمائیں۔اس کے جواب میں کسر نفسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عذر فرمانے لگے کیونکہ اللہ نے جس کو نوازا ہے اس کی عاجزی کے بدلے میں ہی نوازا ہے۔

بندہ نے جواباً عرض کیا کہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کا فرمان ہے کہ کسی شخصیت یا کسی مقام سے اگر کسی کو محبت وعقیدت ہو تو اس کے متعلق اپنے جذبات کو اس نیت سے قلمبند کر دینا چاہئے کہ اس شخصیت کے مقام ومرتبہ سے دوسرے لوگ آگاہ ہوں۔اسی طرح کسی جگہ اور

مقام سے دلی انس ہو تو اس کو بھی ضابطہ تحریر میں لانا چاہیے کیونکہ اس سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کو اس سے ترغیب اور حوصلہ ملتا ہے جب ان (یعنی محمد اقبال طاہری) کے سامنے یہ گذارش پیش کی گئی کہ حضرت مجدد صاحبؒ کا اس بارے میں ارشاد موجود ہے تو انھوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اسے شرف قبولیت سے نوازا اور اس سفر مبارک کی پر کیف و نورانی روداد کو ضابطہ تحریر لانے پر آمادگی ظاہر فرمادی۔

پھر یہ حکم بھی دیا کہ اس میں اپنا حصہ ڈالوں گو کہ میرا لکھنے لکھانے سے اتنا تعلق نہیں ہے لیکن ان کا حکم ٹالنے کی ہمت نہیں تھی کیونکہ جناب موصوف باقاعدہ ایک اللہ والے کے دامن سے وابستہ ہیں اور سلسلۂ نقشبندیہ میں بتدریج منازل طے کر رہے ہیں۔ اللہ پاک ترقیات سے نوازے اور استقامت عطا فرمائیں۔

بڑوں کا قول ہے، قہر درویش بجان درویش اس لئے ان کی دعاؤں میں اپنی شمولیت کیلئے زیر نظر چند سطریں نذر قارئین ہیں اللہ ان کے اس سفر کو ان کیلئے سعادت دارین کا ذریعہ بنائے اور اس کے ذریعے دیگر غلامان محمد ﷺ کو اس سفر مبارک کے آداب کیفیت اور احساسات سے نوازے

فقط:۔ ابو عبداللہ حافظ نصیر الدین



از قلم حقیقت رقم

فضیلت مآب، محترم جناب پروفیسر

سید سہیل اظہر شاہ ہاشمی

ن ـ قسم ہے قلم کی اور ان نگارشات کی جو اہل قلم لکھتے ہیں!

قلم اور اہل قلم کا تعلق روزِ اول سے ہی قائم ہے۔ قلم ہمیشہ سے ہی اہل قلم کے باطن کا آئینہ دار رہا ہے دل کی گہرائیوں میں پنہاں جذبات و احساسات کا عکس قلم کی نوک سے ہی صفحہ قرطاس پہ نقش ہوتا ہے اور اگر دل کا مقصود محض رضاءِ الٰہی کا حصول ہو تو قلم کی نوک سے وہ شاہکار جنم لیتا ہے کہ کہنا پڑتا ہے

رہی نہ گردش دوراں کی آگہی رو پوش
یہاں تو قلب و نظر میں کھلا ہے راز الست

سرزمینِ وحی کی جانب قلم کی نوک سے جنم لینے والا ایسا ہی ایک شاہکار سفرنامہ ہے۔ ایک

ایسا سفرنامہ جہاں دل کی گہرائیوں میں پنہاں جذبات واحساسات کونوک قلم کی زینت بنایا گیا ہے جس میں صفحۂ قرطاس پر باطنی وروحانی کیفیات کا عکس اتارا گیا ہے جواپنی جگہ نہ صرف گلزار علم وادب کے خوشنما پھولوں سے مزین ومعطر بلکہ منازل تصوف کے کیف وسرور کا امین بھی ہے

سرزمینِ وحی کی جانب ایک ایسا شاہکار ہے، جس کی عظمت کا معیار متعین کرنے کیلئے عنوان ہی کافی ہے۔ تاہم مضامین میں موزوں الفاظ کا انتخاب اور جا بجا موضوع سے مطابقت رکھنے والے اشعار کے اندراج نے کتاب کی جاذبیت میں اور زیادہ اضافہ کردیا ہے۔ گویا کہ کتاب کا مضمون حالات وواقعات کو پڑھنے والے کی روح میں سرائیت کرتا چلا جاتا ہے اور وہ خودکو اس مقام پر تصور کرتا ہے، جہاں خود اس کی زبان اس کی باطنی کیفیات کے اظہار سے قاصر نظر آتی ہے

پرسید یکے کہ عاشقی چیست
گفتم کہ چومن شوی بدانی !

قاریٔ کتاب کے دل کی کیفیات صاحب کتاب کے باطنی احوال کی عکاس ہوتی ہیں۔اور جہاں سفر ہی "سرزمینِ وحی کی جانب" ہو۔ وہاں کتاب کا ہر حرف صاحب کتاب کی روحانی معراج کا آئینہ دار ہے گویا

ورق ورق سے چھلکتی ہوئی سعادت ہے
حرف حرف میں ہے کوثر تعبیر یہاں

اللہ پاک سے دعا ہے کہ کتاب ہذا اپنے ہر قاری کے دل میں ایسے ہی احساسات کی جنم دے، جس کی جھلک صاحب کتاب کے قلم سے آشکار ہے اور ہم سب کیلئے بھی (دیگر اہل اسلام کے لئے بھی) "سرزمینِ وحی کی جانب" جانیوالی شاہراہ کو ہموار کردے۔ آمین ثم آمین

طالب دعا:۔ سہیل اظہر شاہ

حج پر جانے سے پہلے محمد اقبال طاہری کیلئے لفظوں کے پھول

آنکھوں میں نم ہے دل بھی شکستہ خیال ہے
خونِ جگر سے صفحۂ قرطاس لال ہے

تقدیر میں لکھا تھا سفر حجاز بھی
دل میں نہاں یہ کیف وتصور محال ہے

پارہ ہے قلب وروح وجگر سوز و ساز سے
کیا نغمۂ حجاز کا حسن وجمال ہے

دنیا کی جستجو میں گزر جائے گی حیات
طیبہ کی آرزو ہو یہ دل کا کمال ہے

بادِ صباء پیمبرِ جادۂ حق نما
موجِ نسیمِ صبح روانِ خیال ہے

اک خواب تھا کہ میں بھی کبھی جاؤں گا حجاز
دیکھوں گا طیبہ وحرم کا کیا جلال ہے

کعبہ کے پاس جاکے بہا دوں گا آنکھ سے
اشکوں کے سیل میں نہاں جو بھی سوال ہے

دل کی تڑپ ہو، جاؤں تو نہ لوٹ کے آؤں
کیسا یہ تیرا ، کعبہ وطیبہ ، وصال ہے

تعبیر مل گئی ہے مجھے میرے خواب کی
میں کیا میری اوقات کیا، کرم ذوالجلال ہے

(احمد اسماعیل یاروخیل میانوالی)

تعارف سفر نگار

مطالعہ کتب کا شوق کسی بھی شخصیت کے اعلیٰ ذوق کا آئینہ دار ہوتا ہے اچھی اور معیاری کتب شخصیت کی تعمیر اور کردار کی پختگی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسی کتب کا قاری یقیناً ایسے ہی اوصاف کی عملی تصویر ہوتا ہے۔

ایسے ہی اوصاف کی عملی تصویر مجھے آج سے کئی سال قبل اس وقت نظر آئی جب میں ایک لائبریری میں مصروف مطالعہ تھا۔ یہ اقبال صاحب تھے، جن سے میری یہ پہلی ملاقات تھی وہ ملاقات جو ایک سدا بہار دوستی میں بدل گئی ایسی دوستی جس میں نظر وفہم کی ہم آہنگی اور ذوق مطالعہ کا مشترکہ عنصر شامل ہے، وہ دن اور آج کا دن وقت کا ہر گزرتا لمحہ ہمیں ایک دوسرے سے قریب تر کر رہا ہے اور آج ہمارا تعلق دوستی کی منزلوں سے کہیں آگے ہے۔

اقبال صاحب لاہور کے علاقہ گوالمنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم شیخ عبدالعزیز کوریجہ (مرحوم) کا سلسلہ نسب عظیم سرائیکی صوفی شاعر خواجہ غلام فرید سے ہوتا ہوا مرادِ رسول ﷺ سیدنا عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام محترمہ فضل بی بی تھا، جو محترم شیخ جمال الدینؒ کی صاحبزادی تھیں جو شیخ عرب وعجم خواجہ فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے اور انھوں نے اپنے مرشد مربی کے اسم مبارک پر اپنی بیٹی کا نام رکھا تھا۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جس سلسلہ میں اقبال صاحب نے بیعت کی ہے وہ بھی شیخ عرب وعجم حضرت فضل علی قریشیؒ سے جاملتا ہے۔ اقبال صاحب نے دور حاضر کے کامل واکمل ولی اللہ حضرت خواجہ محمد طاہر المعروف محبوب سجن سائیں مدظلہ سے بیعت کی ہے خواجہ محمد طاہر مدظلہ خلیفہ وجانشین ہیں خواجہ اللہ بخش المعروف سوہنا سائیںؒ کے اور سوہنا سائیں خلیفہ وجانشین تھے حضرت خواجہ عبدالغفار المعروف پیر مٹھاؒ کے جو شیخ عرب وعجم پیر فضل علی قریشیؒ کے جانشین تھے۔

یوں اقبال صاحب کو یہ سعادت بھی ملی کہ ان کا سلسلہ طریقت بھی وہی نکلا جو ان کے نانا کا

تھا اور یہی مشترکہ عنصر تھا، جو فضلیہ" دارالاشاعت کے قیام کا سبب بنا، فضلیہ" دارالاشاعت ۔۔۔ایک ایسا ادارہ جس نے مختصر عرصے میں کئی اسلامی کتب کی اشاعت کی سعادت حاصل کی اقبال صاحب کے موجودہ سفرنامہ حج کی اشاعت بھی اس ادارہ کی سعادت میں شامل ہے۔

مطالعہ کتب کا ذوق شروع سے ہی اقبال صاحب کا خاصہ رہا ہے۔ لائبریری میں ان سے میری پہلی ملاقات اس بات کی واضح گواہ ہے اور یہی وہ شوق ہے جس کی بنیاد پر آج اقراء لائبریری کا قیام موجود ہے۔

اولیاء کرام سے دلی عقیدت ومحبت اقبال صاحب کو ورثہ میں ملی ہے۔ اوراس کے اثرات آپ کی شخصیت میں نظر آتے ہیں۔ جہاں دینی محافل کے انعقاد میں خصوصی دلچسپی اور علمائے کرام سے خصوصی تعلق آپ کی خصوصی توجہ اور ذوق کا آئینہ دار ہے، وہاں آپ کے دینی لگاؤ اور مذہبی عقیدت کا عکاس ہے۔ اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً محفل حمد ونعت، مختلف دینی اجتماعات اور آپ کے گھر میں جاری کئی سال سے خواتین کی ماہانہ " محفل ذکر حبیب " اقبال صاحب کی خصوصی کاوش میں شامل ہے۔

دین کی محبت اور اولیاء اللہ سے عقیدت کا جذبہ ہی وہ لگاؤ ہے جس نے حجاز مقدس کی راہوں کو ان کیلئے ہموار کیا اور وہ وقت آیا جب خالق ومالک نے آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت کا اعزاز بخشا۔۔۔۔حج بیت اللہ ایک ایسی تمنا جو ہر مسلمان کے دل میں روز اول سے مچلتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سعادت آپ کی والدہ کی نیم شب دعاؤں کا ثمر ہے

شافع محشر، محبوب رب العلیٰ، سید دو عالم ﷺ کے ارشاد پاک کا مفہوم ہے کہ " حج انسان کو ایسے پاک کر دیتا ہے گویا وہ آج پیدا ہوا ہے " الحمد للہ! آج اقبال صاحب بھی ان افراد میں شامل ہو گئے جن کیلئے نبی مکرم ﷺ کی زبان نبوت سے یہ بشارت ملی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اقبال صاحب اور ان کی اہلیہ کو عزت وسرفرازی کی ان راہوں میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

سید احمد اسماعیل (یاروخیل میانوالی)

روحانی خواب کی ایمانی تعبیر

حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت غلامانِ سید عالم ﷺ کی زندگی کی ایک حسین آرزو ہوتی ہے کچھ خوش بخت اس مقدس ومبارک سرزمین کی زیارت سے اپنی قلب وروح کو معطر کر لیتے ہیں اور کچھ اسی حسین آرزو کو دل میں چھپائے آنکھوں میں انتظار کی جوت جگائے ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

بیت المعمور کے عین نیچے کعبۃ اللہ شریف آسمانوں پر ملائکہ (فرشتوں) کا طواف اور زمین پر سید الانبیاء والمرسلین، شافع روز جزا سرکار دو عالم ﷺ کے غلاموں کی لبیک اللّٰھم لبیک کی صدائے دل نواز بالخصوص ڈھلتی شام حرم مقدس کے پاک صحن میں ابابیلوں کا طواف اور عین انہی لمحات میں اللہ اکبر کی صدا (اذانِ مغرب) کا بلند ہونا تو زائرِ حرم کبھی نہیں بھولتا۔

جب رسول عربی ﷺ کا غلام اس در پر پہنچتا ہے۔ جہاں سے اسے سیدھی اور سچی راہ دیکھنے کیلئے نور عطا ہوا۔ تو اس لمحے اس کی ایک عجب حالت ہوتی ہے۔

بندہ ناچیز پر بھی خالق ومالک نے اپنے محبوب ﷺ کی نعلین پاک کے تقدس کے طفیل کرم کیا اور 2009ء بمطابق 1430ھ میں اہلیہ سمیت حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے سرفراز کیا وہاں سے واپسی پر دوست احباب ملنے آتے اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً کے سفر مبارک کے حالات پوچھتے۔ جب یہ ناچیز اپنے مشاہدات وتاثرات بیان کرتا تو اکثر دوست فرماتے کہ ان باتوں کو تحریر کی شکل میں محفوظ کر لیں۔ مگر مجھ ناچیز کو اپنی بے علمی اور کم مائیگی کا احساس تھا۔ اس لئے پہلو تہی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے نہایت ہی قابل احترام دوست محترم المقام حافظ نصیر الدین صاحب (جو کہ ایک اچھے خطاط ہیں) نے اس ناچیز کو حضور مجدد منور الف ثانیؒ کے مکتوب گرامی میں سے ایک اقتباس سنایا کہ

مجدد منور الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ بندے کو جس جگہ یا شخصیت سے عقیدت ومحبت ہو اسے چاہیے کہ اس کے حالات وواقعات تحریر کرے تا کہ دوسرے بھی اس کو پڑھ کر فائدہ حاصل کریں یہ سن کر اس ناچیز نے اپنے سفر کے حالات قلمبند کیے۔ حالانکہ مجھے بخوبی احساس ہے کہ میں کوئی

صاحب علم یا مصنف نہیں میری تحریر بے ربط ہے۔مگر اس میں میرے شکستہ دل کی آواز آپکو سنائی دے گی۔شکستہ دل کی انہی آرزوں کو دل میں سموئے ہوئے ایک وقت وہ بھی تھا جب آج سے تقریباً 4،سال پہلے اس ناچیز کے غریب خانہ پر ایک درویش،آلِ رسول،سیّد السادات،نجیب الطرفین،محترم المقام جناب سید اکبر علی شاہ بخاری تشریف فرما تھے

ذکر تھا آخری مہینے کا

تذکرہ چھڑ گیا مدینے کا

باتوں باتوں میں بات چلی تو پروفیسر اقبال عظیم صاحب کی نعت "فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر "ایک دوست نے سنائی جب مقطع سنایا بلکہ مقطع کی تکرار کی

ہم کو اقبال جب بھی اجازت ملی

ہم بھی دربار کو جائیں گے

پتہ نہیں دل کو کیا ہوا۔بس ایک ہوک سی دل میں اٹھی جب یاد مدینہ آیا میری حالت جو کہ بے اختیار تھی باوجود کوشش کے اشک تھمنے میں نہیں آرہے تھے۔

گھٹاؤ اشک برساؤ مدینہ یا د آیا ہے

سماں ساون کا دکھلاؤ مدینہ یا د آیا ہے

شاہ صاحب حوصلہ دے رہے تھے کہ بیٹا ہوا کیا ہے؟

زبان خاموش تھی اشک جاری تھے ایک دوست نے کوئی بات کی تو آپ فرمانے لگے کہ یہ آقا مولیٰ ﷺ کا مزاج ہے جسے چاہیں جیسے نواز دیں

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر، نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا

جسے چاہے جیسے نواز دے یہ مزاج عشق رسول ﷺ ہے

قبلہ شاہ صاحب بھی وجد میں آگئے۔فرمانے لگے کہ بیٹا تیاری کرو میرے آقا کے درِقدس پر حاضری کی۔مگر وہاں جا کر اس عاجز کو بھول نہ جانا۔بس درود پاک کی کثرت کرو۔پھر میرے آقا و مولیٰ ﷺ کی حدیث پاک سنائی۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں ، میں اپنی دعاؤں میں سے آپ پر کتنا درود پڑھوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے ۔ میں نے کہا دو تہائی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر تم زیادہ کرو تو وہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنی تمام دعاؤں میں آپ ﷺ پر درود شریف پڑھوں گا ، آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری مہم کیلئے کافی ہے اور تمہارا گناہ بخش دیا جائے گا۔ (سنن ترمذی، مسند احمد)

بس وہ دن اور آج کا دن تمام دعائیں بھول گئیں صرف یاد رہا تو درود و سلام۔

بے مایہ سہی لیکن شائد وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں کچھ ہم نے بھی درودوں کی سوغاتیں

ان ہی دنوں میں استاذ العلماء حضرت مولانا حبیب الرحمٰن گبول مدظلہ کا سفر نامہ "سفر عقیدت" شائع کرنے کی سعادت میسر آئی ۔ کمپوزنگ کے بعد جب پروف ریڈنگ کی کوشش کی تو دل سے بے اختیار نکلا

مدینے کے زائر خدا کیلئے داستانِ سفر اب یوُ ں مت سنا
دل مچل جائے گا ، بات بڑھ جائے گی میرے بیتاب آنسو چھلک جائیں گے

شب و روز گزرتے رہے دل میں حاضری کی تمنا جوان ہوتی رہی ۔ جذبات مچلتے رہے صبح شام ایک ہی مشغلہ تھا کہ مدینہ طیبہ کے مسافروں کو ملنا ۔ اُن سے مدینہ طیبہ کی باتیں سننا اور پھر یہ کہنا

ہم بھی جائیں گے مدینے آج نہیں تو کل سہی
سرِ درِ آقا جھکانے آج نہیں تو کل سہی

اس ناچیز کی اہلیہ کی تڑپ تھی کہ جو قبول ہوئی اور میرے آقا ﷺ نے اپنی آل اپنے نواسے (سید اکبر علی شاہ بخاری) کی بات کو شرف قبولیت بخشا ۔ میرے ایک نہایت ہی پیارے دوست جو کافی عرصہ قبل حج بیت اللہ کی سعادت سے مستفید ہو چکے ہیں ۔ انھوں نے دوران حج خواب

میں اس ناچیز کو حرم پاک میں دیکھا تھا وہ اکثر فرمایا کرتے کہ اقبال بھائی میری خواہش ہے کہ آپ عمرہ کی سعادت حاصل کریں۔ میرا خواب شرمندۂ تعبیر ہو۔ پھر اُن کی والدہ ماجدہ نے بھی خواب میں یہی کچھ دیکھا۔ تو محترم حاجی صاحب نے مجھے اپنے در دولت پہ بلایا اور کہا کہ اقبال بھائی تیاری کریں عمرہ کیلئے انشاء اللہ آپ ہمارے گھر والوں کے ہمراہ عمرے پر جائیں گے پاسپورٹ وغیرہ بنوالیں ۔ جب اس ناچیز نے گھر آ کر اہلیہ سے ذکر کیا تو کہنے لگیں کہ حاجی صاحب سے کہیں کہ خدائے پاک سے التجا کریں ۔ کہ ہم دونوں کو اکٹھے اپنے گھر کی زیارت اور اپنے محبوب ﷺ کے روضہ پاک کی حاضری نصیب فرمائے ۔ اس ناچیز نے جب حاجی صاحب سے عرض کیا کہ دعا کریں کہ اللہ رب العزت ہم میاں بیوی کو حج کی سعادت نصیب فرمائے یہ سن کر حاجی صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ تیاری کریں کمی بیشی کی بات رہنے دیں اللہ اپنے خزانے سے آپ کی مدد فرمائے گا۔ اخراجات میں مسبب الاسباب نے کرم فرمایا اور پاسپورٹ بن گئے حکومت پاکستان نے حج پالیسی 2009 کا اعلان کر دیا

پیغام صباء لائی ہے گلزار نبی سے
آیا ہے بلا وہ مجھے دربار نبی سے

جب اقبال طاہری کا اقبال بلند ہوا

الائیڈ بینک (نیوائیر پورٹ روڈ لاہور) برانچ میں درخواست جمع کروادی۔ اگلے دن مرکز روح الاسلام میں ماہانہ پروگرام تھا۔ وہاں راشد محمود طاہری صاحب سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ ہمارا حج کا پروگرام ہے۔ عاجز نے عرض کیا کہ اللہ نے اپنے کرم سے ہمیں بھی اس بار اپنے گھر کی حاضری کیلئے قبول کر لیا ہے اور ہم بھی انشاء اللہ اس سال حج کی سعادت حاصل کریں گے۔ اگر مناسب سمجھیں تو اکٹھے چلیں۔ انہوں نے اس تجویز کو قبول کر لیا اور اگلے دن راشد محمود صاحب معہ اہلیہ اور اُن کے برادر اکبر طارق محمود صاحب معہ اہلیہ تشریف لے آئے بینک گئے اُن کی درخواستیں جمع کروائیں الحمد للہ! ہم تین دوست بمعہ شریک حیات (یعنی 6 افراد) تیار تھے بینک والوں نے اس ناچیز کو گروپ لیڈر بنا دیا جب آخری تاریخ تھی تو محترم ومکرم حاجی محمد رشید نقشبندی صاحب کی بھابھی اور دیگر 2 رشتہ دار تیار ہو گئے وہ بھی اس ناچیز کے گروپ میں شامل ہو گئے۔ اور یوں نو افراد پر مشتمل ہمارا قافلہ بن گیا۔ اب انتظار کی گھڑیاں شروع ہو گئیں۔ اٹھتے بیٹھتے یہی دعا تھی کہ یا اللہ اپنے عظمت والے گھر، امن والے شہر کی زیارت نصیب فرما اپنے پیارے حبیب ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت نصیب کر۔ جوں جوں قرعہ اندازی کے دن قریب آتے گئے زبان ودل کہتے رہے۔

یا الٰہی دکھادے مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

آخر وہ دن آگیا جس کے لئے صبح شام دعائیں مانگیں۔5 اگست 2009ء قرعہ اندازی کے اعلان کا دن انٹرنیٹ کے ذریعے چیک کیا تو الحمدللہ! کامیابی کی نوید تھی پورا گروپ قرعہ اندازی میں کامیاب ہوا۔ 5 نومبر 2009ء بروز جمعرات بذریعہ پی آئی اے پرواز نمبر PK9333 روانگی کا دن قرار پایا۔

کہاں میں کہاں یہ مقام اللہ اللہ

درِ مرشد پر شرف باریابی کے لئے حاضری

درگاہ اللہ آباد شریف حاضری کا پروگرام بنایا اور 17 رمضان المبارک کو درگاہ اللہ آباد شریف میں اپنے مرشد و مربی، عالم امورِ شریعت واقف رموز حقیقت، وارث فیوضات نقشبندیہ حضور قبلہ عالم حضرت الحاج محمد طاہر عباسی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کی قدم بوسی اور حصولِ دعا کیلئے حاضر ہوئے۔ آپ نے انتہائی شفقت کے ساتھ دعاؤں سے نوازا۔ اور سفر مقدس کیلئے مفید و کار آمد نصیحت فرمائی۔ وہیں پر سید العلماء، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن گبول مدظلہ العالی سے بھی ملاقاتیں رہیں آپ اس ناچیز پر انتہائی شفقت فرماتے ہیں آپ نے اپنے تجربات کی روشنی میں مفید مشورے دیئے اپنے علمی و روحانی خزانے کے منہ اس ناچیز کیلئے وا کر دیئے۔ وہاں سے مرشد و مربی کی دعاؤں کے سائے میں لاہور واپس آئے۔ 3 نومبر 2009ء بروز منگل کو حاجی کیمپ لاہور میں حاضری ہوئی۔ وہاں سے پاسپورٹ، ٹکٹ، زر دلہ اور روانگی، واپسی کا شیڈول ہمیں دیا گیا۔ پی آئی کی جانب سے ایک ایک بیگ کا تحفہ ملا۔ الحمدللہ! تمام کام بخیر و خوبی انجام پا گیا۔ ہم دونوں میاں بیوی 11 بجے دن تک فارغ ہو کر واپس گھر پہنچ گئے۔

سعودی عرب کی عظیم دھرتی

تو اس لئے خوش نصیب ہے کہ تجھ پہ میرے حضور ﷺ رہتے ہیں

اے عرب کی گلاب سی دھرتی پوری دنیا میں لاجواب ہے تو
دونوں عالم میں ہر کسی کیلئے ایک روشن، حسین خواب ہے تو

جو ہیں محبوبؑ ذاتِ باری کے تیری ہی سرزمیں پہ رہتے ہیں
ہیں سمندر جو نورِ رحمت کے تیری ہی وادیوں میں بہتے ہیں

میرے خوابوں کے اے حسین گلشن تیرے جیسی کہیں بہار نہیں
ہے وہ بدبخت اس زمانے میں شہرِ طیبہ سے جس کو پیار نہیں

میرے خوابوں کے اے امین وطن تیرے ذروں کو چوم لوں آ کر
تیری پُر نُور اُن فضاؤں میں قبل مرنے سے جھوم لوں آ کر

جس کی کرنیں ہیں سارے عالم میں جگمگاتا وہ ماہتاب ہے تو
تیرا ہمسر نہیں زمانے میں آپ اپنی حسیں مثال ہے تو

تیرے جیسا کوئی دیار نہیں ساری دنیا میں باکمال ہے تو
جس کو عابد کبھی زوال نہیں ایسا نکھرا ہوا شباب ہے تو

دن گنے جاتے تھے جس دن کے لئے

5 نومبر 2009ء بروز جمعرات صبح قبل از فجر نوافل پڑھے کیونکہ یہ میرے کریم آقا علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ سفر پر روانگی سے پہلے نوافل ادا فرماتے پھر والدہ ماجدہ کی قبر پر حاضری دی کیونکہ آج اس مبارک سفر پر روانگی تھی جس کے لئے والدہ علیہ الرحمہ نے اپنی نیم شب دعاؤں میں خدائے بزرگ و برتر سے التجائیں کی تھیں اس لئے آج کی اس مبارک گھڑی میں وقت رخصت اُن کی قبر اطہر پر حاضری لازم تھی۔

نماز فجر مرکز روح الاسلام طاہریہ میں ادا کی مراقبہ سے فارغ ہو کر گھر میں موجود مہمانوں سے ملاقات کی اور صبح 7 بجے غریب خانے سے وہ سفر سعادت شروع ہوا جس کے انتظار میں قبلہ والد محترم شیخ عبدالعزیز کی آنکھیں مندھ گئیں۔ وہ محبت بھرا سفر جس کی ہمسری کا دعویٰ دنیا کا کوئی سفر نہ کر سکے والدہ ماجدہ علیہ الرحمہ کی نیم شب دعاؤں کا صلہ "یا اللہ میرے بیٹے کو اپنے پاک گھر اپنے محبوب ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت نصیب فرما" یہ دعا وہ اکثر رات کے پچھلے پہر کیا کرتی تھیں۔ عقیدتوں کے سفر پر روانگی ہوئی۔ سب سے پہلے مدینہ چوک میں الحاج محمد رشید نقشبندی کی والدہ (جو اس ناچیز سے انتہائی محبت کرتی ہیں اپنے بیٹوں کی طرح عزیز، میری ذرا سی تکلیف پر تڑپ اٹھتی ہیں) کی قدم بوسی کے لئے حاضری دی۔ کافی دوست احباب ساتھ ہو لئے۔ تقریباً 9 بجے حاجی کیمپ پہنچے وہاں محترم و مکرم الحاج محمد رشید نقشبندی اور کافی احباب موجود تھے۔ وہاں تمام دوستوں نے نیک دعاؤں و تمناؤں سے رخصت کیا۔ الحاج محمد رشید صاحب اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔

سدا فرقت محمد ﷺ دی کلیجہ ڈنگ دی رہندی
میں بھر بھر خون دے اتھرو کڑتی رنگ دی رہندی

خود بھی روئے، ہمیں بھی رلایا، اُنکا بلکنا دیکھ کر ارادہ کیا کہ اگر اللہ نے توفیق دی تو آقا کریم کے در اقدس پر ان کی حالت زار کا تذکرہ ضرور کریں گے انشاء اللہ۔ کہ پہنچنا در پہ تو کہنا آقا!

بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں
بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا

احباب سے رخصت لے کر حاجی کیمپ کے اندر داخل ہوئے سامان وغیرہ کی چیکنگ کے بعد فوراً بذریعہ بس ائیر پورٹ پہنچے اس وقت 11:30 بجے تھے وہاں عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ ہمارا ارادہ حج تمتع کا تھا یہاں پر ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ حج کی تین اقسام ہیں۔ان کے بارے میں مختصر عرض کروں۔

(1) حج اِفراد:۔ جس میں صرف مناسک حج ادا کیے جائیں اور اس سے پہلے عمرہ نہ کیا جائے یہ صرف مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کیلئے ہے۔

(2) حج قِرآن:۔ میقات مین احرام باندھ لیا جائے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کو برقرار رکھا جائے۔ پھر اسی احرام کے ساتھ حج کریں اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈوا کر احرام کھول دے۔ حج قرآن میں زیادہ مشقت ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ اکثر روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جو حج کیا وہ حج قرآن تھا

(3) حج تمتع:۔ اس کے لفظی معنی نفع اٹھانے کے ہیں۔ حج کے ساتھ عمرہ کو جمع کرنا۔ حج کے مہینوں میں میقات سے گزرنے سے پہلے صرف عمرے کا احرام باندھے اور صرف عمرہ کی نیت کرے مکہ پاک پہنچ کر عمرہ کر کے احرام اتار دے اور عام کپڑے پہن کر وہیں قیام کرے 8 ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھ کر حج کے ارکان ادا کرے۔ ایسا کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔ اس میں حج اور عمرہ کا ثواب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے یہ دونوں مکہ مکرمہ کے باہر سے رہنے والوں کیلئے ہیں

دوپہر 12 بجکر 35 منٹ پر طیارہ فضا میں بلند ہوا جہاز کی فضا لبیک اللھم لبیک کی صداؤں سے گونج اُٹھی اور ہمارا سفر شروع ہوا

سرزمینِ وحی کی جانب

ایک انوکھا و مقدس سفر ایک قابل احترام سیاحت، سلامتی کے ساتھ سلامتی والے گھر کی جانب سفر شروع ہوا۔ ادھر عطا ہی عطا اور ہم سراپا خطا پھر بھی اپنے گھر بلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے۔ طیارہ 4.بجکر 40 منٹ پر دنیا کے جدید ترین شاہ عبدالعزیز ایئر پورٹ پر اترا۔ ایک برآمدے سے گزر کر وبائی امراض سے بچنے کے قطرے پلائے گئے۔ اپنے پیش رو حاجیوں سے سن رکھا تھا کہ جدہ ائیر پورٹ پر آٹھ آٹھ گھنٹے چیکنگ میں لگ جاتے ہیں اس لئے ہم بھی ذہنی طور پر رات ائیر پورٹ پر گزارنے کیلئے تیار تھے مگر زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹے میں ہم چیکنگ وغیرہ سے فارغ ہو کر باہر آگئے۔ سعودیہ عربیہ کا وقت پاکستان سے 2 گھنٹے پیچھے ہے۔ گھڑیاں سیٹ کیں۔ وہاں استعمال کیلئے موبائل کنکشن لیا (50 ریال کی سم میں 50 ریال ہی بیلنس تھا) نماز مغرب وہیں ادا کی نماز مغرب کے بعد معلم سمیر محمد سعید محبوب کے مکتب نمبر 55 کی بسیں حجاج کرام کو لینے آئیں وہاں ہم نے اپنے روایتی پاکستانی ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ دھکم پیل پہلے سوار ہونے کی جلدی میں سب کو لیٹ کر دینا یہ ہماری پہچان ہو چکی ہے۔ بہرکیف بس میں سوار ہوئے جدہ سے نکل کر ہائی وے پر پہنچے تو گورنر جدہ کی جانب سے آب زم زم بسکٹ، وغیرہ سے تواضع کی گئی بس چلی تو دل کا عجیب عالم تھا زبان اگر لبیک اللھم لبیک پکار رہی تھی تو دل اڑ کر اس بلد الامین جانا چاہتا تھا۔ وہ امن والا شہر جہاں اللہ کے دو نیک بندوں دو پیغمبروں نے اللہ کے پہلے گھر کی بنیاد رکھی۔

دنیا میں پہلا وہ گھر خدا کا
خلیلؑ اک معمار تھا جس بنا کا

اللہ رب العزت کے یہ بندے یہ سچے نبی علیہ السلام اپنے کاندھوں پر پتھر اٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اے ہمارے پروردگار تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ (البقرہ 727)۔

لیجئے۔ ہائی وے پر بنا وہ پل جو قرآن پاک کی رحل سے مشابہ ہے۔ نظر آ گیا۔ لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند ہوئیں آنکھوں نے ساون کا سماں پیدا کر دیا۔ مکہ پاک کے استقبالیہ کیمپ میں بس

رکی ایک مرتبہ پھر آب زم زم اور دیگر لوازمات سے اللہ کے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے مکہ مکرمہ پہنچے الحمدللہ، سبحان اللہ۔ بس کدی میں مکتب نمبر 55 کے دفتر کے باہر کھڑی ہوئی۔ کچھ ضروری کاروائی کے بعد بلڈنگ نمبر 9004 پر پہنچی۔ کدی وہ علاقہ ہے جو حرم پاک سے تقریباً 4 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں حرم پاک کو ٹھنڈا رکھنے کیلئے ایئر کنڈیشنڈ پلانٹ نصب ہے۔ اسے اتنی دور نصب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ زائرین حرم کو شور سنائی نہ دے۔ اور ان کی عبادت میں خلل نہ ہو۔ گناہوں پر نادم، نظریں شرم سے جھکی ہوئیں۔ دل احساس ندامت سے بھرا، بوجھل قدموں، اُس پر خالق کائنات کا بلاوہ، وہ بھی اس کے عظمت والے گھر کا خوشی وندامت کے اس امتزاج میں سرزمین مکہ پاک پر پہلا قدم رکھا۔ وہ سرزمین جہاں قصر نبوت کی تکمیل ہوئی اور نبی آخرالزماں احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، میرے آقا و مولا ﷺ کی صداقت میں شق القمر کا معجزہ پیش آیا۔ ساری دنیا نے چودھویں کے روشن چاند کو دو الگ الگ حصوں میں دیکھا "قیامت آگئی اور چاند پھٹ گیا" (القمر 1) جہاں ابرہہ کے ظلم وزیادتی کی کمر توڑی گئی اس کا لشکر تباہ ہوا اس کے ہاتھی ذلیل ہوئے۔ انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا (الفیل) جہاں پر غار حرا، غار ثور، مسجد خیف ہے جہاں ستر انبیاءؑ نے عبادت کی جن میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بھی شامل ہیں جہاں میرے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا۔ وہ مبارک سرزمین جہاں سے ہدایت کا نور چمکا تو کائنات کو منور کر گیا۔ اسی شہر مقدس میں وہ مبارک مقام ہے جہاں سے میرے آقا و مولا ﷺ سفر معراج کیلئے تشریف لے گئے۔ اسی عظیم اور مبارک سفر میں آپ کی ملاقات فرشتوں سے ہوئی۔

قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔

ترجمہ: "پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو رات ہی رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے آس پاس ہم نے برکت رکھی ہے" (بنی اسرائیل)

اس بابرکت سفر سے انسان کیلئے راستے کھولے گئے جس کی جانب قلندر لاہوری علامہ اقبالؒ نے اشارہ کیا

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ ﷺ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

یہ مقدس، پرعظمت شہر مکہ پاک۔ توحید کے سائے میں خوشگوار شریعت کی آغوش میں آسودہ حال ہے اسی شہر مقدس میں میدانِ عرفات ہے، جہاں حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ کیا جاتا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ اس میدان میں حشر بپا ہوگا۔ اس شہر نامدار میں منیٰ، مزدلفہ اور صفا مروہ جیسی پہاڑیاں ہیں جنھیں خالق رنگ وبوُ نے اپنی نشانیاں کہا ہے۔ شہر نگاراں، وحی کی سرزمین، نور کا مطلع اسلام کی فجر، دنیا کا قبلہ اور دلوں کا مرکز ہے یہاں آب زم زم ہے جو سیر کرنے والا کھانا، بیماری سے شفا ہے یہ وہ پانی ہے جو اللہ کے نام سے بہہ نکلا یہ وہ شہر مقدس ومتبرک ہے جہاں دین اسلام کے علاوہ کوئی دین نہیں جہاں قیامت تک مسلمان کے سوا کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ شہر اللہ رب العزت کے ہاں سب سے پسندیدہ سرزمین ہے جیسا کہ مصطفےٰ کریمؐ نے خبر دی ہے اسی شہر کے حق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو خالق کائنات نے شرف قبولیت بخشا کہ اس کی جانب دلوں کو مائل کر دے یہاں کے باشندوں کو پھلوں کا رزق دے اور ان میں ایک ایسا رسول ﷺ بھیج جو ان پر آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کا تزکیہ کرئے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں اکثر انبیاء کرام تشریف لائے اور کعبۃ اللہ شریف کا طواف کیا۔ یہ امن کا شہر ہے اس میں شکار حرام ہے اس کے خودرو درختوں کو کاٹا نہیں جائے گا یہاں بغیر ضرورت ہتھیار اٹھانا جائز نہیں اس میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز سے بڑھ کر ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کا ثواب ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پانچ ہزار نمازوں کا ثواب ہے اس کا میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور اس کا مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اور دیگر نیکیوں کا بھی یہی حکم ہے۔ قرآن مجید، فرقان حمید کی بے شمار آیتوں میں اس شہر بے مثال کا

ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہی جو مکہ مکرمہ میں ہے تمام دنیا کیلئے برکت والا اور ہدایت والا ہے(آل عمران 96)

خالق کون ومکان نے اسی شہر مقدس کی قسم کھائی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ اس شہر میں مقیم ہیں (البلد 1-2)

رب جلیل نے فرمایا" اس امن والے شہر کی قسم (التین 3)

شہر بے مثال میں حجر اسود ہے جو جنت کا پتھر ہے جو ہر اس شخص کیلئے گواہی دے گا جس نے اس کا استلام کیا یا اسے چھوایا اسے بوسہ دیا

"حجر اسود کو میں نے اپنے دل اور ہونٹوں سے والہانہ جذبہ سے بوسہ دیا۔اس اعتقاد کے ساتھ نہیں کہ وہ نفع بخش ہے بلکہ اُس ذات ﷺ کی اقتدا میں جس نے اسے بوسہ دیا"

اسی شہر میں مقام ابراہیم (علیہ السلام) ہے جس کے بارے ارشاد خداوندی ہے اور تم مقام ابراہیمؑ (علیہ السلام) کو مصلیٰ (جائے نماز) بناؤ(البقرہ 125)

دجال مکہ میں داخل نہ ہو سکے گا جب وہ مکہ آئے گا تو مکہ پاک پہنچنے سے پہلے ساتھیوں سمیت زمین میں دھنسا دیا جائے گا یہ مختصر سے فضائل ہیں اس شہر بے مثال و بے نظیر کے جس میں ناچیز نے آج مورخہ 5 نومبر 2009 بروز جمعرات رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے قدم رکھا۔

کمرے کی الاٹمنٹ ایک مسئلہ بن کر سامنے آئی مگر میرے آقا ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے پلک جھپکنے میں حل ہو گیا۔کاؤنٹر پر تشریف فرما صاحب نے پکارا کہ محمد اقبال طاہری کون ہیں آگے آئیں۔چھ بیڈ پر مشتمل کمرہ نمبر 516 کی چابی مل گئی۔سامان وغیرہ کو ترتیب سے رکھا۔ عزیز القدر راشد محمود طاہری اور طارق محمود صاحب کے مشورے سے طے پایا کہ عورتیں ساتھ ہیں سفر کی تھکان بھی ہے اور حکم بھی یہ ہے کہ کعبۃ اللہ شریف حاضری کے وقت دل ودماغ جسم وروح حاضر ہو اس لئے صبح نماز تہجد حرم مقدس میں ادا کی جائے اور اسی وقت عمرہ بھی کیا جائے۔

مقدر کو بدلتے دیکھا

کعبہ پر پڑی جب پہلی نظر کیا چیز ہے دنیا بھول گیا
پھر ہوش وخرد مفلوج ہوئے دل ذوق تماشا بھول گیا

کعبۃ اللہ شریف بظاہر ایک کمرہ جو سیاہ پتھروں سے بنا اور سیاہ کپڑے میں لپٹا ہوا ہے۔ اُسے دیکھ کر محسوس ہوا جیسے کوئی جلیل القدر، باجبروت شہنشاہ اپنے محل (مسجد الحرام) میں کھڑا اپنی رعایا کو دیکھ رہا ہے بزرگوں سے سنا تھا کہ پہلی نظر پڑتے ہی جو دل سے نکلے وہ پورا ہوتا ہے۔مگر جب عملی زندگی میں یہ مقام آیا۔ کہ ایک عاجز وناتواں عبد ضعیف اپنے خالق و مالک کے حضور اُس گھر کی جانب چلا۔

جس کی نسبت خاص ستار وغفار، رحمٰن ورحیم بادشاہ حقیقی سے ہے۔منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے دوستوں اور اہلیہ سے پہلے عرض کیا تھا کہ کوشش کرنا کہ نگاہ بر قدم رہے دل صرف اور صرف سوہنے رب کی تجلیات کا مرکز ہے اسے اسی کی طرف متوجہ رکھو۔راستے سے ہٹ کر کھڑے ہونا کہ اُس مالک کون ومکان کی مخلوق کو تکلیف نہ پہنچے نظر اٹھا کر اپنے دلوں کے مرکز، تجلیات الٰہیہ کے محور اپنے روحانی جسمانی قبلہ کو جی بھر کر دیکھنا اور جامع دعا مانگنا۔

جس وقت دعا کو ہاتھ اٹھے یاد آنہ سکا جو سوچا تھا
اظہار عقیدت کی دھن میں اظہار تمنا بھول گیا

مگر پنجابی کی ایک ضرب المثل ہے کہ راہ پیا جانے یا واہ پیا جانے
(راستہ چلنے والا جانتا ہے یا جس کے ذمہ لگے وہ جانتا ہے)

خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں تیرے در پہ ہاتھ پھیلائے ہوئے

یقین کیجئے کہ سب نصیحتیں سب دعائیں تمام تحریریں دھری رہ گئیں۔ باب عبدالعزیز سے جب داخل ہوئے تو بادشاہ حقیقی کے اس گھر پر نظر پڑی۔ چند لمحوں کیلئے وہ کالے کپڑے میں لپٹا ہوا نظر آیا۔ پھر اُس کی عظمت وجلال اُس کی ہیبت ایسی چھائی کہ قدم ڈگمگائے، ٹانگوں نے جسم کا بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا۔

احساس کے پردے لہرائے ایماں کی حرارت تیز ہوئی
نظروں کا تقاضا یاد رہا تلووں کا تقاضا بھول گیا

دنیا و مافیہا سے رابطہ منقطع ہو گیا دھڑام سے سنگی فرش پر آ گیا۔ دیوار کعبہ ایک ایسی سکرین میں تبدیل ہو گئی جہاں اقبال طاہری کی سابقہ زندگی نظر آنے لگی جہاں جہاں جس جس سے زیادتیاں کیں نظر آئیں مجھ سیاہ کار کی سیاہ کاریاں نظر میں تھیں کچھ اور دکھائی نہ دے رہا تھا جب انہیں دیکھ دیکھ کر حالت غیر ہوئی تو میرے مالک کا کرم ہوا

کرم آج بالائے بام آ گیا ہے
زبان پر محمد ﷺ کا نام آ گیا ہے

زبان سے بے اختیار نکلا

اللھم صل علی سیدنا محمد وآل واصحاب محمد وبارک وسلم

درود وسلام کا زبان پہ آنا تھا کہ ایسے میں میرے کریم آقا ﷺ نے کرم فرمایا اور دل کو ایک اطمینان نصیب ہوا۔

کیا خبر کیا سزا مجھ کو ملتی میرے آقا ﷺ نے عزت بچالی
فردِ عصیاں میری مجھ سے لے کر کالی کملی میں اپنی چھپالی

پھر قلب وروح میں اک تازگی آگئی دل کو ڈھارس ہوئی، محسوس ہوا کہ میرے خالق و مالک نے میرے آقا و مولا ﷺ نے نعلین پاک کے تقدس کے طفیل اس سیہ کار بدکار، گنہگار کو در اقدس پر بلایا پھر اپنا بنایا

جسے چاہا در پر بلالیا جسے چاہا اپنا بنالیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ایسے لگا جیسے جلتے ہوئے الاؤ پر پانی پڑ جائے۔ ویسے ہی سینے کی سیاہی کھرچی جانے لگی۔ ایک ہلکی سی کسک جس میں انوکھی لذت پوشیدہ تھی وہ سینے میں اترتی محسوس ہوئی۔ تو خیال آیا کہ میں تو بارگاہ صمدیت میں اپنے خالق و مالک کے باعظمت و باجبروت پُر جلال گھر کے سامنے ہوں، وہ گھر جس کی نسبت خاص خالق کائنات کی طرف ہے۔ وہ گھر اہل دل کیلئے قبلہ وکعبہ ہے وہ گھر جس کی بنیاد 2 نیک بندوں 2 سچے نبیوں نے رکھی۔ وہ گھر جس کی طرف مخلوق کو بلانے کا امر خود خالق کائنات نے دیا۔ وہ گھر جس کے قریب صفا مروہ نامی پہاڑیاں ہیں۔ جنھیں خداوند قدوس نے اپنی نشانیاں کہا ہے وہ گھر وہ عظمت برکت والا گھر جہاں مقام ابراہیمؑ ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر خلیل اللہ علیہ السلام نے اس کی دیواریں بنائی سبحان اللہ وہ کیسا منظر ہوگا جب خلیل اللہ (علیہ السلام) مزدور باپ، بیٹا اس گھر کو بنا رہے ہیں۔ وہ گھر جسے ایک عالم کا قبلہ بننے کا شرف ملنے والا تھا۔ جو عقیدتوں کا مرکز، محبتوں کا محور اور انوارِ خداوندی کا ایسا مخزن بنا کہ جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔

چشم تصور سے دیکھیں تو خلیلؑ و ذبیحؑ کی محبتوں کی خوشبو آج بھی محسوس ہوتی ہے دل کو طمانیت حاصل ہوئی جسم ناتواں میں جان آئی۔ ایسے لگا کہ رب العالمین کے پُر عظمت گھر میں اس کی رحمت اس سیاہ کار کو ڈھانپ رہی ہے

زندگانی کی محرو میاں تلخیاں
الاماں، الاماں کروں کیا بیاں
جب نہ کوئی جہاں میں سہارا رہا
آپؐ کی یاد بے اختیار آگئی

ذرا ہوش ٹھکانے آئے تو پیچھے مڑ کر دیکھا تو اہلیہ کو بھی اسی حال میں پایا۔ پوچھنے پر اس نے بھی کچھ ایسی ہی کیفیت کا اظہار کیا۔ آگے بڑھے ظاہری آنکھوں کے ساتھ باطنی آنکھوں کو بھی وا کیا۔ نظروں کے راستے اس کو دل میں سمانے کی کوشش کی کیونکہ خالق کائنات کا فرمان ہے۔

حدیث قدسی! کا مفہوم ہے

کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نہ سات زمینوں میں سما سکتا ہوں اور نہ ہی سات آسمانوں میں مگر بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

پھر روح کو اذن رقص ملا خوابیدہ جنوں بیدار ہوا
سجدو ں کی تڑ پ اللہ اللہ سر اپنا سودا بھول گیا

طواف کی نیت، کی حجر اسود کے سامنے آ کر استلام کیا تو مراد مصطفیٰ سیدنا عمر فاروقؓ یاد آئے کہ انھوں نے اس سیاہ پتھر کو دیکھ کر کہا تھا کہ مجھے علم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ کسی کو نفع دے گا نہ نقصان مگر میں تجھے اس ہستی کی اقتدا میں چوم رہا ہوں جو مجھے اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اس کائنات بلکہ اپنے آپ سے بھی عزیز ہے۔ تجھے میرے محبوب نے چوما اس لئے میں اُن کی اتباع میں تجھے چوم رہا ہوں۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یاد آئے تو ان کا عدل یاد آیا۔ بیت المقدس کی فتح یاد آئی اُن کا پیدل چلنا اور سواری پر غلام کو بٹھانا یاد آیا۔ اور دریائے نیل کے نام فرمان فاروقی یاد آیا۔ تو اس وقت بے اختیار زبان سے نکلا کہ اے ثانئ رسول کے ثانی تجھ پہ لاکھوں کروڑوں سلام اور اللہ کی رحمتیں ہوں جس نے تجھے ایسا ذہن اور دل دے کر دنیا میں بھیجا کہ اپنے تو اپنے پرائے بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر اسلام کو ایک اور عمر مل جاتا پوری زمین پر اسلام کے علاوہ کوئی مذہب نہ ہوتا۔

• ثانئ اثنینؓ کے ثانی اللہ تجھے راضی کرے اور تجھ کو اپنی رضا کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

یہ منظر پیش کرتا ہے فقط اسلام زمانے کو
کہ آقا چل دیئے پیدل سواری پر غلام آیا

یادوں کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا جو چل نکلا کبھی کعبۃ اللہ شریف میں کھڑے عمر نظر آئے جو للکار رہے ہیں کہ آج عمر ابن الخطاب نے اسلام قبول کر لیا ہے جس کسی کو اپنی طاقت پر مان ہے وہ آئے

اپنی بیوی کو بیوہ بنائے، اپنی اولاد کو یتیم بنائے اور اپنی ماں کو بین ڈلوائے۔

کبھی محسوس ہوا کہ میرے پیارے آقا ﷺ فرما رہے ہیں کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے مگر میں آخری نبی ہوں۔ کبھی آقا کا فرمان سامنے آتا کہ جہاں سے میرا عمر گزرے شیطان رستہ چھوڑ دیتا ہے۔ استلام حجر اسود کے ساتھ طواف شروع کیا۔ ہر پھیرے میں محسوس ہوتا تھا کہ جسم ہلکا ہو رہا ہے۔ کثافتیں ڈھل رہی ہیں نماز فجر کیلئے اذان ہوئی آج مقدر بھی محو حیرت تھا کہ میں کس بلندی پہ ہوں وہ کعبۃ اللہ شریف جس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں۔ جسے دیکھنے کی آس لئے میرے کریم والدین ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر گئے مگر ان کی آنکھوں میں انتظار کی جوت جو جل رہی تھی اُسے اس ناچیز کی طرف منتقل کر گئے۔ آج اسی بیت اللہ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا بلکہ جگہ ملی تو کہاں۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

کعبۃ اللہ شریف کے بالکل سامنے دوسری صف میں گو کہ رش کافی تھا مگر میرے رب کا کرم بھی اس سیہ کار کے شامل حال تھا کہ جب نماز کیلئے صف بندی ہوئی تو یہ ناچیز اہلیہ کے ساتھ مقام ابراہیم (علیہ السلام) کے قریب تھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہوگئی اور ہم وہاں جا پہنچے اسی طرح ایک اور صف کے بعد ہم دونوں وہاں جا پہنچے جہاں ہمارے اور کعبۃ اللہ شریف کے درمیان صرف ایک صف حائل تھی

سجدے میں جا کے لذت وہ پائی
کہ پھر سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

قلم کو یارا نہیں زبان کو طاقت نہیں الفاظ ساتھ چھوڑ رہے ہیں کہ کیا کیا عنائتیں ہوئیں

کریں شکریہ کس زبان سے ادا ہم
کہ الفاظ کم ہیں عنائت زیادہ

نماز فجر ادا کرنے کے بعد اُٹھے اور عمرہ کیلئے طواف کی نیت کی دوسرے چکر میں مقام ابراہیم

بالکل قریب سے گزرے اہلیہ کو بتایا کہ اس مقدس و متبرک پتھر پر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان ہیں یہ پتھر باذن اللہ کعبۃ اللہ شریف کی دیواروں کے ساتھ ساتھ اوپر نیچے ہوتا تھا۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر نظر پڑی تو ایسی چمک محسوس ہوئی کہ آنکھیں چندھیا گئیں ایک ٹھنڈک ایک تازگی، ایک حلاوت، جسم و جاں میں گھلتی محسوس ہوئی ہزاروں سال گزرنے کے باوجود یہ جنتی پتھر اپنے اندر اتنے فیوض و برکات سمیٹے ہوئے ہے کہ بیان نہیں کئے جاسکتے تیسرے چکر میں چلتے چلتے ہمارے پیچھے نائیجیریا کے سیاہ فام بلالی مسلمانوں کا گروپ آ گیا۔ وہ جسمانی ڈیل ڈول اور طاقت میں ہم سے کئی گنا بڑھ کر ہیں۔ وہ حجر اسود کو بوسہ دینے کیلئے بڑھے تو ہم دونوں میاں بیوی اُن کے آگے تھے انھوں نے دھکا جو لگایا تو ہم حجر اسود کے سامنے تھے میرا سر جھکا اور حجر اسود کا بوسہ نصیب ہوا اور پھر میں نے اہلیہ کا سر بھی جھکا دیا تا کہ وہ بھی اس سعادت کو حاصل کر سکے۔ الحمد للہ! پہلے ہی دن اللہ رب العزت نے یہ سعادت بھی عطا فرما دی طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب ہی نوافل ادا کئے کہ میرے کریم آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے پھر آب زم زم نوش کیا۔ اور جی بھر کر کیا کہ یہ بھی میرے کریم آقا ﷺ کی سنت ہے کہ پیٹ بھر کر آب زم زم پیا اپنے سر مبارک پر گرایا اپنے سینہ اطہر پر ملا اور دعا فرمائی۔

"اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نفع والے علم کا، خشیت والے قلب کا، وسیع رزق کا، اے میرے خالق و مالک اس (آب زم زم) کو میرے لئے ہر بیماری سے شفاء بنا دے" ہم میاں بیوی نے بھی آب زم زم پیا اور خالق کون و مکاں کے حضور التجا کی۔

"اے ہمارے رب! اے اس عظمت و برکت بھرے گھر والے ہم تجھ سے ہر اُس چیز کا سوال کرتے ہیں جس کا تیرے محبوب ﷺ نے تجھ سے سوال کیا اور ہر اس چیز سے تیری پناہ چاہتے ہیں جس سے تیرے پیارے حبیب میرے کریم آقا ﷺ نے پناہ چاہی آمین۔

پھر سعی کیلئے جانب صفا بڑھے۔ صفا مروہ وہ پہاڑیاں ہیں جن کی نسبت خالق ارض و سما کی طرف ہے کتاب انقلاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں (البقرہ)

وہاں ماں کی عظمت وشان کا ایک حسین مظاہرہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ چشم تصور سے دیکھیں تو محسوس ہو تا ہے کہ شیرِ خوار اسماعیل (علیہ السلام) کی پیاس ، پانی کیلئے بیقراری کو دیکھ کر اماں حاجرہ (سلام اللہ علیہا) کبھی صفا پر چڑھتی ہیں۔ کبھی مروہ کی طرف بھاگتی ہیں۔ کہ کہیں سے میرے لختِ جگر، نورِ نظر کیلئے پانی مل جائے ، مامتا کا جذبہ ہے۔ کیسی بیقراری ہے کبھی صفا کی جانب تو کبھی مروہ کی طرف۔ اسی بے قراری کو دیکھ کر رحمت خداوندی جوش میں آئی اور لق ودق صحرا میں ننھے منے اسماعیل (علیہ السلام) کی ایڑیوں کی رگڑ سے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ جو شفا ہے بیماریوں کیلئے ، کھانا ہے بھوکے کیلئے ، پانی ہے پیاسے کے لئے۔ صرف یہ چشمہ ہی جاری نہیں ہوا بلکہ رحمت الٰہی مزید جوش میں آئی اور اماں حاجرہ (سلام اللہ علیہا) کی اس بیقراری، اس ممتا بھرے جذبے کو قیامت تک کیلئے ایک اہم ترین عبادت (حج کا جو پوری زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے) کا اہم ترین حصہ بنا دیا۔ کہ اب عمرہ کرنے والے کا عمرہ اور حاجی کا حج اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک اماں حاجرہ (سلام اللہ علیہا) کے اس ممتا بھرے جذبے کو خراجِ عقیدت پیش نہ کرے۔ انھیں کی طرح صفا مروہ کے گرد سات پھیرے نہ لگائے نہ کسی کا عمرہ مکمل اور نہ کسی کا حج مکمل، سعی کے بعد حرم مقدس سے باہر آئے اور حجام کی دکان کی تلاش ہوئی محترم راشد محمود طاہری باب فہد کے باہر بازار میں ایک ایسی مارکیٹ تلاش کر کے حلق (سر منڈانا) کروا آئے تھے اُن کی رہنمائی میں یہ ناچیز بھی گیا۔ حجاج کرام کی آمد شروع ہو چکی تھی مگر ابھی زیادہ رش نہیں تھا پہلی منزل پر واقع اس مارکیٹ میں گئے جہاں صرف حجاموں کی دکانیں ہیں 5 ریال دے کر بال صاف کروائے۔ اس طرح اللہ رب العزت کے خاص فضل وکرم اور کریم آقا ﷺ کی نعلین پاک کے تقدس کے طفیل اور والدین و بہن بھائیوں کی دعاؤں سے عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ نہا کر کپڑے تبدیل کئے اور نماز جمعہ کیلئے تیاری شروع کی۔ فضیلت مآب مولانا محمد قاسم گبول سے فون پر بات ہوئی تو بعد نماز جمعہ باب عبدالعزیز کے باہر ملاقات کا پروگرام بنا۔ نماز جمعہ سے پہلے ظفروال فیصل آباد سے آئے ہوئے حضرت مولانا خلیفہ محمد رمضان صاحب سے اچانک ملاقات ہوگئی وہ بھی اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج کیلئے آئے ہوئے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد قاسم گبول سے ملاقات ہوئی کافی دیر تبادلہ خیال ہوا۔ آپ بھی اہلیہ

کے ہمراہ حج کیلئے آئے تھے مولانا محمد قاسم گبول درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو میں رہائش پذیر ہیں آپ استاذ العلماء مولانا حبیب الرحمان گبول کے برادرِ اکبر اور سیدی و مرشدی خواجہ محمد طاہر نقشبندی المعروف محبوب سجن سائیں دامت برکاتہم العالیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ عصر کے بعد گھر فون کر کے بچوں کی خیریت دریافت کی مغرب اور عشاء کی نمازیں اللہ کے خاص فضل و کرم سے حرم پاک میں باجماعت نصیب ہوئیں نماز عشاء کے بعد بذریعہ بس واپس رہائش گاہ پر آگئے۔ اس طرح مکۃ المکرمہ میں ہمارا پہلا دن گزرا۔

الحمد للہ علی ذالک

7 نومبر 2009ء بروز ہفتہ صبح 2 بجکر 45 منٹ پر رہائش گاہ سے روانہ ہوئے بس نے اجیاد چوک جو حرم مقدس کے قریب ہے وہاں اتارا۔ محلّہ اجیاد جو کہ اب حرم مقدس کی توسیع میں آگیا ہے۔ اسی محلہ کے ایک مکان میں صدیوں پہلے سردار قریش حضرت عبد المطلب کا مکان تھا۔ جہاں آپ اپنے بیٹوں کے ساتھ رہائش پذیر تھے اسی مکان میں آپ کے صاحبزادے عبداللہؓ ابن عبد المطلب کی شادی عبد مناف کے خاندان کے ایک معزز فرد وہب کی صاحبزادی آمنہؓ بنت وہب سے ہوئی۔ شادی کے تھوڑے عرصے بعد آپ بغرض تجارت گئے واپسی میں یثرب کے قریب آپ بیمار ہوئے سسرال میں کچھ عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد وہیں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے ہاں سیّدہ آمنہ نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا جو پیدا ہوا تو یتیم تھا مگر اُس وقت کسے خبر تھی کہ یہ بچہ کائنات کا نجات دہندہ، خالق، ارض و سماء کا حبیب و محبوب سب سے سچا اور امین ہوگا۔ یتیموں کا والی، غریبوں کا ملجا ہوگا۔

نماز فجر سے پہلے ایک نفلی طواف کیا اور اُسکا ثواب اپنے والد محترم (شیخ عبدالعزیز کوریجہ) کی نذر کیا کہ انھیں کی طلب کا صدقہ ہے کہ آج اس سیہ کار کے قدم حرم پاک تک پہنچے نماز ظہر سے قبل قربانی کیلئے رقم حکومت سعودیہ کے مقررہ کردہ راجحی بینک میں جمع کروائی فی کس =/430 ریال انھوں نے 10 ذی الحجہ کو صبح 10 بجے کا وقت دیا کہ احرام کھول لیں۔ نماز عصر کے بعد مقامی دوست حاجی محمد شہزاد کی رہنمائی میں مولد الرسول ﷺ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ اس جگہ پر

سعودی حکومت نے لائبریری (مکتبۃ المکۃ المکرمہ) بنادی ہے جو ایام حج میں عموماً بند رہتی ہے۔ وہاں فیوضات وبرکات کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ایک عجیب طرح کی طمانیت سکون ایک وجد آور سی خاموشی محسوس ہوتی تھی۔ حالانکہ یہ جگہ صفا مروہ کی جانب حرم پاک سے بالکل متصل ہے۔ صلوۃ و سلام کا نذرانہ سرور کائنات فخر موجودات، سید اولاد آدم پیارے کریم آقا ﷺ کے حضور پیش کیا وہیں مادر مکرم ومحترم سیّد عالم ﷺ آبروئے مریمؑ ،فخر بناتِ حوا سیدہ آمنہ بنتِ وہب کے حضورؓ بصد ادب ونیاز عاجزانہ سلام پیش کیا۔ پھر ایک طواف (نفلی) پہلی منزل پر کیا جسکا ثواب اپنی والدہ ماجدہ کے حضور پیش کیا اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اپنے خاص الخاص بندوں میں شامل فرمائے والدہ کا انتقال 4 ستمبر 2000ء کو ہوا وہ صبح شام دعا کیا کرتی تھیں۔ کہ اے مالک بحروبر، اے خالق ارض وسماء میرے بچے کو اپنے گھر کی زیارت نصیب فرما۔ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے در اقدس کی حاضری نصیب کر۔ اُن دعاؤں کا فیضان ہے کہ مجھ سا سیہ کار آج حرم مقدس میں حاضر ہے۔ اگلے دن نماز اشراق کے بعد ایک طواف کیا جسکا ثواب اپنی بڑی ہمشیرہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جو اس ناچیز پر انتہائی مہربان ہیں۔ اُن کے بچے اس ناچیز سے کافی بڑے ہیں۔ وہ مجھے اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھتی ہیں والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد تو ان کی شفقت ومحبت میں بہت اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اُن کے شوہر (جو مجھ پر انتہائی مہربان ہیں) اللہ تعالیٰ عزوجل اُن کی عمر میں بھی برکت عطا فرمائے۔ اُن کے بچوں پوتے پوتیوں غرض اُن کے پورے خاندان کو اللہ رب العزت اپنے حفظ وامان میں رکھے انھیں دین ودنیا کی نعمتیں عطا فرمائے۔ انھیں اپنے اس عظمت وبرکت والے گھر اپنے محبوب ﷺ کے در اقدس کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

اگلے دن 9 نومبر 2009ء بروز پیر نماز تہجد اور نماز فجر حرم پاک میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نماز فجر کے بعد احرام باندھنے کیلئے اہل مکہ کے میقات مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گئے۔ یہ مسجد اہل مکہ کیلئے میقات (جہاں سے احرام باندھتے ہیں) ہے۔ وہاں فضیلت مآب مولانا محمد قاسم گبول مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے اس ناچیز کے اصرار پر چائے ہمارے ساتھ

نوش فرمائی اور ہمیں یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ ایک اہل ذکر، ایک ولی کامل واکمل کے خلیفہ ایک عالم باعمل کی صحبت وہ بھی حرم مقدس کی حدود کے شروع میں نصیب ہوئی۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

بزرگوں سے سنا تھا کہ ایک عالم باعمل کی کچھ لمحوں کی صحبت ساری رات نوافل میں گزارنے سے بہتر ہے۔ میرے آقا و مولیٰ پیارے نبی ﷺ کا فرمان ذیشان ہے کہ میری امت کے علماء (علمائے حق و عامل) بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ جس طرح انھوں نے اپنی قوم میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر (نیکی پھیلانا اور برائی سے روکنا) کا کام کیا۔ اُسی طرح میری امت کے علماء کریں گے کیونکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انبیاء کرام والا کام میرے بعد علماء کریں گے۔

وہاں سے احرام باندھ کر حرم پاک میں حاضر ہوئے۔ اس ناچیز نے اپنی والدہ ماجدہ کے ایصال ثواب کی نیت سے عمرہ کیا کہ ماں ہی ایک ایسی ہستی ہے کہ جس کے قدموں میں خالق و مالک نے جنت رکھی۔ ماں کی محبت کی تشبیہہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنی طرف کی ہے کہ حدیث قدسی کا مفہوم ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتا ہے۔ اولاد اگر ساری زندگی بھی ماں کی خدمت کرے تو ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ جو سردیوں کی رات میں بچہ پیشاب کر دے تو خود گیلی جگہ لیٹ کر بچے کو خشک جگہ دیتی ہے۔ اہلیہ نے بھی اپنی والدہ کی خدمت میں عمرہ کا ثواب پیش کیا۔

یارِ غار و مزار کی خوشبو کی تلاش میں

10 نومبر 2009ء بروز منگل صبح تقریباً 3 بجے حرم مقدس میں حاضری ہوئی۔ نوافل کے بعد ایک طواف۔ جس کا ثواب برادر کبیر شوکت محمود صاحب کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا نماز فجر کی ادائیگی کے فوراً بعد ناچیز اہلیہ اور دیگر دوستوں کے ہمراہ جبل ثور کی زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ سطح زمین سے 5413 فٹ بلند پہاڑ کو دیکھ کر پہلی نظر میں ایک وجد آور کیفیت قلب و دماغ پر طاری ہوتی ہے۔

فیضانِ سید عالم ﷺ قلب وروح کو تازگی بخشتا محسوس ہوتا ہے جب بلندی پر چڑھنا شروع کیا تو یہ ناچیز دانستہ دوستوں سے بچھڑ گیا کہ خلوت میں یار غار و مزار کی خوشبو سمیٹنا اور تصور کی آنکھ سے اس منظر کو دیکھنا کہ جب مرشد کامل انسانِ مکمل، مظہر صفات خداوندی، سید اولاد آدم، انیس بیکساں فخر موجوات میرے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ کے مرید صادق رازدارِ نبوت اپنے کریم آقا ﷺ سے ایک گز کی دوری کو فرقت عظیم تصور کرنے والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے آقا و مولیٰ کو کندھوں پر اٹھائے اس پہاڑ کی بلندیاں سر کر رہے تھے۔ کبھی آگے دیکھتے ہیں کہ دشمن نہ ہو کبھی پیچھے مڑتے ہیں کبھی دائیں تو کبھی بائیں دیکھتے ہیں کہ کہیں دشمن کسی گھات میں نہ ہو کہ نقصان پہنچا جائے ۔ دماغ سوال کرتا ہے کہ کون سی طاقت تھی وہ کون سا جذبہ تھا کہ جو سیدنا صدیق اکبر کو کشاں کشاں اس بلندی پر لے گیا جسے دیکھ کر آج بھی بوڑھے تو ایک طرف نوجوان بھی سوچتے ہیں کہ اس پر چڑھنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے دل جواب دیتا ہے کہ وہ عشق کا جذبہ تھا وہ طاقت محبت کی طاقت تھی عشق جو صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کو اپنے ہادی کامل واکمل سے تھا وہ قوت محبت کی تھی محبت جو ایک لافانی جذبہ ہے عشق ایک ایسا جذبہ ہے جس کیلئے قلندرِ لاہوری (علامہ محمد اقبال) نے کہا

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

سلام! سیدنا صدیق اکبر تجھے سلام
سلام! اے تاجدارِ حق وصداقت تجھے سلام
سلام! تیرے عشق کے جذبۂ لافانی کو سلام
سلام! میرے آقا ﷺ کے مشیر تجھے سلام سلام! ثانی اثنین تجھے سلام
سلام! بارگاہِ صمدیت سے صدیق لقب پانے والے تجھے سلام

جوں جوں بلندی کی جانب قدم بڑھے ہر قدم پر ایک عجیب سی بے خودی طاری ہوتی گئی ایک مسحور کن خوشبو دل و دماغ کو فرحت بخش رہی تھی ۔ اس کیف آور ماحول میں جبل ثور کی بلندیاں طے کیں جب غار میں پہنچے تو دل سے بے اختیار یہ اشعار زبان پر آ گئے ۔

سانوں یار غار نے اے دسیا اے دوستو
سب کچھ آقاتوں نثار ہونا چاہیدا
کجھ تے حیاتی دا معیار ہونا چاہیدا
اللہ دے حبیب ﷺ نال پیار ہونا چاہیدا

(ہمیں یارِ غار (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے یہ بتایا ہے کہ سب کچھ آقا پر نثار کردے اپنی زندگی کا یہ معیار بنالے کہ اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ کے ساتھ پیار کرلے غار کی تنگی کو دیکھا کہ جہاں بیٹھ کر بھی آدمی کا سر چھت سے لگتا ہے وہاں ایک پروانہ شمع رسالت پر نثار ہورہا ہے سبحان اللہ اے صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) میں قربان تیرے مقدر پر تیرے عشق پر کہ جب محبوب ﷺ کی سلامتی کی فکر ہوتی ہے تو محبوب کی زبان سے ارشاد ہوتا ہے کہ

لاتحزن ان اللہ معنا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے

یہ کلمات کتاب انقلاب میں آئے رب کائنات کا فرمان بنے تجھے بارگاہ حق سے ثانی اثنین کا لقب ملا میرے دل سے بے اختیار یہ التجا نکلی۔

اے خالق دو جہاں! اے مالک ملک! اے رب محمد ﷺ اے صدیق (رضی اللہ عنہ) کو اپنے محبوب کا عشق عطا کرنے والے! اے لقب صدیق کے خالق جس میں تیرے حبیب اور میرے آقا ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اس ناچیز کو بھی اپنے حبیب کی محبت نصیب کر۔ جیسے آقا کو مانتے ہیں ویسے آقا کی ماننے کی توفیق دے ہماری زندگی کا اوڑھنا بچھونا سنت مصطفے ﷺ بنادے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ

یا اللہ! مجھے اس کی محبت عطا کر جس سے تو محبت کرتا ہے

یا اللہ! مجھے اس کی محبت عطا کر جس سے محبت کرنا تیرے دربار میں میرے لئے کارآمد ہو۔ آمین

جبل ثور کے ایک پتھر پر بیٹھا تھا۔ ایسے محسوس ہورہا تھا کہ ابھی کسی پتھر کی اوٹ سے 10,9 سال کی بچی (سیدہ اسماء بنت ابوبکرؓ) ہاتھ میں روٹی لئے دشمنوں کی نظروں سے بچتی ہوئی۔ چھپتے چھپاتے سامنے آئے گی۔ کہ میرے آقا و مولا ﷺ یہاں اس پہاڑ پر جلوہ فگن ہیں انھیں کھانا پہنچاؤں۔ قربان

جاؤں خانوادۂ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے کہ جس کی تین نسلوں کو شرف صحابیت ملا۔ ایسا عشق ومحبت اپنے آقا سے کیا جو تا قیامت مثال بن گیا۔ نہ صرف خود اس رنگ میں رنگے گئے بلکہ اپنے بچوں کو بھی اسی رنگ میں رنگ دیا۔ ذرا تصور کی آنکھ سے دیکھئے ایک ماں اپنی بچی کو (سنگلاخ پہاڑوں پر دشمن کی آنکھوں سے بچ کر 5413 فٹ بلند غار جہاں آج دورِ حاضر میں بھی چڑھنا مشکل ہے حالانکہ راستے میں جگہ جگہ زائرین کی سہولت کیلئے چائے وغیرہ کیلئے دکانیں بنی ہوئی ہیں۔ چودہ سو سال سے عشاق نبوت اور فدایان صداقت کی آمد ورفت کی وجہ سے رستہ بن چکا ہے) کھانا دے کر کہہ رہی ہے کہ بیٹا خیال سے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نابکار دشمن تیرے پیچھے پیچھے چل کر سید عالم ﷺ تک جا پہنچے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ کھانا باندھنے کیلئے رسی نہ مل سکی تو بچی اپنی کمر کے گرد بندھے کپڑے کو پھاڑ کر دو حصے کرتی ہے ایک حصہ میں کھانا باندھتی ہے اور دوسرے حصے سے مشکیزہ باندھتی ہے اور روز قیامت تک ذات النطاقین کا لقب پاتی ہے۔ مگر وقت پر کھانا پہنچانے کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر امر ہو جاتی ہے۔ کبھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام میسرہ بکریاں چراتا ہوا غار کے منہ پر آتا ہے کہ آقا دودھ نوش فرمالیں یقین کیجئے کہ آج بھی جبل ثور کے پتھروں سے خوشبوئے رسالت مآب ﷺ محسوس ہوتی ہے وہیں یہ پتھر زبان حال سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق رسول اور آپؓ کے خاندان کی سعادتوں کی گواہی دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے سیدہ اسماء بنت ابوبکر کی مرقد منور پر سلامتی ہو خانوادہ صدیقی پر جو ہر موقع پر نیکی میں سبقت لے جانے کیلئے بے تاب نظر آتا ہے

ہجرت کے لئے جاتے ہوئے ہمراہی کا شرف ملا غار میں خالق ومالک نے ثانی اثنین کا لقب عطا کیا

غار میں جو رات گزری وہ رات تمام عمر کی نیکیوں پر بھاری تھی۔ بقول ایک اہل دل

مولیٰ علیؓ نے وار دی تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیقؓ بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جانِ فروض وغرر کی ہے

ہاں تو نے ان کو جان، انھیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ایک مرتبہ تاروں بھری رات میں امی جان عائشہ صدیقہؓ نے پیارے کریم آقا ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ! ﷺ کیا آسمان کے ستاروں جتنے بھی کسی کے نیک اعمال ہیں میرے کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ ہاں عمر فاروقؓ کے اعمال آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔

امی جان عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ میرے والد! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی غار ثور کی ایک رات عمر فاروقؓ کی تمام زندگی کے اعمال سے بڑھ کر ہے۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

ایسا ہی منظر ہمیں شیر خدا زوج بتولؓ داماد رسول ﷺ ابوالحسنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاں نظر آتا ہے۔

وقت بھی ہجرت کا ہے۔ سید اولاد آدم، فخر جن وانس، کونین کے والی، جن کے کندھے پر کملی ہے کالی، غریبوں کے ملجا، یتیموں کے حامی سید دوعالم پیارے آقا ﷺ ہجرت کے ارادہ سے نکلتے ہیں تو اپنے بستر پر حضرت علی کو سونے کا حکم فرماتے ہیں کہ اے علی! یہاں سو جاؤ صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے آجانا۔ سونے کا حکم اس وقت دیا جا رہا ہے جب مکہ کے لوگ جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ بستر پر سونے کا مطلب کفارِ مکہ کے سامنے آنا ہے۔ مگر قربان جایئے۔

قربان جائیں علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے جذبہ اطاعت، فرمانبرداری پر کہ آپ لیٹ گئے اور رات جو سو کر گزاری۔ اس میں جو کچھ عطا ہوا۔ سبحان اللہ

ثابت ہوا کہ بندگی صرف اور صرف میرے آقا و مولا کائنات کے محبوب ﷺ کی خدمت ہے

نماز ظہر پر واپس حرم پاک میں حاضر ہوئے نمازِ عصر کے بعد خالقِ کائنات نے طواف بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب فرمائی۔

نماز مغرب وہیں مطاف میں ادا کی ہجوم عاشقاں تھا اور اُن میں گھرا یہ سیاہ کار، ناگہاں پتہ نہیں

کہاں سے عاشقوں کا ایک ریلا آیا اور اسی ریلے میں بہہ کر یہ سیاہ کار دیوار کعبۃ اللہ شریف سے جا ٹکرایا پھر اشک جو رواں ہوئے تو روکے نہ رکے۔

بس سنگ در جاناں تھا اور یہ جبیں کبھی دایاں رخسار لگایا تو کبھی بایاں کبھی چوما تو کبھی جبیں اس دیوار سے لگائی جس کی ٹھنڈک ماں کی گود سے بڑھ کر پائی ایک حلاوت تھی جو اُن پتھروں سے نکل کر دل و دماغ کو معطر کرتی جا رہی تھی۔ وہاں مجھے اپنے والد گرامی (شیخ عبدالعزیز) کے دوست معروف صحافی و شاعر اور امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری کے رفیق جناب محترم مرزا غلام نبی جانباز کے اشعار بڑی شدت سے یاد آئے جو انھوں ایسے ہی موقع پر کہے تھے۔

خدائے پاک کے گھر سر جھکانے آیا ہوں
بگڑ گئے تھے مقدر بنانے آیا ہوں

متاع دل ہے، تمنا ہے اور آنسو ہیں
خدا کے گھر یہ چادر چڑھانے آیا ہوں

مری جبیں پہ سجے ہیں ہوس کے بُت لیکن
میں اپنے سجدوں سے یہ بُت گرانے آیا ہوں

حرم کی خاک ہو اور ہو سر نیاز مرا
یہی تو آگ تھی جس کو بجھانے آیا ہوں

تو ہی ہے روزی رساں تو ہی ہے خالق کل
تیری یہ بات تیرے گھر سنانے آیا ہوں

تیرے حرم کے تصدق تری ضیا کے نثار
کہ میں داغ جگر آزمانے آیا ہوں

دہل گئے تھے کبھی جس اذاں سے لات وہبل
میں پھر وہی دل جانباز پانے آیا ہوں

خوب دل کی باتیں کیں کہ سنگ درِ جاناں قسمت والوں کو نصیب ہوتا ہے

ہر پھول کی قسمت میں کہاں نازِ عروساں کچھ پھول تو کھلتے ہیں فقط مزاروں کیلئے

آج اگر اس سیہ کار کو درِ جاناں نصیب ہوا ہے۔

مسجد جعرانہ سے عمرہ

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی تراوٹ پہ لاکھوں سلام

اگلے دن 11 نومبر 2009ء بروز بدھ مولانا محمد قاسم گبول سے یہ پروگرام طے پایا تھا کہ حرم مقدس کے سامنے بس اسٹینڈ پر اکٹھے ہو کر عمرے کے احرام کیلئے مسجد جعرانہ چلیں گے مگر اُن سے ملاقات نہ ہو سکی اور یہ سیہ کار دیگر دوستوں کے ہمراہ بذریعہ ٹیکسی مسجد جعرانہ روانہ ہوا۔

یہ جگہ مکۃ المکرمہ سے 25 کلومیٹر کے فاصلے پر طائف جانے والے راستے پر واقع ہے۔
یہاں سے سیّدِ عالم، فخرِ اولادِ آدم پیارے آقا ﷺ نے عمرہ کا احرام زیب تن کیا تھا۔ اس جگہ کو جعرانہ کہتے ہیں ۔یہاں ایک کنواں ہے ۔ تاریخ و سیرت کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس جگہ پیارے آقا ﷺ اپنے جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ جب تشریف فرما ہوئے تو یہاں پانی نہیں تھا۔ جب پانی کیلئے کنواں کھودا گیا تو اُس کا پانی کڑوا تھا جب یہ خبر رحمۃ اللعالمین کو ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ " کسی برتن میں پانی لاؤ"

جب پانی لایا گیا تو میرے آقا و مولیٰ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس پانی میں ملایا اور پھر یہ پانی دوبارہ کنوئیں میں ملا دیا گیا۔ آپ کے لعاب دہن کی برکت سے کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا۔

جس سے کھارے کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

اب اس کنوئیں پر ٹیوب ویل نصب ہے اس مبارک و متبرک کنوئیں کا پانی پینے کی سعادت نصیب ہوئی ۔ احرام میں ملبوس ہو کر لبیک اللھم لبیک کی صداؤں میں واپس حرم مقدس حاضر ہوئے

آج کا یہ عمرہ والد محترم (شیخ العزیز مرحوم جن کا انتقال 6 جون 1983ء بروز ہفتہ ہوا) کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل قبول فرمائے۔

زیارت ابوقبیس

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ

آج مورخہ 12 نومبر 2009ء بروز جمعرات صبح نماز فجر کے بعد حرم مقدس کے قریب جبل ابوقبیس کی زیارت کیلئے ہم دونوں میاں بیوی نکلے باب عبدالعزیز سے نکل کر اجیاد چوک کی جانب جائیں تو چند قدموں کے فاصلے پر یہ پہاڑ ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرانی مسجد ہے جو شائد خلافت عثمانیہ کے دور کی بنی ہوئی ہے ایک روایت کے مطابق پیارے آقا ﷺ کی صداقت پر شق القمر کا معجزہ اسی جگہ پیش ہوا۔

اشارے سے چاند چیر دیا گئے ہوئے خور کو پھیر دیا

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے۔ قیامت آگئی اور چاند پھٹ گیا (القمر: 1) میرے کریم آقا کی انگلی کے ایک اشارے پر دنیا نے چودھویں کے چاند کو دو حصوں میں تقسیم ہوتے دیکھا کہ ایک حصہ پہاڑ کے اس جانب تو دوسرا حصہ دوسری طرف تھا۔ یہ تو اعجاز تھا میرے کریم آقا کا اعلانِ نبوت کے بعد۔ بچپن میں جب آپ حلیمہ سعدیہ کے گھر پالنے میں لیٹے انگلی ہلاتے تھے تو چاند اُدھر جھک جاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

الحمدللہ! آج اس جگہ کی زیارت نصیب ہوئی پہاڑ کی چڑھائی بظاہر آسان معلوم ہوتی تھی مگر چڑھتے ہوئے اہلیہ کو ذرا مشکل محسوس ہوئی تو ترکی سے تعلق رکھنے والی چند عمر رسیدہ عورتوں کو دیکھا جو محبت رسول ﷺ سے سرشار خراماں خراماں چڑھ رہی ہیں تو یہ بھی نئے جوش و جذبہ کے ساتھ اوپر کی جانب بڑھیں۔ صرف ایک گھنٹہ میں ہم دونوں اوپر تھے۔ مسجد خستہ حال تھی۔ ساتھ ہی سعودیہ

کے شاہی خاندان کے فلک بوس محلات تھے۔ ہم نے 2-2 رکعت نوافل ادا کیے قریش اور خود کریم آقا ﷺ عموماً چاند اسی پہاڑ پر سے دیکھتے تھے۔

آمنہؓ کے چاند پر آسماں کے چاند کی گواہی

کوہ ابوقبیس جسکا کافی سے زیادہ حصہ شاہوں کے محلات میں شامل ہو چکا ہے۔ باقی ماندہ پہاڑ کی چوٹی پر جہاں مسجد بلال خستہ حالی کا شکار ہے یہ ناچیز مسجد کے صحن میں حاضر تھا کہ میرا تصور مجھے ہزاروں برس پیچھے لے گیا۔ جب قریش مکہ کے مطالبہ پر میرے کریم آقا ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کیا تو ہزاروں میل کی دوری پر برصغیر کی ریاست مالا بار کے راجہ پیرومل بھواسکر نے اپنے محل کی چھت پر سے یہ منظر دیکھا۔

قدیم زمانے میں جنوبی ہندوستان کے کچھ خطوں پر مشتمل بحیرۂ عرب کے کنارے واقع "مالا بار" نامی ایک ساحلی ریاست کا ذکر ملتا ہے۔ مالا بار کے حکمران (مہاراجا) کو سلسلۂ شیرا شاہی (CHERA DYNASTY) سے تعلق کی وجہ سے شیرامان (CHERAMAN) کے لقب سے پکارا جاتا تھا، جیسا کہ قدیم مصر میں وہاں کے حکمران "فرعون" اور سلطنت روما کے حکمران کو "قیصر" کہا جاتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق اسی سلسلۂ شیرا شاہی سے تعلق رکھنے والے ایک شیرامان (مہاراجا) جن کا نام پیرومل بھواسکر راوی (PEROMAL BHAWASKAR RAVI) تھا، ایک مرتبہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ اچانک چاند پر ان کی نظر پڑی، انہوں نے اسے دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اپنے افراد خانہ سے جب اس کی تصدیق چاہی، تو سب نے کہا، یہ واقعہ درست ہے، مگر مذکورہ روایت اپنے جزوی ضعف کی وجہ سے مستند نہیں سمجھی جاتی۔ البتہ مستند روایت کے مطابق ایک رات مہاراجا پیرومل نے خواب میں چاند کو دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہوئے دیکھا، اگلے روز اپنے دربار میں ماہرینِ فلکیات و مذہبی علوم کو طلب کیا، لیکن کوئی بھی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ مالا بار ساحلی ریاست ہونے کی وجہ سے غیر ملکی تجارتی وفود کی آمد و رفت کا ایک ذریعہ تھی۔ اس واقعے کے کچھ دنوں بعد مالا بار میں آنے والے تاجروں کے ایک گروپ سے بھی اس نے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ عرب تاجروں نے پیرومل سے اس خواب کی

بابت سن کر کہا یہ وہ معجزہ ہے، جو عالمِ عرب میں خدا کے پیغمبر (ﷺ) کی انگشتِ مبارک سے انجام پایا ہے یعنی تجارِ عرب نے شیر امان کو "شق القمر" کے تاریخی واقعے کی بابت آگاہ کیا۔

ساتویں صدی عیسویں کے اوائل میں تخت نشین ہونے والے اس سلیم الفطرت مہاراجا نے اس واقعے کی صداقت پر اپنے دل کی گواہی پا کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا اور نبی کریم ﷺ کی دربارِ اقدس میں حاضری کی غرض سے مکے روانہ ہو گیا۔ مہاراجا (شیر امان) مکے روانہ ہونے سے پہلے اپنی ریاست (مالابار) کو کئی ذیلی ریاستوں میں تقسیم کر کے اور وہاں اپنے نائبین بہ حیثیت حکمران مقرر کر کے مکے روانہ ہوا۔ شیر امان کو مکے میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مکے پہنچ کر اپنے مسلمان ہونے کا باقاعدہ اعلان کیا اور ایک روایت کے مطابق اپنا اسلامی نام تاج الدین، جب کہ دوسری روایت کے مطابق عبداللہ اختیار کیا۔ مکے میں کچھ عرصہ قیام کے بعد اپنے وطن (ہندوستان) عازمِ سفر ہوا۔ واپس آتے ہوئے دورانِ سفر بیمار ہوا اور صلالہ عمان کے مقام پر انتقال کیا۔ انتقال سے قبل شیر امان نے مالابار کے حکمرانوں کے نام دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی غرض سے خطوط تحریر کیے اور انتقال سے قبل اپنے رفقاء کے حوالے کر دیے، تا کہ یہ خطوط مالابار کے حکمرانوں تک پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دی جا سکے، یہ خطوط لے کر ایک صحابی مالک بن دینار اپنے دیگر احباب کے ساتھ کونگالور (KODOGALLUR) (دارالحکومت مالابار) پہنچے اور خطوط مالابار کے حکمرانوں کے حوالے کرنے کے بعد ان کی خصوصی اجازت سے مختلف مقامات پر مساجد کی تعمیر کی اجازت چاہی، اس سلسلے میں جو پہلی مسجد تعمیر ہوئی وہ دارالحکومت مالابار، کونگالور میں 628ء میں تعمیر ہوئی اور خود مالک بن دینار اس مسجد کے متولی و منتظم مقرر ہوئے۔ بعد میں انہوں نے یہ ذمے داری اپنے ایک عزیز حبیب بن مالک کو سونپ دی اور خود مالابار کے مختلف حصوں میں تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ مسجد کے احاطے میں واقع قبور ملتی ہیں۔ اس روایت کا سب سے مستند علمی ذریعہ سولہویں صدی عیسویں میں منصہ شہود پر آنے والی شاہ دین الدین کی کتاب "تحفۃ المجاہدین" ہے۔

ایک روایت کے مطابق حجر اسود حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں بہہ کر اسی پہاڑ کے دامن

میں آ گیا تھا۔اسی وجہ سے میرے کریم آقا پیغمبر آخر الزمان ﷺ اس پہاڑ کو جبل امین بھی کہتے تھے

پہاڑ کی گھاٹی میں نور کی کرنیں

تبلیغ اسلام کی پاداش میں جب قریش مکہ سے مقاطعہ ہوا تو تقریباً 3 برس آپ شعب ابی طالب نامی گھاٹی میں مقیم رہے وہ زمانہ نہایت ہی ابتلا کا زمانہ تھا۔ وہ مقام (یعنی شعب ابی طالب نامی گھاٹی) تو اب شاہوں کے محلات کی نذر ہو چکا ہے۔ مگر ہلکے سے نشانات سے پتہ چلتا ہے کہ یہی وہ جگہ تھی جہاں میرے کریم آقا ﷺ نے نہایت ہی مشکل دور گزارا تھا۔ میری تصور کی آنکھ میں دور حاضر کے عظیم محقق و سیرت نگار، مفسر قرآن، ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ضیاء النبی ﷺ کے وہ اوراق گھوم رہے تھے جہاں قبلہ پیر صاحب نے بڑے ہی پر اثر انداز میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا یہ ناچیز یہاں قارئین کے ذوق کی تسکین کیلئے ضیاء النبی ﷺ سے وہ اقتباس من وعن پیش کرتا ہے۔

کفار مکہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ اپنے وحشیانہ جبر و تشدد سے اسلام کی اس تحریک کو موت کی نیند سلا دیں گے یہ گنتی کے چند آدمی اس نئے دین سے دل برداشتہ ہو کر پھر اپنے پرانے معبودوں کی پرستش کرنے لگیں گے لیکن ان کی تمام تر مساعی کے باوجود اس دین کو روز افزوں کامیابیاں نصیب ہو رہی تھیں۔ ان کے مظالم سے تنگ آ کر جن مسلمانوں نے مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ میں رہائش اختیار کر لی تھی ان کو وہاں سے جلا وطن کرانے کیلئے کفار مکہ نے اپنے دو بہترین نمائندے نجاشی کے پاس بھیجے تا کہ وہ اس کو اس بات پر رضامند کر سکیں کہ وہ ان مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دے۔ ان کا مدعا یہ تھا کہ اپنے وطن سے دور ان لوگوں کو جو گوشہ عافیت میسر آ گیا ہے اس سے وہ محروم کر دیئے جائیں۔

لیکن اس سلسلہ میں انہیں ذلت آمیز ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے متاثر ہو کر صرف ان کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دینے سے ہی انکار نہیں کیا بلکہ وہ خود بھی مشرف باسلام ہو گیا اور اس نے اپنے ملک میں ان غریب الدیار مسلمانوں کی باعزت رہائش کا انتظام بھی کر دیا اور انہیں ہر قسم کی آزادی اور سہولتیں فراہم کر دیں۔

اس ناکامی نے کفار مکہ کو آتش زیر پا کر دیا اور مکہ میں باقی رہ جانے والے مسلمانوں پر انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ ظلم وتشدد شروع کر دیا۔

کفار کو سب سے زیادہ صدمہ اس وقت پہنچا جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اس چوٹ نے تو ان کو حواس باختہ کر دیا۔ انہوں نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی کا چراغ گل نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہماری مشکلات اور مصائب کا خاتمہ نہیں ہو سکتا چنانچہ انہوں نے اس بات کا عزم مصمم کر لیا کہ وہ نتائج سے بے پرواہو کر یہ مذموم حرکت ضرور ہی کریں گے۔

حضرت ابو طالب کو جب کفار قریش کی اس گھناؤنی سازش کا علم ہوا تو انہوں نے قبیلہ بنو ہاشم کے تمام افراد کو اکٹھا کیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عہد کریں کہ وہ اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ لیکن حضور ﷺ کا بال بھی بیکا نہیں ہونے دیں گے۔ بنو ہاشم کے سارے قبیلہ نے حضرت ابو طالب کی اس تجویز کی بھر پور تائید کی بنو مطلب کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی سرکار دو عالم ﷺ کو دشمنوں کے شر سے بچانے کیلئے سر دھڑ کی بازی لگانے کا پختہ وعدہ کیا۔

علامہ بلاذری انساب الاشراف میں لکھتے ہیں۔

"حضرت ابو طالب اپنے پیارے بھتیجے، بنی ہاشم، بن مطلب کی معیت میں اس گھاٹی میں منتقل ہو گئے جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور تھی اور ان سب نے یہ معاہدہ کیا کہ جب تک ہم میں سے ایک فرد بھی زندہ رہا ہم کفار کو حضور پر دست درازی کی اجازت نہیں دیں گے۔"

بنو ہاشم میں ابولہب وہ بد بخت تھا۔ جس نے کفار کے ساتھ موافقت کی۔ اور اس پر اس کو ندامت نہیں۔ فخر تھا۔ عتبہ کی بیٹی ہندہ سے اس کی ملاقات ہوئی تو بڑے فخر سے اسے کہنے لگا۔

"اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے اپنی قوم بنی ہاشم کا ساتھ چھوڑ کر لات وعزیٰ کی نصرت کا حق ادا کیا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا بے شک اللہ تجھے جزائے خیر دے۔"

قریش کی یہ کوشش تھی کہ کوئی غیر قریشی ان کی اس سازش کو عملی جامہ پہنائے اور اس قاتل کی جان بچانے کیلئے انہیں اگر بنو ہاشم کو کئی گنا خون بہا ادا کرنا پڑے تو وہ بصد مسرت خون بہا ادا کر دیں گے۔

حضرت ابو طالب کو ہر وقت فکر رہتی تھی کہ مبادا کوئی بد بخت ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے اس لئے وہ ہر احتیاطی تدبیر بروئے کار لاتے۔ اس میں ذرا تساہل نہ کرتے یہاں تک کہ حضور سرکار دو عالم ﷺ کی استراحت کیلئے ایک بستر بچھایا جاتا۔ حضور ﷺ اس پر تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ جب لوگ سو جاتے تو مشفق چچا حضور ﷺ کو وہاں سے اٹھاتے اور کسی دوسری جگہ جہاں حضور ﷺ کی شب بسری کیلئے بستر بچھایا گیا ہوتا وہاں لے جا کر سلا دیتے اور حضور ﷺ کے پہلے بستر پر اپنے بیٹوں میں کسی بیٹے کو یا اپنے بھائیوں میں سے کسی بھائی کو سلا دیتے۔

قریش نے جب دیکھا کہ ابو طالب نے اپنے بھتیجے اور اپنے دو خاندانوں بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ہمراہ لے کر شعب ابی طالب میں سکونت اختیار کر لی ہے تو قریش کے سارے قبائل کے سردار پھر مشورہ کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے تا کہ حضور اور حضور ﷺ کے حامی خاندانوں کے خلاف کوئی ایسا متحدہ قدم اٹھائیں جس کی وہ تاب نہ لاسکیں اور از خود گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں یا حضور ﷺ کی امداد و نصرت سے دست کش ہو کر حضور کو ان کے حوالے کر دیں اور پھر وہ حضور کے ساتھ جو جی چاہے سلوک کریں۔

رحمت کائنات ﷺ کا سماجی بائیکاٹ

ان لوگوں نے طویل غور وخوض کے بعد متفقہ طور پر مکمل سوشل بائیکاٹ کا پروگرام بنایا۔ اس کے لئے ایک معاہدہ لکھا گیا جس پر تمام قبائل کے نمائندوں نے اپنے اپنے دستخط ثبت کئے پھر اس کو ہر قسم کی دست برد سے بچانے کیلئے بڑی حفاظت سے کعبہ شریف کے اندر آویزاں کر دیا گیا۔

علامہ ابن کثیر اس معاہدہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"سارے مشرکین قریش ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور سب نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست نہیں کریں گے۔ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہیں کریں گے۔ ان کے گھروں میں قدم نہیں رکھیں گے جب تک یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کیلئے ان کے حوالے نہ کر دیں اور بنو ہاشم کے ساتھ ہرگز صلح نہیں کریں گے اور ان پر ذرا ترس نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ وہ حضور ﷺ کو ان حوالے کر دیں تا کہ یہ حضور ﷺ کو شہید کریں۔"

علامہ ابن کثیر نے چند اور امور کا بھی اضافہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔
" کہ نہ وہ اپنی بچی کا رشتہ انہیں دیں گے اور نہ ان کی بچیوں کا رشتہ لیں گے نہ ہی کوئی چیز فروخت کریں گے اور نہ ان سے کوئی چیز خریدیں گے اور جب سب ان امور پر متفق ہوئے تو انہوں نے ایک صحیفہ میں انہیں قلم بند کیا پھر اس کی پابندی کا پختہ وعدہ کیا پھر اسے کعبہ شریف کے اندر آویزاں کر دیا۔ تاکہ ہر شخص اس کی سختی سے پابندی کرے۔"
منصور بن عکرمہ بن عامر نے یہ ظالمانہ عہد نامہ لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی انگلیوں کو شل کر دیا۔ نہ وہ حرکت کر سکتی تھیں نہ ان سے لکھا جا سکتا تھا۔
ان بے رحموں نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ مکہ کے بازاروں اور منڈیوں کے دروازے بھی ان محصورین پر بند کر دیئے۔ کسی دکاندار کو اجازت نہ تھی کہ وہ انہیں چیز فروخت کرے یا ان سے کوئی چیز خریدے۔ اگر کوئی قافلہ باہر سے تجارتی سامان لے کر مکہ آتا تھا تو ان پر بھی یہ قدغن تھی کہ وہ ان لوگوں کے ہاتھ کھانے پینے کی کوئی چیز فروخت نہ کریں بلکہ مکہ کے تاجر آگے بڑھ کر سارا سامان خرید لیتے۔ تاکہ کسی طرح بھی کوئی ضرورت کی چیز ان بندگان خدا تک نہ پہنچ سکے۔
کفار مکہ کا یہ مکمل اور سنگ دلانہ سوشل بائیکاٹ دو چار ماہ تک نہیں رہا۔ بلکہ پورے تین سال سرکار دو عالم ﷺ اور حضور ﷺ کے ساتھی اس جاں گسل اور صبر آزما مصیبت میں مبتلا رہے ان بے رحموں نے پہرے دار مقرر کر رکھے تھے کہ کوئی شخص پوشیدہ طور پر بھی ضرورت کی کوئی چیز ان تک نہ پہنچا سکے۔ اگر ایسا کرتا ہوا کوئی پکڑا جاتا تو اس کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جاتی۔
ان ساری سختیوں اور پابندیوں کے باوجود کئی ایسے نیک دل لوگ تھے جو رات کی تاریکی میں کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز وہاں پہنچا دیا کرتے ان میں ہشام بن عمرو العامری سرفہرست تھے جو بعد میں مشرف با سلام ہوئے ایک بار تین اونٹ سامان خوراک کے لدے ہوئے شعب ابی طالب میں لے گئے قریش کو پتہ چل گیا صبح سویرے سب اکٹھے ہو کر ان کے گھر پہنچے اور انہیں برا بھلا کہا انہوں نے کہا کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے لیکن دوسری رات پھر وہ دو لدے ہوئے اونٹ لے کر وہاں پہنچا آئے، کفار کو پھر پتہ چل گیا اب تو انہوں نے لعن طعن کی بوچھاڑ کر دی اور بعض نے تو ان کو قتل

کرنے کیلئے تلواریں بے نیام کرلیں۔ آخرابوسفیان کی مداخلت سے ان کی جان بخشی ہوئی۔

ایک دفعہ حکیم بن حزام شعب ابی طالب کی طرف جارہے تھے ان کے ساتھ ان کا ایک غلام تھا جس نے گندم کی بوری اٹھائی ہوئی تھی۔ وہ یہ غلہ اپنی پھوپھی ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کیلئے لے جارہے تھے۔ راستہ میں ابوجہل مل گیا۔ ابوجہل کڑک کو بولا۔ پتہ چل گیا کہ قوم کے متفقہ فیصلہ کے خلاف تم یہ گندم بنو ہاشم کو پہنچانے کیلئے لے جارہے ہو۔ میں یہ گندم اس وقت تک تمہیں آگے نہیں لے جانے دوں گا جب تک میں تمہیں مکہ میں لے جاکر رسوانہ کروں۔ یہ تو تو میں میں ہو رہی تھی کہ اچانک ابوالبختری وہاں آگیا اس نے ابوجہل کو کہا کہ تمہیں اسے روکنے کا کیا حق ہے۔، ابوجہل نے کہا یہ گندم لے کر بنو ہاشم کے پاس جارہا ہے۔ میں اسے کیوں نہ روکوں۔ ابوالبختری نے کہا اس کی پھوپھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گندم اس کے پاس تھی یہ اسے پہنچانے جارہا ہے تمہیں روکنے کا کوئی حق نہیں اس کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ ابوجہل نے اس کی بات نہ مانی۔ تلخ کلامی بڑھتی گئی۔ کسی اونٹ کے جبڑے کی ہڈی پاس پڑی تھی ابوالبختری نے اٹھائی اور ابوجہل کے سر پر دے ماری۔ اس سے خون بہنے لگا پھر اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور اسکی چھاتی پر چڑھ کر اسے خوب رگیدا۔

یہ طویل محاصرہ حضور کیلئے اور حضور کے خاندان کیلئے ازحد تکلیف دہ تھا۔ بسا اوقات درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر پیٹ بھرا کرتے بھوک سے بلکتے ہوئے معصوم بچے اس قدر زور شور سے روتے کہ ان کے رونے کی آواز شعب سے باہر دور دور تک سنائی دیتی۔

علامہ سُہیلی لکھتے ہیں۔

"شعب میں محصورین کو بڑی مصیبت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا وہاں وہ درختوں کے پتے اور بیری کے پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ جب وہ قضائے حاجت کرتے تھے تو بکریوں کی مینگنیوں کی طرح خشک مادہ خارج ہوتا تھا ان محصورین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ سے مروی ہے کہ میں ایک دن ازحد بھوکا تھا رات کو اندھیرے میں میرا پاؤں کسی گیلی چیز پر آگیا میں نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈالا اور نگل لیا۔ مجھے اتنی ہوش بھی نہ تھی کہ میں پتہ کرتا کہ وہ کیا چیز ہے اور اب

تک مجھے اس کے بارے میں علم نہیں ۔ یونس، حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک رات میں پیشاب کرنے کیلئے باہر نکلا ور جب میں پیشاب کرنے لگا تو جہاں میرا پیشاب گررہا تھا وہاں کسی چیز کی مجھے آواز آئی میں نے اٹھایا تو وہ اونٹ کے خشک چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ میں نے اسے لیا پھر اسے دھویا پھر اسے جلا کر راکھ کیا پھر اسے کوٹا پھر اسے پانی میں ملا دیا اور تین دن تک اسے کھاتا رہا۔

یہ محاصرہ نبوت کے ساتویں سال ماہ محرم میں شروع ہوا۔اور تین سال کے طویل عرصہ تک بڑی شدومد سے جاری رہا۔ آخر نبوت کے دسویں سال اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔کہ جوروستم کی اس دستاویز کو خود اہل مکہ نے چاک کر دیا اور رحمت عالمیان ﷺ اپنے محصور ساتھیوں سمیت شعب ابی طالب سے نکل کر پھر مکہ مکرمہ میں رونق افروز ہوئے۔

سیرت نبوی کے مورخین نے ان اسباب کو بڑی شرح بسط سے رقم فرمایا ہے جن کے مطالعہ سے قارئین کے ایمان میں یقیناً پختگی اور ان کے قلوب کو جذبہ عزیمت نصیب ہوگا اس لئے قدرے تفصیل سے ان واقعات کو ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

شعب ابی طالب کے محاصرہ کا اختتام

بنوہاشم اور بنو مطلب سے مکمل قطع موالات (سوشل بائیکاٹ) کا معاہدہ لکھ کر قریشیوں نے بڑی حفاظت کے ساتھ اسے کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا تھا تا کہ کوئی شخص اس میں کوئی ردوبدل نہ کر سکے اس حیلہ سے لوگوں کی دسترس سے تو انہوں نے اس صحیفہ کو بچالیا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار سے تو وہ اس کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے، قادر وحکیم خدا نے اس دستاویز پر دیمک کو مسلط کر دیا۔ دیمک نے اس معاہدہ میں ظلم وستم کی جتنی دفعات تھیں ان سب کو چاٹ لیا لیکن جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک تھا۔اسے ذرا گزند نہ پہنچایا وہ صحیح وسلامت باقی رہنے دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو اپنے اس حکیمانہ اقدام سے آگاہ فرمادیا۔ حضور ﷺ دوسرے روز حضرت ابو طالب کے پاس تشریف لے گئے انہیں بتایا کہ

اے میرے محترم چچا! جو معاہدہ قوم نے لکھ کر بحفاظت کعبہ کے اندر لٹکا دیا تھا۔اس کی ساری

دفعات کو دیمک نے چاٹ کر صاف کر دیا ہے لیکن اس عبارت میں جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لکھا گیا تھا۔وہ جوں کا توں سلامت ہے دیمک نے اسے ذرا ضرر نہیں پہنچایا۔

حضرت ابو طالب کیلئے یہ اطلاع بڑی حیران کن تھی۔مکہ سے دور ایک گھاٹی میں تین سال سے محصور ہستی ایک ایسی چیز کے بارے میں بتا رہی ہے جو یہاں سے بہت دور کئی غلافوں میں لپٹی ہوئی بڑی حفاظت سے کعبہ کے اندر رکھی ہوئی تھی۔اور جس کی مسلسل نگرانی کی جا رہی تھی۔

آپ نے ازراہ استعجاب پوچھا۔اے جان عم! کیا تیرے رب نے تمہیں یہ بات بتائی ہے۔

حضور نے فرمایا! بے شک۔

چچا نے کہا! چمک دار ستاروں کی قسم! تیری بات بالکل سچی ہے۔تو نے آج تک کبھی غلط بیانی نہیں کی۔

چنانچہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے چند افراد کو آپ نے ہمراہ لیا اور سیدھے حرم شریف میں جا پہنچے قریش نے اچانک ان کو حرم شریف میں آتے دیکھا تو حیران ہو گئے۔پھر سوچا ہماری تدبیر کارگر ثابت ہوئی ہے طویل اور تکلیف دہ محاصرہ نے ان کے بے بس کر دیا ہے اور آج آئے ہیں تا کہ محمد (فداہ ابی وامی وروحی) کو ہمارے حوالے کر دیں تا کہ اس حصار سے انہیں نجات ملے۔جب ابو طالب ان کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا۔

اے گروہ قریش! اس طویل مدت میں ایسے واقعات وقوع پذیر ہو گئے ہیں جن کے بارے میں ہم تمہیں نہیں بتا سکے تم اس صحیفہ کو کعبہ شریف سے باہر لے آؤ۔ممکن ہے ہمارے اور تمہارے درمیان مصالحت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

حضرت ابو طالب نے پہلے اس بات سے انہیں آگاہ نہ کیا جس سے حضور ﷺ نے انہیں مطلع فرمایا تھا تا کہ وہ صحیفہ میں کچھ گڑ بڑ نہ کر دیں اہل مکہ کی خوشی کی حد نہ رہی انہیں یقین ہو گیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب اور خود ابو طالب حضور ﷺ کی نصرت واعانت سے دل برداشتہ ہو گئے ہیں۔وہ یقیناً انہیں ہمارے حوالے کر دیں گے۔پھر طے شدہ پروگرام کے مطابق ہم ان کے ساتھ معاملہ کریں گے اور یہ فتنہ جس نے ہماری راتوں کی نیند اور دنوں کا چین حرام کر دیا ہے۔وہ ہمیشہ کیلئے دفن ہو جائے گا۔

وہ بڑی تیزی سے اٹھے کعبہ میں گئے وہاں سے اس معاہدہ کو لے کر واپس آئے اور سب اہل مجلس

کے سامنے اس کو رکھ دیا۔ انہوں نے ابو طالب کو کہا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم لوگ حضور ﷺ کی اعانت ونصرت سے باز آجاؤ۔ اور ہماری تمہاری دشمنی دوستی میں بدل جائے۔

حضرت ابو طالب نے فرمایا میں آج ایک بڑا منصفانہ حل لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ سب ہمہ تن گوش آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے فرمایا میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا کہ یہ دستاویز جو اس وقت تمہارے ہاتھوں میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے دیمک مسلط کر دی ہے۔ جس نے اس کی ساری عبارت چاٹ لی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک جہاں جہاں ہے وہ صحیح وسلامت موجود ہے اب تم خود اس کو کھولو۔ اگر میرے بھتیجے کی بات سچی نکلی تو پھر ہم کسی قیمت پر اس کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ خواہ اس کیلئے ہمیں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانا پڑے اور اگر اس کی یہ بات سچی نہ نکلی تو پھر ابھی ہم اس کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ جو چاہو تم اس کے ساتھ کرو خواہ اسے قتل کر دو۔ یا اسے زندہ رہنے دو۔

حضرت ابو طالب کی یہ تجویز سن کر وہ بڑے مطمئن ہو گئے اور کہا

" کہ جو آپ نے کہا ہم اس تجویز پر راضی ہیں۔"

پھر انہوں نے اس بحفاظت رکھی ہوئی دستاویز کو اپنے ہاتھوں سے کھولا اور جو صادق ومصدق ﷺ نے بتایا تھا اس کو حرف بحرف صحیح پایا۔ یہ دیکھ کر ان کو ہوش آ گئے لیکن شقاوت ازلی نے ان کو حق قبول کرنے کی توفیق نہ بخشی۔ وہ اور برافروختہ ہو گئے۔ کہنے لگے۔ اے ابو طالب! یہ تمہارے بھتیجے کے جادو کا کرشمہ ہے۔ حق روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا تھا لیکن اندھی عصبیت نے انہیں اجازت نہ دی کہ وہ اسے تسلیم کر لیں۔ حضور کے خلاف ان کے دلوں میں بغض وعناد کے شعلے پہلے سے بھی زیادہ بھڑکنے لگے۔

ابو جہل، ابو لہب اور ان کی قماش کے کفار کا ردعمل تو یہی تھا۔ جس کا بیان اوپر ہوا۔

لیکن اس بگڑے ہوئے معاشرہ میں چند لوگ بھی تھے جو اس ظلم وتعدی پر سخت نالاں تھے اور دل ہی دل میں سوچتے تو تھے کہ اس سنگدلانہ محاصرہ کو ختم کرنا چاہیے۔ جس کی زد میں عورتیں، معصوم بچے ضعیف ونزار بوڑھے اور کئی بیمار بھی ہیں۔ لیکن سارے قریشی خاندانوں کے اجتماعی اقدام کے خلاف

آواز اٹھانے کی وہ اپنے اندر ہمت نہیں پاتے تھے۔

اگرچہ کفار نے حضور ﷺ کے قول کی صداقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا لیکن پھر بھی اپنے عناد پر ڈٹے رہے اور حضور ﷺ کے خلاف اپنی مہم کو تیز تر کرنے کا اعلان کر دیا تو حضرت ابوطالب نے انہیں کہا۔

"اے گروہ قریش! کس گناہ کے باعث تم نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا ہے اور ہمیں قید میں رکھا ہوا ہے حالانکہ تم پر حقیقت ظاہر ہو چکی ہے۔ اور تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم ہی ظالم ہو تم ہی قطع رحمی کرنے والے ہوں اور تم ہی برا معاملہ کرنے والے ہو۔"

پھر آپ اور آپ کے ساتھی کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹ گئے اور گڑگڑا کر دعا مانگی۔

"اے اللہ! جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہماری قطع رحمی کی ہے اور جو چیز ان پر حرام تھی وہ انہوں نے حلال بنالی ہے یا اللہ ایسے لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ فریاد کرنے کے بعد پھر وہ شعب ابی طالب میں واپس آ گئے اور محصوروں اور محبوسوں کی طرح زندگی گزارنے لگے۔

دستاویز کو پارہ پارہ کرنے کا واقعہ

جن لوگوں کو ظلم وتشدد کی اس دستاویز کو پارہ پارہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان میں ہشام بن عمرو بن حارث کا نام سرفہرست ہے۔ یہ اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے لیکن بنو ہاشم کے ساتھ ان کی قریبی رشتہ داری تھی۔ اس تعلق کی وجہ سے یہ دن رات بے چین رہا کرتے تھے۔ اور ان کی رہائی کیلئے منصوبے سوچتے رہتے تھے جیسے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں محاصرہ کے ایام میں رات کی تاریکی میں غلہ پہنچانے کا بھی یہ اہتمام کیا کرتے تھے اونٹ پر کھانے پینے کا سامان لاد لیتے۔ جب شعب کے دہانہ پر پہنچتے تو اونٹ کی نکیل نکال لیتے اور اونٹ کے پہلو میں دو تھپڑ لگا کر اسے چھوڑ دیتے وہ بھاگتا ہوا ان محصورین کے پاس پہنچ جاتا وہ اسے پکڑتے اس سے سامان اتار لیتے۔ پھر چھوڑ دیتے وہ واپس اپنے مالک کے پاس آ جاتا۔ جس کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں۔

یہ ہشام ایک روز زُہیر بن ابی امیہ کے پاس گئے۔ زُہیر حضرت عبدالمطلب کی صاحب زادی

حضرت عاتکہ کے فرزند تھے۔ اس وجہ سے ان کو بھی بنو ہاشم کی یہ تکلیف گوارا نہ تھی ہشام نے زُہیر سے جا کر کہا۔

اے زُہیر! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم تو لذیذ کھانے کھاؤ۔ عمدہ لباس پہنو اور اپنی بیوی بچوں کے ساتھ بآرام زندگی گزارو۔ اور تمہارے ننہال بھوکے ننگے خستہ حال طرح طرح کی مشقتوں میں گھرے زندگی کے دن پورے کر رہے ہوں، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم ابوالحکم (ابوجہل) کے ننہال کے خلاف ایسا قدم اٹھاتے اور تم اسے اس میں شرکت کی دعوت دیتے تو وہ ہرگز تمہاری اس دعوت کو قبول نہ کرتا۔ زُہیر نے کہا۔

صد حیف! اے ہشام! میں تنہا ہوں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ اگر ایک اور ساتھی مجھے مل جائے تو میں اس معاہدہ کو توڑنے کیلئے کھڑا ہو جاؤں۔

ہشام نے کہا! ایک آدمی تو میں پیش کرتا ہوں۔

اس نے پوچھا وہ کون ہے؟ ہشام نے کہا! میں خود۔

زُہیر نے کہا ہمت کرو۔ ایک تیسرا آدمی بھی تلاش کرو۔

چنانچہ ہشام، مطعم بن عدی کے پاس گیا اور اسے جا کر کہا۔

اے مطعم! کیا یہ بات تمہیں پسند ہے کہ بنی عبد مناف کے دو خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب بھوک سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے ہلاک ہو جائیں۔ اور تم یہ دیکھ بھی رہے ہو۔ اور پھر بھی قریش کی امداد کرو اگر تم قریش کو اس طرح ہلاک کرنے کے درپے ہوتے۔ تو وہ تمہارا منہ نہ تکتے رہتے۔ بلکہ سب مل کر تم پر ہلہ بول دیتے۔

مطعم نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو لیکن میں تنہا ساری قوم کا کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں۔

ہشام نے کہا۔ تم اکیلے نہیں۔ ایک دوسرا آدمی بھی تمہارے ساتھ ہوگا۔ پوچھا کون۔

کہا میں خود حاضر ہوں

مطعم نے کہا۔ ایک تیسرا ساتھی بھی تلاش کرو۔ ہشام نے کہا وہ تیسرا بھی میں نے ڈھونڈ لیا ہے۔

پوچھا کون۔ کہا زُہیر بن ابی امیہ۔

مطعم نے کہا۔ کہ چوتھا آدمی بھی تلاش کرو۔ اس طرح ہم پوری قوت سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں گے ہشام یہاں سے اٹھ کر ابوالبختری کے پاس گیا اور اس کے ساتھ بھی وہی گفتگو کی جو مطعم کے ساتھ کی تھی۔

اس نے پوچھا اس معاملہ میں کوئی اور شخص بھی ہماری مدد کرے گا۔

ہشام نے جواب دیا یقیناً۔ پوچھا کون۔

ہشام نے کہا! زُہیر، مطعم۔ اور میں خود اور تم۔ ہم چار آدمی اس مہم کو سر کرنے کیلئے متفق ہیں۔

ابوالبختری نے کہا ایک پانچواں ساتھی بھی ہونا چاہیے۔

ہشام وہاں سے سیدھا زمعہ بن الاسود کے پاس گیا اور اس کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کی اور اسے بھی قریبی رشتہ داری کا واسطہ دیا جو اس کی بنوہاشم کے ساتھ تھی۔ اس نے بھی پوچھا کہ اس سلسلہ میں کوئی اور شخص بھی ہمارا ساتھ دے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور ان اشخاص کے نام گن دیئے۔ جن سے پہلے بات ہو چکی تھی۔ اور انہوں نے ہامی بھری تھی ابن سعد نے ان کے علاوہ عدی بن قیس کے نام کا بھی اضافہ کیا۔ اور حضرت ابوطالب نے سہیل بن بیضاء کا نام بھی اس قصیدہ میں ذکر کیا ہے جو اس کارِ خیر میں شریک ہوئے۔

ان میں سے ہشام۔ زُہیر۔ سہیل۔ عدی بن قیس کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان لوگوں نے طے کیا کہ مشورہ کیلئے آج رات حجون کے فلاں گوشہ میں سب اکٹھے ہوں گے۔ چنانچہ مقررہ جگہ پر اس رات یہ سارے صاحبان جمع ہوئے اور انہوں نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ وہ اس ظالمانہ معاہدہ کو کالعدم کر کے رہیں گے۔ زُہیر نے کہا۔ کہ اس کام کی ابتداء میں کروں گا۔ کل صبح صحن حرم میں کھڑا ہو کر میں اس معاہدہ کے بطلان کا اعلان کروں گا۔

صبح ہوئی تو رؤساء قریش حسب دستور حرم میں اپنی اپنی مجالس میں جا کر بیٹھ گئے لیکن زُہیر کی آج شان ہی نرالی تھی۔ وہ بڑی آن بان سے حرم میں داخل ہوا اس نے آج ایک قیمتی پوشاک زیب تن کی ہوئی تھی۔ اس کی چال میں بھی خاص قسم کی تمکنت تھی۔ پہلے اس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر

لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور باآواز بلند اپنی گفتگو کا آغاز کیا اس نے کہا۔

اے مکہ کے باشندوں! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ہم سب تو لذیذ کھانے کھائیں۔ زرق و برق لباس پہنیں اور خاندان ہاشم کے مرد و زن بھوکے مرر ہے ہوں۔ نہ ان کے پاس پیٹ بھرنے کیلئے کھانا ہو۔ اور نہ تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا۔ ہم ان کے ہاتھ قیمت لے کر بھی کوئی چیز بیچنے کیلئے تیار نہ ہوں آخر میں اس نے کہا۔

"بخدا! میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس قطع رحمی کرنے والی ظالمانہ دستاویز کو پُرزے پُرزے نہ کر دیا جائے۔"

مسجد کے ایک کونے میں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا اس نے جب زُہیر کا یہ اعلان سنا تو غصہ سے پیچ و تاب کھاتا ہوا اٹھا اور گرج کر بولا

"زُہیر! تم جھوٹ کہہ رہے ہو بخدا اس دستاویز کو ہرگز نہیں پھاڑا جائے گا۔"

زمعہ بن اسود فوراً کھڑا ہو گیا اس نے ابو جہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، سب سے بڑے جھوٹے تم ہو۔ بخدا۔ اس تحریر میں ہم راضی نہ تھے۔ اس کی تائید کرتے ابوالبختری کڑک کر بولا۔ زمعہ نے سچ کہا ہے جو اس دستاویز میں لکھا گیا ہے نہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں اور نہ اس کو برقرار رہنے دیں گے۔ مطعم نے کہا۔

"اے زمعہ! اور ابوالبختری! تم نے سچ کہا ہے اور اس کے علاوہ جو کہتا ہے وہ جھوٹ بکتا ہے۔"

جو کچھ اس صحیفہ میں لکھا گیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں ہشام بن عمرو نے بھی اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی پرزور تائید کی۔ ابو جہل نے کہا یہ سوچی سمجھی سازش ہے اور اس کے بارے میں رات کو فیصلہ کیا گیا ہے۔ مطعم نے اس صحیفہ کو پکڑ کر پُرزہ پُرزہ کرنا چاہا۔ دیکھا تو دیمک نے اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر جو کچھ اس میں لکھا گیا تھا اس کا صفایا کر دیا ہے چنانچہ اسے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا یوں حضور ﷺ اور آپ کے خاندان کو تین سال کے سنگین محاصرہ کے بعد نجات نصیب ہوئی۔

نبوت کے دسویں سال ہجرت سے تین سال پہلے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شعب ابی طالب کی قید

تنہائی سے رہائی ملی۔اس وقت سرکار دو عالم ﷺ کی عمر مبارک انچاس سال تھی۔

جہاں رحمت عالم ﷺ پر ظلم کے منصوبے بنے

وہاں سے نیچے آئے تو واپس باب السلام کے سامنے سے گذر کر مولد الرسول ﷺ کی زیارت کیلئے گئے راستے میں ابو جہل کی حویلی کے قریب سے گزرے عمرو بن ہشام کی یہ حویلی تقریباً 4 کنال رقبے پر محیط ہے۔حکومت سعودیہ نے اس جگہ کا مصرف دورات میاہ (عربی میں لیٹرین کو کہتے ہیں) بنانے میں لگا رکھا ہے۔عمرو بن ہشام جو اپنے آپ کو ابوالحکم کہلاتا تھا مگر میرے آقا ﷺ کی زبان اقدس سے اس کے لئے ابو جہل (جاہلوں کا باپ) نکلا اور قیامت تک لئے اس کا نام ابو جہل ہو گیا اور اصل نام لوگ بھول گئے جب غزوہ بدر کے موقع پر دو کمسن مجاہدوں حضرت معاذ و حضرت معوذ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا میرے آقا ﷺ نے فرمایا! ہر نبی کے حصے میں ایک فرعون آیا اور میرے حصے کا فرعون یہ ابو جہل ہے۔اسی راستے سے گزر کر رحمۃ العالمین ﷺ حرم مقدس میں آیا کرتے تھے، اسی رستے میں آپ ﷺ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے۔کبھی سنگریزوں کی بارش ہوتی۔کبھی گندگی پھینکی جاتی تھی۔وہاں سے گزر کر بالکل سامنے وہ مبارک وسعید مقام ہے جہاں ربیع الاول بروز پیر 5 اپریل 571ء کو سردار مکہ عبدالمطلب کے ہاں یتیم پوتے کی ولادت ہوئی بقول شبلی نعمانی جن کے آنے سے ایوانِ کسریٰ کے 14 کنگرے گر گئے آتش کدہ فارس بجھ گیا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم، شوکت روم اوج چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر، آتش کدہ کفر آزر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔بتکدے خاک میں مل گئے شیرازہ مجوسیت بکھر گیا نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔توحید کا غلغلہ اٹھا۔چمنستان سعادت میں بہار آگئی آفتاب ہدایت کی شعائیں ہر طرف پھیل گئیں اخلاق انسانی کا آئینہ چمک اٹھا یعنی یتیم عبداللہ، جگر گوشہ آمنہؓ، شہنشاہ کونین، عالم قدس سے عالم امکان پر تشریف فرما ہوئے۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل واصحاب محمد بارک وسلم

اس جگہ پر حاضر ہو کر (ذکر اللہ) مراقبہ کرنے کی کیفیت اس قدر پر کیف ہے کہ زبان سے بے

ساختہ نکلا سبحان اللہ!

قلبی، روحی، سری، خفی، اخفیٰ غرض سب لطائف ذکر کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں ایسا کیوں نہ ہو یہ جگہ ہی تو ہے جہاں بقول شبلی نعمانی ظہور قدسی ہوا۔ جس کے ظہور پر کعبۃ اللہ شریف کے بت تھرتھرا گئے ظلمت کدے ویران ہوئے۔ جہالت کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور نور خداوندی کا اجالا چہار دانگ عالم میں پھیل گیا۔

دل کی ویرانی میں نور کا بسیرا

نمازِ ظہر کے بعد مراقبہ کر رہا تھا تو عجیب کیفیت طاری ہوئی آنکھیں اشک بار کیا ہوئیں کہ بس رونے میں بھی ایک مزا محسوس ہوا۔ خالق کائنات کی عظمت و بزرگی ایسی دل میں سمائی کہ اپنے آپ پر رونا آیا

اسی گریہ کی حالت میں جب باہر صحن کعبۃ اللہ شریف کی طرف نظر اٹھی تو عجب موسم نظر آیا۔ جہاں کچھ دیر پہلے دھوپ چمک رہی تھی وہاں ہلکی ہلکی دھند نظر آرہی تھی ہلکے سے پیلے رنگ کا یہ دھواں سا تھا جو آنکھوں کو عجیب طرح ٹھنڈک بخش رہا تھا۔

اس ہلکے پیلے رنگ کی دھند سے قلب میں روشنی سی بھر رہی تھی مگر یہ روشنی سمجھ سے بالاتر تھی کیف آور کیفیت کچھ دیر رہی پھر وہ دھند تحلیل ہوگئی۔ مگر قلب وروح پر ایسا اثر چھوڑ گئی کہ بس سبحان اللہ ایک خلش سی دل میں رہ گئی کہ یہ دھند کیوں چھائی جبکہ سورج بھی اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا بعد میں ناچیز کی ملاقات گھمکول شریف کے ایک خلیفہ (محمد منور صاحب) سے ہوئی میں نے جب اُن سے دھند کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے

بیٹا لگتا ہے کہ کسی کامل واکمل شیخ سے تیری نسبت ہے۔ بلکہ میں تو یہ برملا کہتا ہوں کہ تم نقشبندی مجددی ہو میں نے عرض کیا کہ الحمدللہ! میں اگرچہ نکما و ناکارہ ہوں عیبوں سے پر دامن ہے مگر والدین کی دعاؤں اور آقا کریم ﷺ کے نعلین پاک کے تقدس کے طفیل میری نسبت ایک کامل واکمل ولی اللہ سے ہے۔ میری بیعت دور حاضر کے ولی کامل واکمل، قطب دوراں، غوث زماں، ولی ابن ولی، خواجہ خواجگاں سیدی ومرشدی حضرت الحاج خواجہ محمد طاہر عباسی نقشبندی المعروف محبوب سجن سائیں سے

ہے جن کی نگاہ کیمیا اثر نے ہزاروں کی صورتیں، سیرتیں بدل دی۔ آپ کا قیام درگاہ اللہ آباد شریف (جو نیشنل ہائی وے پر واقع ہے) کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز سندھ پاکستان میں ہے۔ درگاہ اللہ آباد شریف میں تقریباً 100 گھروں کی آبادی ہے کوئی سکول ٹیچر ہے تو کوئی آرمی میں آفیسر اور کوئی کسی اور محکمے میں رہ کر ملک وملت کی خدمت کر رہا ہے۔ مگر تمام بستی (اللہ آباد شریف) میں نظام مصطفےٰ عملاً نافذ ہے۔ کوئی شخص بے شرع (بغیر داڑھی) نہیں۔ شرعی پردہ ہے، کوئی حقہ، سگریٹ یا نسوار کا عادی نہیں بستی میں کسی گھر میں کتا نہیں حقہ نہیں

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جب اس ناچیز نے اپنے مرشد مربی کا تعارف کروایا تو وہ اٹھے اور اٹھ کر میرے ماتھے کو بوسہ دیا اور فرمانے لگے! بیٹا مقدر والے ہو جو تمہیں اس پر فتن دور میں ایسے ولی کامل کا ساتھ ملا میں نے عرض کیا کہ حضرت! میرا سوال تو پھر اپنی جگہ کہ وہ ہلکے پیلے رنگ کی دھند کیا تھی جو قلب وروح پر چھا رہی تھی فرمانے لگے۔ بیٹا یہ نور خداوندی کی چادر ہے جو کسی مقدر والے کو دکھائی دیتی ہے۔ یہ تجھ پر تیرے مرشد کی نظر ہے کہ تجھے یہ نظر آئی۔ تجھے صد بار مبارک ہو

یہ سننے کے بعد دل کی یہ حالت تھی کہ ایک بار دیکھا ہے دوسری بار دیکھنے کی تمنا ہے یہ ہلکے پیلے رنگ کی چادر جو حرم مقدس پر تنی ہوئی تھی عجب پُر کیف وپُر نور تھی کہ جسم وروح میں ایک تازگی حلاوت محسوس ہو رہی تھی۔ اللہ رب العزت ہر کلمہ گو مسلمان کو اپنے خاص جوار رحمت وبرکت میں اپنے خاص بندوں میں شامل فرمائے (آمین)

اسی وجد وجذبہ کی کیفیت میں بعد نماز عشاء رہائش گاہ پر واپسی ہوئی۔

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت

اگلے دن 13 نومبر 2009ء بروز جمعۃ المبارک حسب معمول صبح بوقت تہجد حرم مقدس میں حاضری ہوئی نماز فجر کے بعد محترم جناب حاجی عبدالمجید صاحب کا فون آگیا حاجی عبدالمجید صاحب لاہور میں ہمارے گھر کے بالکل ساتھ رہتے ہیں آپ عرصہ 25 سال سے سعودیہ میں مقیم ہیں ان

کے والد حاجی محمد شفیع ماشاءاللہ مرکز روح الاسلام کے پکے نمازی ہیں۔

محترم حاجی صاحب نے فرمایا کہ آج آپ کو مکۃ المکرمہ کے مقدس مقامات کی زیارت کروائیں گے آپ نماز جمعہ کے بعد تیار رہیں۔ نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو باب الفہد کے سامنے محترم حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی آپ ڈبل کیبن گاڑی لے کر آئے تھے مگر ہمارے ساتھی اس وقت موجود نہ تھے اس لئے ہم دونوں میاں بیوی ان کے ہمراہ ہو لئے۔ ہمیں لے کر وہ پہلے میدان عرفات گئے۔

میدان عرفات

ایک وسیع وعریض میدان جس میں نیم کے درخت لگے ہوئے تھے حاجی صاحب نے بتایا کہ درخت پاکستان کا تحفہ ہیں پہلے یہاں دھوپ ہوتی تھی اسی کڑکتی دھوپ میں جلتے سورج کے نیچے وقوف عرفہ کیا جاتا تھا کہ اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے یہاں یہ نیم کے درخت لگانے کا منصوبہ پیش کیا جو حکومت کی منظوری کے بعد روبہ عمل ہوا اور درخت لگانے کی ذمہ داری پاکستان، بنگلہ دیش کے مالیوں کو دی گئی، آج یہ درخت اتنے بڑے ہو چکے ہیں کہ آدمی اُن کے سائے میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ مخلوق خدا کے فائدے کیلئے یہ منصوبہ بنانے والے، منظور کرنے والے اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے والے افراد کو اللہ رب العزت جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مسجد نمرہ کی زیارت

میدان عرفات میں واقع مسجد نمرہ کی زیارت کی جہاں امام حج خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ سنا تھا کہ یہ مسجد سال میں صرف ایک دن 9 ذی الحجہ کو کھلتی ہے جب حج کا خطبہ ہوتا ہے مگر ہماری قسمت عروج پر تھی کہ جب ہم لوگ قریب گئے تو بغرض صفائی مسجد کھلی تھی اور خدام صفائی کر رہے تھے اُن کی اجازت سے ہم نے مسجد کے اندر نوافل ادا کیے، اور میں نے عزیز القدر الحاج محمد رشید نقشبندی صاحب کیلئے دعا کی کہ یا اللہ! اگلی مرتبہ محترم حاجی صاحب کے ہمراہ یہاں حاضری کی سعادت عطا فرما۔ آمین

آباواجداد کے ملن کی جگہ

مسجد سے نکل کر میدان عرفات میں واقع جبل الرحمۃ کی زیارت کی سطح زمین سے 300 فٹ بلند یہ پہاڑ اسلامی تاریخ میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر آئے تو حضرت حوا سلام اللہ علیہا سے جدا ہو چکے تھے۔ تین سو سال تک بارگاہ صمدیت میں روئے گڑگڑائے پھر رحمت خداوندی کو جوش آیا۔ وہ پہاڑ جو ایک دوسرے کو نگاہوں سے اوجھل کیے ہوئے تھا وہی وسیلہ بنا اور دونوں جب بلندی پر گئے تو ایک دوسرے کو سامنے پایا اور خالق دو جہاں مالک ارض وسما کی بارگاہ قدس میں جبین نیاز جھکا دی۔ حضرت آدم علیہ اسلام کی دعا

ہم نے بھی اپنے باپ، اپنے جدِ اعلیٰ (ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام) اور اپنی ماں حضرت حوا سلام اللہ علیہا کی سنت مبارکہ میں اس پہاڑ کی چوٹی پر نوافل پڑھے اور خدائے بزرگ و برتر، خالق کل کے حضور التجائیں کیں۔ یہ ہم سیہ کاروں کا نذرانہ تھا جو اپنے اجداد کو پیش کیا۔ دعا کی یا اللہ! ہمیں ویسا بنا دے جیسا ہمارے اجداد نے چاہا تھا۔ آمین ثم آمین

کلیم اللہ علیہ السلام کی پیروی میں

مسجد خیف کی زیارت کی یہ وہ مسجد ہے جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہاں ستر (70) انبیاء اکرام علیہم السلام نے عبادت کی جن میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بھی شامل ہیں مزدلفہ کی چلتے چلتے زیارت کی پھر منیٰ آ گئے۔ خیموں کا یہ شہر آج خالی خالی تھا وہاں صرف دیکھ بھال کرنے والے خدام موجود تھے۔ حاجی صاحب نے بتایا کہ یہ خیمے پہلے سادہ تھے اور یہاں حادثات ہوتے رہتے تھے کچھ عرصہ پہلے حکومت نے فائر پروف خیمے بنا دیئے ہیں جہاں بجلی اور ائیر کولر کا بھی انتظام ہے۔

خیرالامم کی پہلی خاتون کے قدموں میں

واپسی میں جنت المعلیٰ میں حاضری دی وہاں میرے پیارے آقا و مولا آنحضرت ﷺ کے کئی جانثار صحابہؓ اور خاتونِ اول، پیاری رفیقہ حیات، ہماری (مومنین کی) عظیم ماں، اول مسلمان عورت، سیدہ طاہرہ، عابدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ سیّدہ میرے آقا کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں جب غارِ حرا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی مرتبہ وحی خداوندی لے کر حاضر خدمت ہوئے اس وقت پیارے آقا ﷺ بتقضائے بشریت کچھ متفکر ہوئے جسم اطہر پر انوار الٰہی کا غلبہ ہوا تو کپکپی طاری ہوئی آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور سیّدہ سے سارا ماجرہ کہہ سنایا تو سیّدہ نے عرض کیا کہ آپ یتیموں کی خبر گیری کرنے والے، مسافروں کا خیال رکھنے والے، امانتوں کے امین، سائلوں کے فریادرس ہیں اللہ آپ کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ پھر انھوں نے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بلایا جو توریت اور زبور کے عالم اور شرک و بت پرستی سے بیزار تھے جب انھیں یہ سب حالات بتائے گئے تو وہ پکار اٹھے بلاشبہ یہ وہی فرشتہ ہے جو اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا جس نے حضرت موسیٰ کو پیغام خداوندی سنایا۔ آپ کو خالق کون ومکان نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے چن لیا۔ پھر جب آپ نے خدا کے سچے دین کی تبلیغ شروع کی تو مکہ کے لوگ آپ کے دشمن ہوگئے آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اس کڑے وقت امی جان خدیجہؓ (اللہ آپ پر کروڑوں اربوں رحمتیں برکتیں نازل فرمائے) نے آپ کا ساتھ دیا اپنی دولت کا منہ کھول دیا کہ آپ یتیموں، مسکینوں کی امداد فرمائیں بھوکے کو کھانا کھلائیں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدیجہؓ کی محبت نے مجھے اس وقت سہارا دیا جب پورا مکہ میرا مخالف تھا خدیجہؓ نے مجھے اس وقت حوصلہ دیا جب سب لوگ میرا حوصلہ پست کررہے تھے اپنی اس ماں کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا بعد ازاں اپنے آقا ﷺ کے انیس و دمساز مشکلات کے دور کے رفیق بچپن کے سرپرست حضرت ابوطالب و حضرت عبدالمطلب کے مزارات پر حاضری دی تو آنکھوں کے سامنے وہ منظر آ گیا جب کفار مکہ نے میرے کریم آقا ﷺ کو دعوت حق سے روکنے کیلئے پیش کش کی کہ اگر مکہ کی سرداری چاہیے تو متفقہ طور پر ہم انھیں سردار بنا لیتے ہیں اگر شادی کرنا چاہیں تو مکہ کی

حسین و جمیل لڑکی سے ان کا عقد کروا دیا جائے مگر یہ ہمارے معبودوں کو جھوٹا نہ کہیں جب یہ بات ابو طالب آ کر میرے کریم آقا ﷺ سے کرتے ہیں تو میرے کریم آقا ﷺ فرماتے ہیں "اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دیں تو میں اپنے مشن (دعوت الی اللہ) سے نہیں رکوں گا۔"

آپ کا یہ استقلال دیکھ کر ابو طالب بھی جوش میں آ گئے اور فرمایا۔ جاؤ اپنا مشن سرانجام دو۔ میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

اس مددگارِ پیغمبر آخر الزمان کی خدمت میں اپنا سلام پیش کیا۔ ساتھ موجود عبدالمطلب کے مزار پر بھی سلام پیش کیا کہ یہ بھی میرے کریم آقا ﷺ کے دادا ہیں۔

جنت المعلیٰ میں آرام فرما حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن زبیر جو ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین میں پیدا ہونے والے پہلے بچے تھے جن کی پیدائش پر صحابہ میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی اُن کی خدمت اقدس میں ہدیہ سلام پیش کیا۔ بعد ازاں وہاں آرام فرما صحابہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بارگاہ ناز میں سلام نیاز پیش کیا۔

مرشد و مربی کی والدہ ماجدہ کیلئے عمرہ کا ہدیہ

14 نومبر 2009ء بروز ہفتہ کو میرا ارادہ اپنے مرشد مربی کی والدہ ماجدہ، مخدومہٗ جماعت طاہریہ اہلیہ حضور شمس العارفین حضرت الحاج اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں قدس سرہ بانی درگاہ اللہ آباد شریف کیلئے عمرہ کی ادائیگی کا تھا اور اہلیہ نے بتایا کہ آج میرا ارادہ مرشد مربی کی ہمشیرہ ام جمیل (جو حضرت صاحبزادہ حافظ القاری مولانا محمد جمیل عباسی نقشبندی مدظلہ کی والدہ ماجدہ ہیں) کیلئے عمرہ کا ہے۔

ہم نے نماز فجر حرم پاک میں ادا کی بعد ازاں باب الفہد کے باہر بس کے ذریعے مسجد عائشہؓ پہنچے پیارے آقا سرور کائنات جب ایک مرتبہ عمرہ کیلئے آئے تو اس وقت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے "خصوصی ایام" سے گزر رہی تھیں آپ یہاں ٹھہر گئیں جب فارغ ہو کر غسل کیا تو

پیارے آقا ﷺ نے حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش پر اماں جان کے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عمرہ کرنے کیلئے بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس جگہ سے احرام باندھا تھا یہاں ایک بہت خوبصورت مسجد ہے چونکہ حجاج کرام یہاں سے احرام باندھتے ہیں اس لئے یہاں کافی سارے غسل خانے موجود ہیں۔ مسجد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے یہ جگہ حرم پاک سے 8 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حرم مقدس کے باب الفہد کے باہر بسوں کا اڈا ہے جہاں سے بسیں عام مل جاتی ہیں لوگ اسے چھوٹا عمرہ کہتے ہیں بڑا عمرہ مسجد جعرانہ سے احرام باندھ کر کرتے ہیں۔ جب ہم لوگ احرام باندھ کر بس اڈے کی طرف بڑھے تو ایک مولانا تقریر فرما رہے تھے کہ عمرہ یا طواف کا ثواب کسی زندہ یا مردہ کو ہدیہ نہیں کیا جا سکتا دل میں ایک خلش سی پیدا ہوئی ارادہ کیا کہ احرام کھول کر موبائل میں بیلنس لوڈ کر کے استاذ العلماء حضرت علامہ حبیب الرحمٰن گبول مدظلہ سے دریافت کریں گے کہ یہ بات احناف کے ہاں کیسے ہے۔

سبحان اللہ! نماز عصر کے بعد قبلہ استاذ محترم کا فون آ گیا۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ مجھے جب بھی رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اسی دن قبلہ استاذ محترم نے فون کر لیا۔ آپ مجھ ناچیز پر انتہائی شفقت فرماتے ہیں۔ اس مقدس سفر میں قدم قدم پر آپ کی محبت و شفقت میرے شامل حال رہی اب بھی میں نے اُن سے پوچھا تو فرمایا کہ احناف کے نزدیک کر سکتے ہیں۔

18 نومبر 2009ء بروز بدھ آج بعد نماز فجر جبل کعبہ کے قریب اس میدان کو دیکھا۔ جہاں زمانہ جہالت میں قریش مکہ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے اس لق و دق پتھریلے میدان کو دیکھ کر اپنے پیارے کریم آقا کی رحمتہ اللعالمین والی شان یاد آ گئی۔ کہ آپ بنی نوع انسان کیلئے نہیں بلکہ حجر و شجر اور ہر جاندار کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے تھے۔ اس میدان کو دیکھا تو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جیسے خوبرو صحابی یاد آئے جن کی صورت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پیارے کریم آقا ﷺ کے حضور وحی خداوندی لے کر آیا کرتے تھے۔ آپؓ تقریباً ستر قبائل کے سردار تھے میرے کریم آقا ﷺ کے قلب اطہر میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر دحیہ کلبیؓ اسلام قبول کر لیں تو ان کے زیر اثر قبائل میں بھی اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ محبوب ﷺ کے دل کی تمنا تھی کہ خدا

کون ومکان نے حضرت دحیہ کلبی کے دل کو پھیر دیا آپ حاضر خدمت ہوئے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا دائرۂ اسلام میں داخل ہوجانے کے بعد میرے سابقہ گناہ معاف ہوجائیں گے تو میرے کریم آقا ﷺ نے فرمایا۔ بالکل۔

یہ سن کر حضرت دحیہ کلبیؓ عرض کرنے لگے کہ میرے گناہ بہت ہولناک ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں نے اپنی کئی بچیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیا ہے۔ یہ سن کر رحمتہ اللعالمین ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔

میرے آقا کریم کا فرمانِ ذیشان ہے کہ جس کی چار بچیاں ہوں وہ خوش اسلوبی سے ان کی پرورش کرے تو ایسا شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ پھر تین بچیوں کیلئے بھی ایسے ہی فرمایا۔ پھر دو کیلئے حتیٰ کہ یہاں تک کہ جس کے ہاں ایک بیٹی بھی ہو اور وہ اسے احسن طریقے سے پرورش کرے تو اسے بھی جنت میں اپنی ہمسائیگی کا شرف عطا فرمایا۔ آج اغیار جو حقوق نسواں کے نام پر مادر پدر آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں ذرا سوچیں کہ اسلام سے پہلے عورت کا کیا مقام تھا

پیدائش کے بعد زندہ درگور کردی جاتی۔۔۔۔۔۔ مخصوص ایام میں ایک اچھوت کا سلوک کیا جاتا تھا

بیوہ کی زندگی ایک کانٹوں بھری سیج تھی۔ شوہر کے مرنے کے بعد ملکیت میں سوتیلے بیٹوں کو دی جاتی

مگر میرے آقا نے اسے وہ عظمت عطا کی کہ جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ جب پیدا ہوئی تو بیٹی کا ایک مقدس رشتہ ملا۔ ایک بھائی کیلئے بہن بن کر محترم ٹھہری تو شادی کے بعد شوہر کی عزت بنی۔

پاکباز بیویوں کو شوہروں کا لباس کہا گیا جب ماں بنی تو اس کی عظمت کو فرشتوں نے بھی تسلیم کیا۔

میرے کریم آقا نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے جتنی خدمت کرو گے اتنا ہی رضائے الٰہی کے حقدار ٹھہرو گے۔

اس میدان کو دیکھ عجیب طرح کی یادوں کی ایک یلغار تھی کہ جو دل ودماغ کو اپنے سحر میں لے رہی تھی۔ یہ ناچیز آج مورخہ 21 نومبر 2009 بروز ہفتہ بعد نماز ظہر مکہ پاک کی گلیوں بازروں کی طرف نکل گیا۔

ڈھونڈنے والے کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

مکہ کی گلیاں۔۔۔یقین کی کلیاں

کاش مکۃ المکرمہ چودہ سو سال پہلے کی طرح بے آب وگیاہ پہاڑوں کی ترائیوں میں آباد رہتا۔ تاکہ وہ نشان تلاش کرنے میں وقت نہ ہوتی جو کبھی اس سرزمین پر میرے کریم آقا ﷺ نے قائم کیے تھے وہ بازار وہ گلیاں جوں کی توں رہنے دی جاتیں جہاں محبوب رب العالمین ﷺ کے مبارک قدم لگے تھے اُن دور دیوار کو سلامت رہنے دیا جاتا جنھوں نے میرے کریم آقا ﷺ کو دیکھا تھا۔ وہ سب مرورِ زمانہ کے ہاتھوں مٹ چکا۔ آج کا مکہ پاک اس سے بالکل مختلف ہے جو آج سے پہلے تھا۔

ماضی سر پیٹ رہا ہے کہ سب کچھ مٹا دیا گیا جہاں انسانیت کی فلاح کے آثار تھے۔ مورخین کیلئے انتہائی قیمتی موتی تھے وہاں آج شاہوں کے محلات کے علاوہ بلند و بالا عمارتیں ہیں جنھیں ہم اور مکہ پاک کے پہاڑ اجنبی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

جہاں عمر۔۔۔فاروق اعظمؓ بنتے ہیں

باب السلام سے نکل کر جب میں باہر تک آیا تو پتہ چلا کہ یہ دارارقم کی جگہ ہے یہاں کبھی دارارقم ہوا کرتا تھا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حالت کفر میں ننگی تلوار لے کر پیارے آقا ﷺ کو شہید کرنے کے ارادہ سے آئے۔

جیسے ہمارے دیہات میں چوپال (تکیے) بنے ہوتے ہیں۔ بیکار یا فراغت کے وقت لوگ یہاں بیٹھ کر حقہ تمبا کو پیتے یا گپ شپ کرتے ہیں اسی طرح مکہ پاک کے رئیس ارقم کا یہ ادارہ بھی دارارقم کہلاتا تھا، مشرکین یہاں بیٹھا کرتے تھے۔ جب ارقم کے بیٹے زیدؓ نے اسلام قبول کیا اور شمع رسالت کے پروانوں میں شامل ہوئے تو انہوں نے یہ جگہ سرکار دو عالم ﷺ کی نذر کی کہ یہاں تشریف فرما ہو کر تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیں پھر میرے کریم آقا ﷺ نے تبلیغ دین کیلئے اس جگہ کو مرکز بنایا۔

واقعہ کے روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابوجہل کے اکسانے پر شمشیر برہنہ لئے معاذ اللہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کے لئے آئے۔ اس وقت پیارے آقا ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی

سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کے پاس موجود تھے۔

حضرت حمزہؓ کو جب پتہ چلا کہ عمر ابن الخطاب شمشیر برہنہ لئے آرہے ہیں تو فرمایا آنے دو اگر نیک ارادے سے ہیں تو ٹھیک ورنہ عمر کی تلوار سے عمر کی گردن اتار دی جائے گی مگر شہید کرنے کی بجائے خود حضرت عمر پیارے آقا ﷺ کی نگاہِ کرم کی برکت سے ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے اور جنت کے حق دار ہو گئے۔

جب یہ ناچیز جبل کعبہ قریب سے گزر کر محلہ اجیاد کی جانب بڑھا تو بڑی بڑی مشینیں چل رہی تھیں پہاڑ ٹوٹ رہا تھا غالباً کوئی نئی بلڈنگ بن رہی تھی۔

خیال آیا کہ اِن پتھروں نے تو آپ ﷺ کو دیکھا ہوگا۔ کاش ان کی زبان ہوتی تو ان سے پوچھتے کہ تم تو بتاؤ میرے آقا ﷺ کو جی بھر کر ستایا گیا۔ آپ پر کبھی پتھر برسائے گئے تو کبھی گندگی کے انبار گرائے گئے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے ہر شے دھندلا گئی زباں پر یہ اشعار بڑی شدت سے آئے کہ

زمیں بھی ہے خاموش ، چپ ہیں فضائیں
ہیں خاموش سارے عرب کی ہوائیں
کہ مایوس آئی ہیں میری نگاہیں
نہیں مل رہی مجھ کو وہ شاہراہیں
اے بطحا کی گلیو ! تمہی کچھ بتاؤ
اے اونچے پہاڑو! تمہی کچھ سناؤ
کہ ملت کو فاران سے جب پکارا
ابو جہل نے اُن ؐ کو کس طرح مارا
کہ روندھا زمیں پر فلک کا ستارا
سہارے کو کیونکر کیا بے سہارا

اے بطحا کی گلیو ! تمہی کچھ بتاؤ
اے اونچے پہاڑو! تمہی کچھ سناؤ
سنا مصطفےٰ ﷺ پر بہت ستم ڈھائے
سنا ان کی راہوں میں کانٹے بچھائے
سنا اونٹ کے اوجھ ان پر گرائے
سنا کفر نے ان پہ جادو جگائے
اے بطحا کی گلیو ! تمہی کچھ بتاؤ
اے اونچے پہاڑو! تمہی کچھ سناؤ
جو فطرت کے سانچے میں ڈھالے گئے تھے
سنا ہے وہ گھر سے نکالے گئے تھے
سنا ہے وہ زنداں میں ڈالے گئے تھے
وہ تلواروں پر بھی اچھالے گئے تھے
اے بطحا کی گلیو ! تمہی کچھ بتاؤ
اے اونچے پہاڑو! تمہی کچھ سناؤ
یہ کیوں آگ پر اُن کے ساتھی لٹائے
وہ صدیق اکبرؓ پہ کیوں ظلم ڈھائے
وہ کیوں قتل کرنے کو فاروق آئے
وہ کیا بات تھی پھر وہ ایمان لائے
اے بطحا کی گلیو ! تمہی کچھ بتاؤ
اے اونچے پہاڑو! تمہی کچھ سناؤ
سنا ہے محمد ﷺ تھے قرآن پڑھتے
مگر ان پر کافر تھے پتھراؤ کرتے

کبھی گندگی ان کے دامن میں بھرتے
ولیکن محمد ﷺ دعائیں تھے کرتے

اے بطحا کی گلیو ! تمہی کچھ بتاؤ
اے اونچے پہاڑو! تمہی کچھ سناؤ

یہ گلیاں بھی چپ ہیں یہ کوہ گراں بھی
کہ ڈھونڈے سے ملتی نہیں داستاں بھی
کہ ہیں مصلحت میں زمیں آسماں بھی
ہے خاموش کیونکر قلم کی زباں بھی

کوئی تو بتاؤ ، کوئی تو سناؤ
مجھے میرے نقش کہن تو دکھاؤ

کہاں تھا خاتم الانبیاءؑ کا گھرانہ
کہاں پہ تھا شیرخداؓ کا ٹھکانہ
ہوئے کن جگہوں پر یہ غم کا نشانہ
تھا کس شاخ پر ظلم کا آشیانہ

کوئی ام ہانیؓ کا گھر تو بتاؤ
کوئی دار ارقم کا قصہ سناؤ

سوالوں پہ میرے زمیں مسکرائی
پہاڑوں نے چہروں سے چادر ہٹائی
ہوا ایسی سمٹی فضابن کے آئی
فضا پر عجب کیف ومستی سی چھائی

یہ سب مجھ سے یوں گفتگو کر رہے تھے
کہ جیسے ستارے وضو کر رہے تھے

تو شاعر ہے تیرا جہاں دوسرا ہے
زمیں دوسری آسماں دوسرا ہے
تیری گفتگو کا مکاں دوسرا ہے
یہاں تیرا طرز بیاں دوسرا ہے
طبیعت تیری آگ برسا رہی ہے
تیری شوخیوں پہ ہنسی آرہی ہے
یہ مطلوب مطلب سبھی کچھ یہیں ہے
مگر یہ متاع آج زیر زمیں ہے
بتائیں تمہیں یہ اجازت نہیں ہے
جو ساغر کہیں ہے تو مینا کہیں ہے
ہمارے لئے ایک مشکل بنی ہے
ہماری زبانوں پر قدغن لگی ہے
ہماری جو مانو تو بھی نہ بولو
جو شاہوں نے دی وہ گرہ تم نہ کھولو
تم اس خاک سے اب وہ موتی نہ رولو
اگر رونا آئے تو آہستہ سے رولو
وگرنہ یہ رونا قیامت بنے گا
یہی فتنہ اک دن قیامت بنے گا

یہ سارا منظر نظروں سے اوجھل ہوا تو سامنے وہی مشینیں چل رہی ہیں۔ پہاڑ کے ٹکڑے ہو رہے ہیں بڑے بڑے پتھر اپنی جگہ سے سرک رہے ہیں۔

پھر محسوس ہوا کہ وہ دلربا و خوش کن منظر تو صرف میرے تخیل کا کرشمہ ہے۔ یہ میرا تصور ہی تو تھا جو مجھے یہ ترکیب بتا رہا تھا ورنہ میں کیا میری اوقات کیا میرے دل سے دعا نکلی کہ

اے مالک ارض وسما! اے خلق کے روزی رساں!

اے خالق دو جہاں! اے بے کسوں کے فریادرساں!

اے دلوں میں چھپے ارادوں کو جاننے والے اے میرے کریم آقا کے رب! اے مقلب القلوب! اے مسبب الاسباب! ہمارے دلوں کو پھیر دے اپنی محبت کی جانب، ہمارے دلوں کا رُخ اپنے اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت سے سرشار کردے ایسے سبب پیدا فرما کہ بار بار تیرے اس عظمت والے گھر کی حاضری نصیب ہو بلکہ

میری آنے والی سب نسلیں

تیرے گھر آئیں تیرا در دیکھیں

اسباب ہوں اُن کو ایسے بہم

اللہ کرم ، اللہ کرم

ہمیں اپنے انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلا، ہر اس راستے سے ہمارے قدموں کو روک دے جن کی منزل تیرے محبوب کی سمت نہ جائے۔ اپنے پیارے محبوب شاہ مدینہ، سرور قلب وسینہ ماحی بغض وکینہ سرور عالم ﷺ کے نقشِ پا کو ہماری منزل بنادے

شائد اسی کا نام ہے تو ہین جستجو

منزل کی ہو تلاش تیرے نقش پا کے بعد

جیسے جیسے حج کے دن قریب آتے گئے دل کی بے چینی بڑھتی گئی۔ کبھی عرفات کا ذکر تو کبھی منیٰ کی باتیں کبھی مزدلفہ کا تذکرہ تو کبھی قربانی وجمرات پر تبصرے کہ حج ایک ایسی عبادت جس کے مناسک میں عشق ومحبت کا بحر بے کراں موجزن ہے۔

حج کے جس رکن کو بھی دیکھو آپ کو محبت ہی محبت نظر آئے گی رمی جمرات (شیطانوں کو کنکر مارنا) کو دیکھیں تو وہاں صرف پتھر کے دیوار نما ستون ہیں مگر اُن کو پتھر مارنا بظاہر عجیب نظر آتا ہے مگر حقیقت میں اتباع ہے جد الانبیاء حضرت ابراہیم کی جنھوں نے ان مقامات پر شیطان لعین کو پتھر مارے سعی (صفا مروہ کے درمیان دوڑنا) نقل ہے اماں حاجرہ سلام اللہ علیہا کی ممتا کی بے قراری کی کہ ماں

کی ممتا کے مقدس جذبے کے تحت اماں حاجرہ سلام اللہ علیہا کی اس دوڑ دھوپ کو خالق کائنات نے اس قدر پسند فرمایا کہ قیامت تک کیلئے حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے یہ لازم کردیا کہ اس جگہ اُسی طرح چلو جس طرح ایک ماں اپنے بچے کو پیاس سے بلکتا دیکھ کر پانی کی تلاش میں بھاگی تھی۔ اگر ایسا نہ کیا تو نہ تمہارا عمرہ مکمل ہوگا اور نہ ہی حج جیسی اہم عبادت جو پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے خالق رنگ وبو نے یہاں بس نہیں کیا بلکہ ان پہاڑوں (صفا، مروہ) کو اپنی نشانیاں قرار دیا جیسا کہ کتاب انقلاب قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں (البقرہ)

اب صبح شام بس یہی دعا لبوں پر تھی

یا اللہ! یہ تیرے مجھ سیہ کار پر بے پایاں احسانات ہیں۔ بے شک میں اس قابل نہیں میں اس کرم کے کہاں تھا قابل تو لاشریک ہے تو بے نیاز ہے ہر تعریف تیرے لئے ہے میں خطاوار و سیہ کار تیرے فضل وکرم اپنے کریم آقا ﷺ کے نعلین پاک کے تقدس کے طفیل آج تیرے عظمت والے گھر میں حاضر ہوں اب حج کی آمد آمد ہے مجھے توفیق عطا فرما کہ تیرے محبوبؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق حج کرسکوں

خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

22 نومبر 2009ء بروز اتوار آج نوٹس بورڈ پر یہ نوٹس چسپاں کردیا گیا کہ آج رات منیٰ میں خیمہ نمبر کے کارڈ ملیں گے لہذا تمام حجاج کرام بعد نماز عشاء اپنے اپنے کمروں میں رہیں۔ نماز فجر بلڈنگ میں با جماعت ادا کی پھر پیدل ہی حرم مقدس روانہ ہوئے کیونکہ رش کی وجہ سے سعودی گورنمنٹ کی بس سروس 15 ذوالحجہ تک بند کردی ہے ابھی راستے میں تھے کہ ایک دوست کا فون آگیا کہ ان کی اہلیہ کی طبیعت خراب ہے اُسے ہسپتال لے کر جا رہے ہیں اس لئے آپ اپنی اہلیہ کے ہمراہ جلدی پاکستان میڈیکل مشن کے ہسپتال جو جیاد چوک میں واقع ہے پہنچیں۔ وہاں گئے تو پاکستانیوں کی وہی روایتی کاہلی کہ کبھی پرچی کیلئے جاؤ تو کبھی مستند ڈاکٹر نایاب خدا خدا کر کے

ڈاکٹر صاحب ملے تو انھوں نے ولایہ ہسپتال بھیج دیا جو حکومت سعودیہ کا عورتوں کے جملہ امراض کیلئے ایک جدید ہسپتال ہے یہ ناچیز ساتھ تھا جب وہاں پہنچے انھوں نے ہم سے گلے والا کارڈ طلب کیا۔ کمپیوٹر پر اسی وقت مریضہ کے کوائف آ گئے۔فوراً ایک اردو جاننے والی ڈاکٹر آئی۔علاج شروع ہو گیا الحمدللہ! ہسپتال مکمل باپردہ تھا مرد حضرات کیلئے الگ پورشن (انتظامی بلاک اور انتظار گاہ) تمام ڈاکٹر اور نرسیں باپردہ تھیں۔محسوس ہوتا تھا کہ کسی اسلامی ملک میں موجود ہیں۔

تھوڑی دیر بعد انھوں نے مریضہ کو چھٹی دے دی پھر ہم بذریعہ ٹیکسی واپس رہائش گاہ پر آئے شام کو معلم کے نمائندے خیموں کے کارڈ لے کر آ گئے اس ناچیز کے گروپ کو خیمہ نمبر 24 کے کارڈ ملے۔ اگلا دن بے قراری سے گزرا۔یہی انتظار تھا کہ اب بلاوا آیا ابھی پیغام ملا کہ تیاری کر لیں۔سارا دن حرم پاک میں رہے۔منیٰ میں کھانے پینے کیلئے خریداری کی۔کہ سنا تھا کہ وہاں ہوٹل وغیرہ نہیں ہیں کھانے کیلئے چنے یا بسکٹ وغیرہ ادھر سے خرید لئے جائیں دن تمام ہوا رات سر پہ آئی کبھی اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتے تو کبھی خیال آتا کہ یہ چالیس لاکھ آدمی میدان عرفات میں کیسے سمائیں گے۔کہ ایک میدان اور اتنے لوگ پھر خیال آتا کہ یہ خالق لم یزل کی قدرت کاملہ ہے کہ وہ چاہے تو کوزے میں سمندر بند کر دے یہ چالیس لاکھ آدمی کیا چیز ہیں خالقِ بحر و بر کے آگے۔

فریضہ حج کیلئے روانگی

24 نومبر 2009ء بروز منگل کا روز سعید آ پہنچا۔آج منیٰ کیلئے روانگی ہے،نماز فجر حرم پاک میں ادا کی بعد ازاں طواف کیا کہ یہ گھڑیاں شائد پھر مقدر میں ہیں یا۔۔۔۔معلم کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے کہ آج بعد نماز عشاء کسی وقت بسیں بلڈنگ پر پہنچ جائیں گی تمام حجاج کرام اپنے ضروری سامان کے ساتھ روانگی کیلئے تیار رہیں انتظار کی گھڑیاں طویل ہوتی جا رہی ہیں عشاء تو ایک طرف آج تو مغرب بھی نہیں ہو رہی لگتا ہے کہ آج کا دن لمبا ہو گیا ہے

وعدہ کیا تھا یار نے آوں گا دن ڈھلے
سورج خدا کے واسطے ہو جا تلے تلے

سنا تھا کہ الانتظار اشد من الموت انتظار موت سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔آج اس کا عملی مظاہرہ

دیکھنے کوملا نماز مغرب کے بعد غسل کر کے احرام باندھا کہ یہ میرے آقا کی سنت ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرلیا جائے۔ ہوا چلی پتہ کھڑ کا دل دھڑ کا والی بات تھی کہ باہر کسی گاڑی کا ہارن بجا تو بھاگ کر کھڑکی کے پاس آگئے کہ منیٰ جانے والی گاڑی ہے اسی کیفیت میں آدھی رات گزر گئی۔ کہ دروازے پر نظریں کہ ابھی معلم کے کارندے آئیں گے اور منیٰ روانگی کا مژدہ جاں فزا سنائیں گے۔ کان باہر گاڑیوں کے ہارن سن رہے ہیں کہ شائد ہماری مطلوبہ گاڑی ہی ہے علیٰ الصبح 3 بجے بوقت تہجد گاڑیاں آگئیں چہروں پر رت جگے کے باوجود ایک تازگی نظر آنے لگی۔ مگر ہم نے اپنی روائتی دھکم پیل کا مظاہرہ کیا۔ ایک بزرگ نے مشورہ دیا کہ اللہ کے بندو معلم نے سب کو لے کر جانا ہے ۔خیمہ نمبر تم کو مل چکے ہیں۔ تمہاری جگہ پر کوئی قبضہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے آرام سکون سے گاڑی میں سوار ہوں۔ کچھ لوگوں نے اس بات پر عمل کیا نوجوان ساتھیوں کو سمجھایا وہ بھی مان گئے تو پھر گاڑیاں آرام سکون سے روانہ ہوئیں۔ صبح نماز فجر 25 نومبر بروز بدھ منیٰ پہنچ کر خیمے میں ادا کی۔ بس میں ایک ہی صدا گونج رہی تھی۔ لبیک اللھم لبیک

خیمہ نمبر 24 مکتب نمبر 55 خیمہ کے سامنے وزارت صحت سعودیہ کی ڈسپنسری نمبر 10 تھی۔ ایک خیمہ چار حصوں پر مشتمل تھا ایک حصے میں (سولہ 16) افراد کے بستر لگے تھے اس طرح پورا خیمہ 64 حجاج کرام کیلئے تھا۔ نماز فجر سے فارغ ہو کر خدائے لم یزل خالق کل، معبود برحق کے حضور عاجزانہ دعا کی کہ میرے مالک! آج گندی نالی کی اینٹ پائے عرش کو چھو رہی ہے۔ تیری مخلوق میں سب سے ناکارہ، سیہ کار آج اس مقدس میدان میں حاضر ہے جہاں تیرے خلیل (ابراھیم علیہ السلام) نے صرف اور صرف تیری رضا کی خاطر اپنے عزیز ترین بیٹے اسماعیل (علیہ السلام) کو قربان کر دینے کی ٹھانی تھی۔

اے دلوں میں چھپے ارادوں سے باخبر! اے سمیع وعلیم! اس ناکارہ کو بھی اپنی رضا میں راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ میرا دل ناتواں بھی تیرے قبضہ قدرت میں ہے اسے اپنے ذکر سے توانا کردے اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی اتباع سے، اپنے محبوب بندوں کی محبت سے لبریز کردے۔ آمین ثم آمین

نماز فجر کے بعد خیمے سے نکلے تو سبحان اللہ بڑا ہی عجیب و دل خوش کن منظر تھا۔

آفتاب پہاڑوں کی اوٹ سے سر اٹھا رہا تھا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ آسمان سے ایک سنہری تھال آہستہ آہستہ اُبھر رہا ہے۔ نیچے میدان میں ہر طرف احرام میں ملبوس حجاج کرام یوں پھر رہے تھے جیسے بادل تیر رہے ہوں۔ ہمارے خیمے کے اوپر ایک بہت بڑا غبارہ ہوا میں تیر رہا تھا۔ جس کے اوپر کافی جلی حروف میں 55 لکھا تھا یعنی مکتب نمبر 55۔ تا کہ اگر کوئی راستہ بھول بھی جائے تو فضا میں گھومتے غبارے کو دیکھ کر اپنے مکتب میں پہنچ جائے۔ ماشاء اللہ بہت اچھا انتظام تھا۔ سامنے والی پہاڑی کی سمت دیکھا تو ایک عجب منظر نظر آیا کہ پوری پہاڑی پر سفید سفید پودے سے محسوس ہوئے، جب غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ اللہ کے پسندیدہ لباس (احرام) میں ملبوس حجاج کرام پہاڑی پر موجود ہیں معلم کا دفتر بھی ہمارے خیمہ کے ساتھ ہی تھا اس کے ایک کارندے سے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ اوپر پہاڑ کی چوٹی پر جو چار دیواری نظر آرہی ہے وہ قربان گاہ ہے حجاج اس کی زیارت کیلئے اوپر گئے ہیں۔ یہ سن کر کہ اس مقدس جگہ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ دل کی ایک عجب کیفیت ہوگئی۔

وہ سماں بھی کیسا سماں ہوگا جب خلیل اللہ (علیہ السلام) اپنے ننھے صاحبزادے کو ہمراہ لئے یہاں آئے ہوں گے۔ دل میں صرف اور صرف رضائے الٰہی پر جان و مال کی قربانی کا جذبہ بیٹے کی انگلی تھامے اس جگہ تشریف فرما ہوئے اور سعادت مند بیٹے سے کہا کہ بیٹا میں خدائے بزرگ و برتر، معبود برحق، مالک یوم الدین کے حکم پر تجھے اس کی راہ میں قربان کرنے والا ہوں تو سعادت مند بیٹے نے جواب دیا کہ "ابا جان آپ حکم خداوندی پر عمل کیجئے انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قلندر لاہوری (علامہ اقبالؒ) نے فرمایا

یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

ساری رات کا رتجگا تھا۔ اس لئے خیمے میں آکر سوچا کہ تھوڑی دیر کیلئے کمر سیدھی کر لیں مگر...... نیند آنکھوں میں ایسے اتری کہ ہوش و خرد سے بیگانہ کر دیا۔

نمازِ ظہر کے وقت آنکھ کھلی وہ بھی ایسے کہ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ خیمے کے اندر ائیر کولر چل رہا تھا جس وجہ سے کافی سردی محسوس ہو رہی تھی۔ باہر راستوں پر پانی ایسے چل رہا تھا جیسے کوئی دریا اپنی پوری طغیانی سے بہہ رہا ہو۔ ف

تقریباً تین گھنٹے بارش برسی اور خوب جم کے برسی اس کے بعد جب ہوا چلی تو کافی سردی تھی کئی بزرگ پاکستانی حجاج پہلے بارش میں نہاتے رہے جس سے احرام گیلے ہو گئے بارش کے بعد جب ہوا چلی تو اکثر احباب سردی لگ جانے سے بیمار ہو گئے۔ جنھیں سعودی حکومت کی قائم ڈسپنسری سے فوری علاج معالجہ کی سہولت میسر ہو گئی۔

منیٰ میں سارا دن دعا و استغفار میں گزرا۔ سعودی حکومت کا انتظام نہایت اچھا تھا۔ بیماروں کیلئے جگہ جگہ ڈسپنسریاں، ہسپتال، ہر مکتب کے ساتھ وضو خانے غسل خانے جگہ جگہ پینے کے پانی کے نل جہاں سے ٹھنڈا پانی وافر مل رہا تھا۔ ہوٹل، چائے والے بھی کافی تھے۔ جہاں بہت مناسب قیمت پر پاکستانی کھانے مل رہے تھے۔ جب ذرا آگے بڑھے تو ملائشیا، افریقہ وغیرہ کے حجاج کے خیمے تھے اُن کے قریب اُن کے ممالک کے ہوٹل موجود تھے۔ سڑکوں پر جا بجا بڑے بڑے کنٹینر کھڑے تھے۔ جہاں سے حجاج کرام کی جوس، بسکٹ، زم زم وغیرہ سے تواضع کی جارہی تھی۔ سامان بہت زیادہ ہے مگر حجاج کرام بدنظمی سے دھکم پیل سے چھینا جھپٹی کر رہے ہیں تقسیم کرنے والے احباب بھی دل کھول کر تقسیم کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے کارٹن جن میں درجنوں کے حساب سے لنچ بکس ہیں ایک ایک حاجی کو پکڑا رہے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمارے سعودی بھائیوں کو جزائے خیر دے کہ وہ حجاج کی خدمت اور زیادہ جوش جذبے سے کرتے رہیں اور حجاج کرام کو بھی توفیق دے کہ وہ نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرب بھائیوں کی سخاوت سے مستفید ہوں۔" کیونکہ بے اکرامی اور وہ بھی اس مقدس سرزمین پر خود ایک بہت گناہ ہے یہ چیز ایک نظم و ضبط سے حاصل کریں نہ کہ ایک دوسرے کو پچھاڑ کر دھکم پیل سے جہاں صحت مند حجاج نے کافی سامان اکٹھا کیا وہاں بوڑھے اور کمزور اس سے محروم رہ گئے۔ تمام نمازیں وہیں خیمہ کے باہر باجماعت ادا کیں عشاء کے بعد جب بستر پر آئے تو پھر دل کو سوچوں، اندیشوں

نے گھیر لیا کہ صبح یوم عرفہ (وقوف عرفات) ہے مالک بحر و بر کا فرمان عالی شان ہے کہ آج جو عرفات میں آ گیا پھر اس نے یہ گمان کیا کہ شائد خالق کائنات نے مجھے معاف نہیں کیا تو یہ گمان بھی گناہ ہے۔ سیہ کار و نا کارہ، گناہوں میں لتھڑا ہوا، بحر عصیاں میں غرق کہاں اور کہاں میدان عرفات جہاں لاکھوں کی تعداد میں اللہ کے برگزیدہ، پسندیدہ بندے غوث، قطب، ابدال، اولیاء اللہ ہوں گے کیا اس میدان میں جگہ مل پائے گی۔ مگر پھر خیال آتا کہ

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے

تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

اسی ملی جلی کیفیت میں رات گزری صبح 3 بجے معلم کی گاڑیاں عرفات لے جانے کیلئے آ گئیں۔ کہ بوڑھے، کمزور اور بیمار عرفات پہنچ سکیں۔ ہمارے خیمے میں ایک دوست کی اہلیہ بیمار تھیں انھیں بس پر روانہ کر دیا۔ تا کہ بسہولت عرفات پہنچ سکیں۔

آج 26 نومبر 2009ء بروز جمعرات 9 ذوالحج کا دن وہ روز سعید ہے بنی نوع انسان کیلئے آج کا دن اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک عظیم رکن کی ادائیگی کا دن ہے۔

آج کا دن ان خوش بخت لوگوں کیلئے جو پیدل، گاڑیوں، بحری جہازوں ہوائی جہازوں اور دوسرے ذرائع سے ہزاروں کلومیٹر سفر کر کے میدان عرفات میں پہنچ کر اپنے خالق و مالک سے اپنے گناہوں کی معافی اور اس کی رحمت کے طلبگار ہوں گے۔

آج کے دن یہاں پہنچنے والوں کے سابقہ نامہ اعمال پر لکیر پھیر دی جائے گی۔ معصیت کے محل ریت کے گھروندے کی طرح گرا دیئے جائیں گے۔

آج سے فطرت کی خواہش پر از سر نو زندگی کا آغاز ہوگا۔ ظرف آدمیت کو نئی جلا ملے گی۔ وہ شیشہ توڑ دیا جائے گا جس پر گناہوں کے داغ چمک رہے تھے۔

پروردگارِ عالم نے آج جن خوش قسمت لوگوں کو یہاں (میدان عرفات) پہنچنے کی استطاعت نصیب فرمائی۔ ان کیلئے آج کا دن گناہوں سے نجات کا دن مقرر کیا گیا۔

بذریعہ بس منیٰ سے عرفات پہنچے الحمد للہ! ہمارے معلم محترم سمیر محمد سعید محبوب کا انتظام نہائت اعلیٰ

تھا۔ میدان عرفات میں جہاں مکتب نمبر 55 کے خیمے لگے تھے وہاں بھی اوپر ہوا میں ایک جہازی سائز کا غبارہ تیر رہا تھا۔ جس پر 55 کے حروف بڑے دور سے اپنا پتہ بتا رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر اہلیہ سے مشورہ کیا کہ اگر خدائے بزرگ و برتر توفیق دے تو مسجد نمرہ یا جبل رحمۃ کی چٹانوں پر وقوف عرفہ کیا جائے۔ کیونکہ آقا کریم ﷺ نے جبل الرحمتہ کی چٹانوں پر وقوف کیا تھا اور مسجد نمرہ کی جگہ آپ ﷺ کا خیمہ نصب تھا۔ پیدل ہی آگے بڑھے راستے میں جگہ جگہ مخیّر احباب کی جانب سے کھانے پینے کی اشیاء تقسیم ہو رہی تھیں۔

الحمدللہ! ہمیں بڑے ہی آرام سے مسجد نمرہ میں جگہ نصیب ہوئی۔ مسجد میں داخل ہوئے تو سامنے ہی ایک قطار میں سبز لائیٹیں جل رہی تھیں ساتھ ہی عربی، انگلش، اردو، فارسی کئی زبانوں پر مشتمل بورڈ آویزاں تھے کہ یہ جگہ عرفات میں شامل نہیں ہے اس لئے یہاں وقوف مت کیجئے یہاں وقوف کرنے سے آپ کا حج نہیں ہوگا۔ ہم بھی اس بورڈ سے پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے نوافل ادا کئے۔ مسجد حجاج کرام سے بھرنی شروع ہوئی دس بجے تک وہاں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ہر طرف کیا شاہ کیا گدا سبھی ایک لباس (احرام) میں اپنے مالک و مولیٰ کے حضور آہ وزاری میں مصروف تھے۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

تا حد نظر ایک ہجوم ہے۔ لباس ایک، زبان پر اللہ رب العزت کے پسندیدہ کلمات لبیک اللھم لبیک کسی کی کسی کو خبر نہیں، ہر آدمی خوشی و مسرت سے لبریز اپنے گناہوں کی فلم دیکھتا اور اعتراف معصیت میں خدا کی رحمت کے بحر بیکراں میں غرق نظر آرہا ہے۔ جب اپنے لیے اہلیہ اور دیگر رفقاء سفر کیلئے جگہ بنا کر بیٹھ گیا تو ناگہاں پتہ نہیں کہاں سے یہ احساس پیدا ہوا۔

ارے ناداں تو اپنے خالق و مالک کو کس منہ سے پکارے گا کس طرح تیری زبان کھلے گی۔ تیرے پاس نہ علم ہے نہ عمل، نہ تجھے مانگنے کا سلیقہ آتا ہے

عمل کی میرے اساس کیا ہے، بجز ندامت کے پاس کیا ہے

مالک کون ومکاں کا اعلیٰ وارفع دربار ہے اس بلند و بالا مقام پر حاضری کے چند اصول ہیں، کچھ

ضابطے ہیں مگر تو ان سے بالکل نا آشنا ہے وہاں قیام ورکوع ،سجود کے انداز نرالے ہیں ، یہاں تو ولی غوث ،قطب حتیٰ کہ پیغمبروں کی مقدس جماعت بھی لرزاں وترساں نظر آتی ہے ان کی رسائی مشکل ہے اور تو ہے کہ گناہوں سے لتھڑے دامن اور معصیت سے بھری چادر اوڑھے چلا آیا ہے۔کہاں تو اور کہاں یہ مقام۔ممکن ہے کہ دل پردہ داری کرتا مگر افسوس کہ آنکھیں تھیں کہ رک نہ سکیں زندگی بھر کی بے بسی آنکھوں کے راستے بہہ نکلی۔آنسوؤں کا وہ طوفان آیا کہ اپنی رسوائی کا خوف ہونے لگا جلدی سے چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپالیا

ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

یہ ندی نالے کب تک بہتے رہے کچھ یاد نہیں بس سربسجود ہو کر رہے سہے آنسو بھی ختم کر دیئے۔ پتہ نہیں اپنے خالق و مالک کے حضور کیا عرض کیا بس یہ چند الفاظ یاد ہیں

میرے مالک !اے خالق کون ومکاں !اے غفور الرحیم !اے دلوں میں چھپے ارادوں سے باخبر! اے سمیع وعلیم !میں تہی دامن ہوں ، خالی ہاتھ ہوں ، میرے دامن میں گناہوں کے سوا کچھ نہیں۔ اے میرے خالق ومالک ! مجھے تو مانگنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا۔ہاں یہ اقرار میں بصدق ویقین کرتا ہوں کہ میرے نفع ونقصان کا تو ہی مالک ہے تو لاشریک ہے تو لم یلد ولم یولد ہے۔ پتہ نہیں یہ دعا تھی کہ اظہار ندامت۔

12 بجکر 9 منٹ پر امام حج نے السلام علیکم کہا اور خطبہ حج شروع ہوا جو ایک بجکر 5 منٹ تک جاری رہا پھر اذان کہی گئی بعد میں میرے کریم آقا کے طریقہ عالیہ کے مطابق آپ ﷺ کی اتباع میں جمع تقدیم کے طریقہ پر پہلے ظہر کی دو رکعت اس کے فوراً بعد دوسری اقامت کے ساتھ عصر کی دو رکعت امام صاحب کی اقتدا میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ نصیب ہوئی۔الحمد للہ علیٰ ذالک

اس وقت حاجیوں کے چہرے عجیب قسم کی خوشی ومسرت سے چمک رہے تھے۔اکثر کے چہرے خوشی کے آنسوؤں سے نہائے ہوئے تھے ،عرفات کا میدان مبارک سلامت کی صداؤں سے گونج رہا تھا۔عرب وعجم کے حجاج ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن پر خالق ومالک کا احسان ہوا اور انھیں آج کا بابرکت دن نصیب ہوا

اور انعام میں زندگی بھر کے تمام گناہ معاف کر دیئے۔

"آج تم پاک ہو جس طرح ماں کے پیٹ سے پاک آئے تھے"

بے شک انسان نے اپنے خالق و مالک سے عالم ارواح میں کچھ وعدے کئے تھے لیکن دنیا کی رنگینی میں ایسا کھویا کہ صراط مستقیم سے بھٹک کر وعدے فراموش کر بیٹھا۔ بلکہ لات وھبل کے مندر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنے سچے خالق و مالک کے خلاف علم بغاوت لہرانے لگا۔ لیکن فطرت دور کھڑی اس پر مسکراتی رہی زوال آدم خاکی جب اس طرح آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا تو ابلیس بے اختیار مسکرانے لگا مگر ایسا نہیں باغبان کو تو سبھی عزیز ہیں بہار ہو کہ خزاں۔ پھول اور کانٹے سبھی اس کی تخلیق ہیں بلاشبہ مالی اپنے چمن کو بادسموم سے محفوظ رکھتا ہے اس کے باوجود پھول اپنی پتیاں داغدار کر لیں تو قصور کس کا، یہی وہ وقت، یہی وہ لمحہ ہے کہ انسان احساس ندامت کے بوجھ تلے دب کر بے اختیار پکار اٹھتا ہے

خوار ہوں بد کار ہوں ڈوبا ہوا ذلت میں ہوں

کچھ بھی ہوں تیرے محبوب کی امت میں ہوں

اس اقرار کے بعد مالک روز جزاء خالق رنگ و بو انسان کو آخری لمحہ تک نیک اعمال کی تاکید کرتے ہوئے اُسے اپنے عظمت والے گھر آنے کی دعوت دیتے ہیں پھر جب گھر آئے مہمان رخصت ہوتے ہیں تو انھیں یہ مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے۔

"اے میرے بندے! میں نے تجھے ایک اور جنم دیا آب زم زم سے تیرے نفس امارہ کی آلائشیں دھو ڈالی ہیں اب تیرے دل کی کتاب پر صرف اور صرف میرا نام ہے۔ خبردار! دیکھنا کہیں اس عبادت کو، اس نام کو گندا نہ کر دینا"

ختم الرسل، مولائے کل، دانائے سبل، سید اولاد آدم، رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد گوہر بار ہے

"عرفات میں قیام کے بعد اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ وہ گناہ گار ہے تو اس سے بڑھ کر بد بخت کوئی نہیں"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"عرفات کے دن (9 ذوالحج) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رفعت وشان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرشتوں کے درمیان حج کرنے والوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے "میرے بندوں کو دیکھو! پریشان گرد آلود راستوں پر چلتے ہوئے مجھے پکارتے ہوئے میرے پاس آرہے ہیں میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کی مغفرت کردی"

ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

عرفات کے دن سے زیادہ اللہ رب العزت کسی دن بھی اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد نہیں فرماتا مشکوٰۃ شریف

تقریباً چار بجے کا وقت ہوگا کہ کھڑے ہو گئے کہ وقوف عرفہ کا احسن طریقہ یہی ہے کہ بندہ اپنے رب کے حضور کھڑا ہو، کچھ دوست کتابوں سے دیکھ کر دعائیں پڑھ رہے تھے۔تو ناچیز کو قبلہ سید اکبر علی شاہ بخاری مدظلہ کی نصیحت یاد آئی کہ

"بیٹا! دعا مانگنے اور پڑھنے میں فرق محسوس کرو خدائے لم یزل کو پڑھا کو نہیں بلکہ منگتے پسند ہیں"

شاہ صاحب کیا یاد آئے یادوں کا ایک سلسلہ چل نکل اپنی بے ثباتی یاد آئی تو کبھی اپنے دامن داغدار کا خیال آیا۔آنکھیں بھر آئیں۔زبان بے ساختہ پکار اٹھی

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

بوجھل دل اور ڈگمگاتے قدموں سے اپنے خالق و مالک کے حضور التجائیں کیں پھر ایک موقع ایسا بھی آیا کہ زبان بھی چپ ہوگئی۔ایسے وقت میں بے زبانی بھی زبان بن جاتی ہے پھر ایسا محسوس ہوا کہ دل میں ایک انجانی سی مسرت بھر گئی ہو زبان سے بے اختیار نکلا

اللھم صل علی سیدنا محمد وآل و اصحاب وسلم

کسی کے کرم نے بڑھ کر سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
کریم اپنے کرم کا صدقہ لیئم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

غروب آفتاب کا وقت جوں جوں قریب آیا ویسے ہی دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ مسجد نمرہ سے باہر نکلنا چاہا تو قدم من من کے ہوگئے پاؤں اٹھانا مشکل تھا بس گھسٹ رہے تھے دل رو رہا تھا کہ یہ میدان عرفات یہ قبولیت دعا کا مقام، یہ مغفرت کی جگہ، یہ نسل انسانی کے سب سے پہلے مرد و عورت (حضرت آدمؑ وحواؑ) کے ملاپ کی جگہ پھر نہ جانے کب دیکھنے کو ملے یہ مسجد نمرہ کی رونقیں، یہ جبل رحمۃ کی ٹھنڈی روح پرور ہوائیں نہ جانے کب نصیب ہوں۔ بوجھل قدموں، برستی آنکھوں، ڈوبتے دل کے ساتھ عرفات کی حدود کی طرف بڑھے۔

در و دیوار پہ حسرت کی نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل چمن ہم تو سفر کرتے ہیں

پیدل ہی اہلیہ اور رفقاء کے ہمراہ عرفات سے مزدلفہ کی جانب سفر شروع کیا۔ رات تقریباً 9 بجے مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوئے۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کیں کہ یہ بھی میرے کریم آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ پھر شیطان کو مارنے کیلئے کنکریاں چنی۔ آج کی رات کھلے آسمان کے نیچے گزارنی تھی۔ ایک ایک چٹائی سب کے پاس تھی وہ پتھروں پر بچھا کر سب بیٹھ گئے یہ ناچیز اہلیہ کے ہمرہ ایک الگ سا گوشہ دیکھ کر بیٹھ گیا۔ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر جب توبہ واستغفار شروع ہوا تو ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ نوافل وغیرہ پڑھ کر کچھ دیر کیلئے لیٹ گئے۔ وہاں پتھروں پر لیٹنے میں وہ لذت ملی جو گھر کے ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں نرم وملائم بستروں پر کبھی نہ ملی وہ سکون تھا کہ جس پر دنیا بھر کا عیش وآرام لٹایا جاسکتا ہے۔

جھیڑی رات گذری اج پتھراں تے
اوہو رات معراج دی رات ڈٹھی

اللہ رب العزت نے احسان فرمایا اور خوب فرمایا کہ مجھ سیہ کار کو صبح 3 بجے پھر بیداری کی توفیق بخشی کہ بقول شاعر

طور اٹھ من کی مرادیں مانگ وقت مستجاب
اک دعائے نیم شب سنتے ہیں ہوتی ہے قبول

مگر یہ سیہ کار کہاں اس قابل مگر

میری طلب بھی کسی کی نظر کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں
بس دل سے یہ آواز آرہی تھی کہ
مانگ لے مانگ لے چشم ترمانگ لے
حُسن نظر اور دردِ دل مانگ لے
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لے
مانگنے کا مزا آج کی رات ہے

اپنے اللہ سے مانگا اور خوب جی لگا کر مانگا مگر اپنی کم مائیگی کا احساس بھی ہوا کہ

کی منگاں تے کس مان تے منگاں کی میرے وچ میرا
بن منگیاں جے دے دیویں تے کی گھٹ جاندا تیرا

اسی طرح اذان فجر کا وقت ہوا۔ نماز سے فارغ ہو کر پھر کھڑے ہو کر وقوف کیا کہ یہ وقت بھی وقوف مزدلفہ کا احسن وقت ہے طلوع آفتاب کے بعد ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر سامان خیمے میں رکھا پتہ چلا کہ خیمے میں ایک ساتھی کی اہلیہ کافی علیل ہیں رات بڑی مشکل سے گزری ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی نے مشورہ کیا کہ حج صرف چند مناسک کی ادائیگی کا ہی نام نہیں بلکہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کا نام بھی ہے کہ اس میں پوری دنیا سے مسلمان اپنے خالق و مالک کے حضور حاضری کیلئے آتے ہیں۔ اسلامی اخوت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں

تو ہندوستان کا ہر پیرو جوان تڑپے

آج جمرۃ الکبریٰ (بڑا شیطان) کو رمی کرنا (7 کنکر مارنا) ہے بیمار، بوڑھے لاچار اور خواتین (کسی مجبوری کی وجہ سے) دوسرے کو اپنا وکیل مقرر کر سکتے ہیں جوان کی طرف سے کنکر مارے اس ناچیز نے اہلیہ سے کہا کیونکہ حج صرف چند مناسک کی ادائیگی ہی نہیں بلکہ اس میں یہ فلسفہ بھی ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ حج کیلئے آئیں تو اپنے دکھ اور خوشیوں میں دوسرے مسلمان بھائی بہنوں کو بھی شریک کریں۔ اپنے نماز، روزے، حج، زکوۃ اپنی جگہ مگر

یہی ہے اخوت، یہی دین و ایماں

کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

غزوہ بدر کے موقع پر داماد رسول ﷺ کامل الحیاء والایمان سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بیمار تھیں وہ ان کی تیمارداری کیلئے رک گئے تو میرے کریم آقا ﷺ نے فرمایا! کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی اللہ رب العزت کے حکم میں تھے اس لئے یہ بھی بدری صحابہ رضی اللہ عنہما میں شامل ہوں گے اور انھیں مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔ اس لیے آپ بیمار کی تیماردای کیلئے رک جائیں۔ آپ کے حصے کے کنکر آج میں ماردوں گا۔ طواف زیارت وسعی تین دن میں کئے جا سکتے ہیں اس لئے آپ کل کر لیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کی خدمت کی توفیق بخشی اہلیہ خیمے میں رک گئیں۔ یہ ناچیز رمی کیلئے پیدل ہی چل دیا راستے میں نہ جانے کہاں سے یہ خیال دماغ میں گھس گیا کہ شیطان کو مارنے چلے ہو۔ مگر تیرے اندر کتنے شیطان بیٹھے ہیں بقول قلندر لاہوری

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی زمیں سے آنے لگی صدا

تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اس خیال کا آنا تھا کہ قدم بھاری ہو گئے چلنا مشکل ایسے میں ایک اللہ والے یاد آئے جنھوں نے فرمایا تھا کہ جب جمرات (شیطانوں) کو کنکر مارنے جائیں تو پہلی کنکری پر خیال کرو کہ اپنے اندر چھپے حسد کے بُت کو گرا رہا ہوں، دوسرے پتھر پر لالچ کے شیطان کو ختم کرو تیسرا پتھر اپنے اندر چھپے بغض

کے ابلیس کو مارو چوتھا کنکر دل میں چھپی دنیا کی محبت کو مارو جو تمہیں اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے دور کر رہی ہے پانچویں پتھر پہ یہ خیال رہے کہ آج سے کینے کا خاتمہ ہوگا۔ چھٹے کنکر کو مارتے ہوئے اپنے اندر چھپے حرص و ہوس کے شیطان کو مارنے کا تہیہ کرو تو ساتویں پتھر پر ہر اس چیز سے پناہ مانگو جس سے پیارے آقا ﷺ نے اپنے پروردگار سے پناہ مانگی۔ جب یہ سوچ کر جمرۃ الکبریٰ (بڑے شیطان) کو پتھر (جو چنے کے دانے برابر تھے) مارنے کیلئے ہاتھ اٹھایا تو دل کی ایک عجب کیفیت تھی۔ نظروں کے سامنے کیا کچھ تھا اور دل میں کیا بس محسوس کیا جا سکتا ہے بتانا یا لکھنا ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ بہر حال رمی (کنکر مارنے) کرنے بعد حرم مقدس کی جانب بڑھے کہ میرے کریم آقا ﷺ کا فرمان اور افضل وقت یہی ہے۔ الحمد للہ! صبح ساڑھے نو بجے تک رمی سے فارغ تھے بینک والوں نے قربانی کیلئے 10 بجے کا وقت دیا ہوا تھا۔ جمرات سے پیدل ہی حرم مقدس پہنچ کر جب حلاق (عربی میں نائی کو حلاق کہتے ہیں) کی دکانوں کی طرف گئے تو لمبی لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں راستوں پر بھی جا بجا لوگ بیٹھے سر منڈا رہے تھے کہ سر پر زخم لگ رہے ہیں اور حجامت بنانے والا ٹشو پیپر لگا تا جا رہا ہے ہر طرف رنگ برنگ کے ٹشو پیپروں سے سجے زخمی زخمی سروں کے ساتھ حجاج کرام نظر آ رہے تھے صفا مروہ سے آگے بڑھ کر ہم (یہ ناچیز اور محترم راشد محمود صاحب) باب الفہد کے باہر بازار میں آئے کہ وہاں بھی کافی دکانیں ہیں شائد وہاں رش کم ہو مگر وہاں بھی قطاریں لگی تھیں ہم بھی ایک قطار میں کھڑے ہو گئے اپنی باری پر حلق کروا کر احرام سے فارغ ہو کر حرم مقدس حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ!

27 نومبر 2009ء 10 ذوالحج جمعۃ المبارک کا دن حرم پاک کا کیا نظارہ تھا محسوس ایسے ہو رہا تھا کہ بڑی مدت کے بعد ان در و دیوار کو دیکھ رہا ہوں۔ جیسے جلوہ، جاناں کو دیکھے مدت گزر گئی ایسے بچھڑے ملے کہ کبھی دیواروں پر ہاتھ پھیرا تو کبھی جلوۂ کعبۃ اللہ شریف سے آنکھوں کو تراوٹ بخشی۔ باب الفہد سے حرم قدس میں داخلے کا شرف ملا۔ صحن میں رش تھا پہلی منزل پر طواف (زیارت) شروع کیا یہ طواف بھی حج کا ایک اہم رکن ہے۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد جانب صفا بڑھے تا کہ اماں حاجرہ سلام اللہ علیہا کے ممتا بھرے جذبے کو خراج عقیدت پیش کر سکیں کہ یہ بھی حج کا ایک اہم

حصہ ہے راستے میں آب زم زم کے کنویں کے قریب کھڑے ہو کر آب زم زم پیا اور خوب سیر ہو کر پیا، سر میں ڈالا، سینے پہ ملا، چہرے کو دھویا اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ اے مالک بحر و بر !! اے خالق کون و مکان! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، نفع والے علم کا، خشیت والے دل کا، وسیع طیب رزق کا اور ہر اس چیز کا جو میرے لئے بہتر ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز سے جس سے میرے کریم آقا اور تیرے محبوب ﷺ نے پناہ چاہی۔

اے مالک اپنی رضا میں راضی رہنے کی توفیق عطا فرما! آمین ثم آمین

پھر صفا مروہ کی جانب بڑھے تو یہ احساس حوصلہ بڑھاتا رہا کہ آج یہاں ان گنت نیک برگزیدہ بندے اولیاء اللہ موجود ہیں ان کے وسیلۂ جمیلہ سے اللہ کریم اس سیہ کار کو ضرور نوازے گا

یا الٰہی تو کریم و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم از میان دو کریم

سبحان اللہ! کیا خوب سماں تھا۔ 10 ذوالحج سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کا دن جمعۃ المبارک سید الایام مسلمانوں کیلئے عید یعنی خوشی کا دن اور مجھ سا نکما و سیہ کار خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ بے کس پناہ میں اس کے عظمت و رفعت والے گھر میں ایسے لگ رہا تھا کہ گندی نالی کی اینٹ پائے عرش کو چھو رہی ہے۔

طواف و سعی کے بعد واپس خیمہ میں آئے تو پتہ چلا کہ مریضہ کی حالت بہتر نہیں اس وقت حکومت سعودیہ اور معلم محترم سمیر محمد سعید محبوب کے انتظامات دیکھنے کو ملے۔ یہ ناچیز معلم کے کیمپ آفس جو کہ خیمہ نمبر 26 میں قائم تھا گیا اور وہاں موجود عملے سے بات کی کہ ایک حاجن کی طبیعت خراب ہے انھیں ہسپتال لے جانے کی ضرورت ہے انھوں نے کہا کہ ابھی وائرلیس فون پر سعودی وزارت صحت کے ایمرجنسی سنٹر اطلاع دیتے ہیں انشاء اللہ جلدی ایمبولینس پہنچ جائے گی پانچ منٹ بعد انھوں نے پوچھا کہ مریضہ کی طبیعت اگر زیادہ خراب ہے تو ہیلی کاپٹر پہنچ گیا ہے۔ جب ہم نے اوپر دیکھا تو ہلال احمر کے نشان والا ایک ہیلی کاپٹر آسمان پر چکر لگا رہا تھا۔ ہم نے عملے کو بتایا کہ اتنا سنگین مسئلہ نہیں ہے جب وزارت صحت کو بتایا گیا تو جواب ملا کہ چند لمحے انتظار کریں۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ بعد

ایک عجیب سی موٹر سائیکل نما گاڑی آگئی پتہ چلا کہ یہ گاڑی منیٰ کیلئے خاص طور پر ڈیزائن کی گئی ہے مریضہ کو ہسپتال پہنچایا گیا وہاں بہت اچھے طریقے سے خیال کیا گیا حتیٰ کہ خون کی ضرورت پڑی تو وہ بھی لواحقین کو تنگ کئے بغیر لگا دیا گیا۔

وہ ہسپتال میں 2 دن رہیں تمام علاج حکومت سعودیہ کے خرچ پر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ! انھیں اس خدمت کی جزادے اور ہمارے معلم (رئیس مکتب 55 جنوب ایشیاء) محترم جناب سمیر محمد سعید محبوب کا جیسا انتظام تھا دوسرے معلمین کو بھی اچھے انتظامات کے ساتھ ضیوف الرحمٰن (اللہ کے مہمانوں) کی خدمت کی توفیق بخشے یہ ان کا حق بھی ہے۔

25 نومبر 2009ء 11 ذوالحج ہفتہ کا دن یوم القرار ہے آج صرف تین جمروں کی رمی کرنی ہے آج پھر یہ سیہ کار اپنی اور اہلیہ کی کنکریاں لے کر منیٰ سے پیدل ہی جمرات گیا۔ وہاں اتنے رش کے باوجود نہایت اعلیٰ درجے کے انتظامات تھے کہ ہر کوئی بڑے آرام سے کنکر مار رہا تھا کچھ جوشیلے جوتے ڈنڈے سے مار رہے تھے۔ کچھ کو سمجھایا کہ

اے اللہ کے بندو! یہ تو صرف ایک علامت ہے جیتا جاگتا شیطان نہیں اس پر کیوں غصہ نکال رہے ہو۔ مارنا ہے تو اپنے اندر کے شیطانوں کو مارو۔

لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں کدی اپنے آپ نوں پڑھیا ای نئیں

جا جا وڑیا مسجد مندر کدی اپنے آپ وچ وڑیا ای نئیں

شیطان نوں جا جا مارنا ایں کدی نفس اپنے نال لڑیا ای نئیں

بُلھے شاہؒ اسمانی اڈدیاں پھڑنا ایں جیہڑا وچ بیٹھا اونوں پھڑیا ای نئیں

پنجابی زبان کے معروف عظیم صوفی شاعر سید عبداللہ شاہ قصوری المعروف بابا بُلھے شاہ فرماتے ہیں کہ اے بندۂ خدا تو نے لاکھوں کتابیں پڑھیں بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کیں مگر کبھی اپنے آپ پر غور ہی نہ کیا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اللہ رب العزت کو پہچان لیا۔

کبھی مسجد اور کبھی مندر میں جا کے اپنے رب کو تلاش کرنے والے اپنے اندر دیکھ سلطان العارفین

حضرت سلطان باھوؒ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہو
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی وست کھڑاتی ہو

بلھے شاہ اگلے مصرع میں فرماتے ہیں کہ شیطان لعین کو کہیں اور جا کر مارنے کی ضرورت نہیں اپنے نفس کی مخالفت کر وہ لعین خود بخود ذلیل ورسوا ہوگا۔ اے بلھے شاہ آسمان پر کسی کو نہ تلاش کر تیرا گو ہر مراد تیرا معبود حقیقی تو تیرے اندر ہے کہ اس خالق و مالک کا فرمان ہے کہ "میں بندے کی شہ رگ سے بھی قریب ہوں"۔ (پارہ نمبر 26 سورۃ ق) کچھ دوست تو انتہائی جذباتی تھے کہ ان سے کہنا بیکار تھا اور کچھ نے اس ناچیز کی بات کو تحمل سے سنا اور عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ کہنے سننے والوں کو حق بات سن کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ 29 نومبر 2009ء 12 ذوالحج 1430ھ بروز اتوار۔ الحمد للہ!

آج کا دن منیٰ سے کوچ کا پہلا دن کہا جاتا ہے خدائے بزرگ وبرتر کے خاص فضل و کرم سے مریضہ کی صحت کافی بہتر ہے اور وہ خیمے میں موجود ہیں دوسرا آج طواف زیارت کا بھی آخری دن ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے طواف وسعی سے فارغ ہونا ضروری ہے، اس لئے آج اہلیہ بھی ساتھ ہے ہم دونوں حجاج کرام کے جھرمٹ میں ایک سیل رواں کی طرح جمرات کی سمت بہے جارہے ہیں راستے میں ساتھیوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کیا کہ ہمیں کہنے لگے کہ آپ دونوں میاں بیوی کنکر مارنے کے بعد یہاں سے ہی حرم چلے جائیں خیمے میں پڑا آپ کا سامان ہم رہائش گاہ تک لے جائیں گے کیونکہ منیٰ سے معلم کی بسیں سیدھی رہائش گاہوں تک جائیں گی۔ اللہ رب العزت انھیں جزا دے انھوں نے ہمارا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ورنہ رمی کے بعد ہمیں واپس خیمے تک آکر سامان لے کر پہلے رہائش گاہ پھر وہاں سے حرم پاک آنا تھا اور غروب آفتاب سے قبل اہلیہ نے طواف وسعی کرنی تھی۔

منیٰ کی چاندنی راتیں کبھی نہ بھولیں گی
وہ تاحد نگاہ قناتیں کبھی نہ بھولیں گی
بوادیٔ عرفات وسوادِ مزدلفہ
رازونیاز کی باتیں کبھی نہ بھولیں گی

اللہ رب العزت ساتھیوں کو جزائے خیر سے نوازے (آمین ثم آمین)

ہم دونوں میاں بیوی جمرات (تینوں شیطانوں) کی جانب بڑھے۔ رمی جمار واجب ہے اس کے ترک کرنے سے دم لازم ہوتا ہے۔ منیٰ میں واپس آکر یہ پہلا واجب ہے۔ پہلے دن (10 ذوالحجہ) کو صرف بڑے جمرے (جمرہ عقبہ) کو سات کنکر مارتے ہیں منیٰ سے حرم پاک کی طرف آئیں تو مسجد خیف سے آگے۔ جمرہ اولیٰ پھر جمرہ وسطیٰ اور آخر میں جمرہ عقبہ ہے پہلے دن صرف اس کو سات کنکر (جو چنے کے دانے کے برابر ہوں) ماریں قربانی کریں۔ حجاج کرام یاد رکھیں کہ یہ قربانی وہ نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت میں 10 ذوالحجہ کو کی جاتی ہے بلکہ یہ قربانی حج کے شکرانہ کے طور پر کی جاتی ہے حاجی کیلئے منیٰ میں عید کی نماز نہیں۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس نے عمرہ کے ساتھ حج کو ملا کر تمتع کیا ہو تو جو بھی قربانی اسے میسر ہو وہ کرے اور جو قربانی نہ کرسے وہ تین روزے حج کے دنوں میں اور سات روزے گھر واپس آکر رکھے (البقرہ 196)

دوسرے دن (11 ذوالحجہ) اور تیسرے دن (12 ذوالحجہ) کو تینوں جمروں کی رمی کرے (کنکر مارے)۔ خدائے لم یزل کی توفیق اور اسی کی بخشی ہوئی صحت وتندرستی کے سہارے ہم تقریباً ایک گھنٹے میں حرم پاک کے سامنے پہنچے منیٰ سے پیدل راستہ جمرات سے ہوتا ہوا محلہ اجیاد کی جانب صفا مروہ کے سامنے جا نکلتا ہے ہم بھی جب سرنگ (زیر زمین راستہ) سے باہر نکلے تو سامنے ہی مولد الرسول ﷺ کی عمارت کا روح پرور نظارہ دیکھنے کو ملا۔ کھانا وہیں قریب ہی ایک پاکستانی ہوٹل سے کھایا اور نماز ظہر کے بعد اہلیہ نے طواف شروع کیا۔ طواف وسعی کے بعد ہم نے خالق ومالک کی بارگاہ بے کس پناہ میں سجدۂ شکر ادا کیا کہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے آج ہمارا فریضۂ حج مکمل ہوا۔

پھر بارگاہ خداوندی میں عاجزانہ عرض کیا کہ اے مالک کون ومکان! اے خالق ہر دوسرا، یہ تیری ہی توفیق ہے کہ تو نے ہم سیہ کاروں کو اپنے گھر بلا کر انعام واکرام سے نوازا۔ ورنہ کہاں ہم کہاں یہ مقام یا اللہ! تو نے ہمیں اس عزت سے سرفراز کیا کہ تیرے عظمت والے گھر کا طواف وقوف عرفہ اور دیگر مناسک حج ادا کرسکیں یہ تیری ہی توفیق تھی۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنالیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اے دلوں میں چھپے ارادوں سے باخبر! سمیع و علیم اللہ! یہی نہیں بلکہ تو نے وقوف عرفہ کے بعد معافی کی نوید بھی دی یہ کرم نہیں تو کیا ہے۔ یا اللہ! اب ہمیں استقامت عطا فرما، جو عزت و سرفرازی تیری جناب سے ملی ہے اس پر ثابت قدمی سے کاربند رہنے کی بھی توفیق دے

میرا دم ہو تیری کتاب سے مجھے ڈر ہو روز حساب سے

ہو نوید تیری جناب سے مجھے تجھ سے کوئی گلہ نہیں

اس کے بعد حرم پاک میں ہی بیٹھ کر کعبۃ اللہ شریف کو دیکھ دیکھ کر آنکھوں اور دل کی پیاس بجھاتے رہے نماز عشاء کے بعد رہائش گاہ واپس آ گئے۔

5 دسمبر 2009ء بروز ہفتہ کو جبل نور پر غار حرا کی زیارت کا پروگرام تھا اس لئے صبح نماز فجر حرم پاک میں ادا کی نماز کے فوراً بعد بذریعہ ٹیکسی جبل نور روانہ ہوئے۔ جبل نور وہ متبرک پہاڑ ہے جسے میرے آقا ﷺ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ اسی پہاڑ پر غارِ حرا واقع ہے جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام خداوندی لے کر میرے کریم آقا ﷺ کے حضور آئے تھے

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

غارِ حرا میں بیٹھیں تو کعبۃ اللہ شریف سامنے نظر آتا ہے اعلانِ نبوت سے پہلے میرے کریم آقا ﷺ اکثر یہاں تشریف لا کر مراقبہ کیا کرتے تھے۔

ابھی آدھا راستہ طے کیا تھا کہ اہلیہ کے پاؤں میں موچ آ گئی اس وجہ سے اس مبارک غار تک نہ پہنچ سکے حالانکہ اہلیہ نے کئی بار کہا کہ میں یہاں بیٹھتی ہوں آپ اُوپر ہو آئیں مگر دل نے گوارا نہ کیا کہ اس موقع پر راہ میں چھوڑ کر آگے اکیلا چلا جاؤں۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ شریک سفر حیات، شریک سفر حرا نہ ہو۔ وہاں سے حرم پاک واپس آ گئے نماز عصر کے بعد واپس رہائش گاہ آ گئے نماز مغرب رہائش گاہ پر باجماعت ادا کی اہلیہ کو دوائی لے کر دی جسے کھانے سے کافی افاقہ ہوا بعد نماز مغرب ساتھ والے کمرے میں مقیم بزرگ سے ملاقات ہوئی تو ذکر چلا رحمۃ اللعالمین کی رحمت کا

ذکر نبی دا کر دیار ہنا چنگا لگدا اے
ایس بہانے رل مل بہنا چنگا لگدا اے

جب تعارف ہوا تو پتہ چلا کہ بزرگ موصوف کا اسم گرامی محترم عاشق علی صاحب ہے اور آپ خواجہ نور محمدؒ مہاروی (چشتیاں) کی اولاد میں سے ہیں۔ دوران گفتگو استاذ العلماء حضرت علامہ حبیب الرحمٰن گبول طاہری صاحب کا ذکر ہوا کہ آپ صاحبِ علم و عمل بزرگ ہیں اور اس ناچیز پر انتہائی شفقت فرماتے ہیں۔ کافی دیر یہ محفل چلی جب وہاں سے اُٹھ کر کمرے میں آئے تو قبلہ استاد محترم کا فون آگیا آپ نے بتایا کہ برادرِ اکبر حضرت علامہ مولانا محمد قاسم گبول فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد بخیر و عافیت کراچی پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ

اگلے دن اہلیہ نے ڈسپنسری سے انجکشن لگوالیا اس سے طبیعت کافی بہتر تھی اور کسی بھی وقت مدینہ طیبہ کا بلاوا آسکتا تھا اس لئے سوچا کہ بعد نماز ظہر عمرہ کیا جائے اس کیلئے احرام ساتھ لے کر پہلے حرم پاک حاضر ہوئے۔ وہاں سے بذریعہ بس مسجد عائشہؓ جا کر احرام باندھ کر واپس حرم پاک آئے اور اللہ رب العزت کی بخشی ہوئی توفیق سے عمرہ ادا کیا۔ آج کے عمرہ کا ثواب اس ناچیز نے برادرِ محترم الحاج محمد رشید نقشبندی صاحب کی نذر کیا نماز عشاء کے بعد رہائش گاہ پر واپس آگئے۔

7 دسمبر 2009 بروز پیر صبح جب کمرے سے باہر آئے تو دیواروں پر یہ نوٹس چسپاں تھا کہ فلائٹ PK 9333 سے آنے والے حجاج کرام آج صبح دس بجے مدینہ طیبہ روانگی کیلئے تیار رہیں جہاں ایک طرف کعبۃ اللہ شریف سے جدائی نے دل کو دہلا دیا وہیں دل کو اس امید پر ڈھارس ہوئی

پیغام صباء لائی ہے گلزار نبیؐ سے
آیا ہے بلاوہ مجھے دربار نبیؐ سے

حرم پاک میں حاضر ہوئے تو دل رنج و غم میں ڈوبا ہوا نہ جانے دوبارہ یہ نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں کہ نہیں دل ہے کہ سنبھالے نہیں سنبھلتا زبان پہ بار بار یہی بات کہ یا اللہ! یہاں آنا آخری نہ ہو بلکہ بار بار یہ کرم ہو۔ بار بار حاضری کا اذن ملے، اس امن والے شہر کی بار بار زیارت نصیب کر ڈوبتے دل اشک بار آنکھوں ڈگمگاتے قدموں سے طواف وداع شروع کیا۔ کہ یہ بھی فرض ہے جب

کعبۃ اللہ شریف سے جدا ہوں تو الوداعی طواف کیا جائے۔ بار بار در و دیوار کو حسرت سے دیکھا کہ ان نورانی نظاروں کو جی بھر کہ آنکھوں میں سمیٹ لوں خوب لمبے لمبے سانس لئے کہ یہ ہوا یہ معطر ہوا جو مقام ابراہیم علیہ السلام کو چھو رہی ہے، جو کعبۃ اللہ شریف کی نورانی دیواروں سے ٹکرا رہی ہے جو حجر اسود کو چھو کر گزر رہی ہے اس ہوا کو جسم و جاں میں بسا لوں۔

یا اللہ! اے مالک بحر و بر! اگر میری زندگی وفا نہ کرے تیرا بلاوا آجائے تو اس عظمت و برکت والے گھر کے صدقے مجھ سیہ کار کے اس سفر سعادت کے وسیلہ سے، جنت المعلیٰ کے ان مکینوں کے تقدس کے طفیل کہ جن سے تو راضی ہوا اور جو تجھ سے راضی تھے ان سابقون الاولون قدسیوں کی برکت سے مجھے اپنی رضا میں زندہ رکھ اور اپنی رضا میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس جہان فانی سے لے جا۔ آمین ثم آمین

جب حرم سے باہر آئے زبان پر بے اختیار یہ اشعار تھے

سنبھا لو حرم ، بے نوا جا رہے ہیں
تیرے گھر سے تیرے گدا جا رہے ہیں
تیری رحمتوں سے توقع یہی ہے
کہ ہم باثمر، باخدا جا رہے ہیں
نگاہوں میں جلوے حرم کے رہیں گے
کہ سینے میں لے کر ضیا جا رہے ہیں
بہت آسرے ہیں زمانے کو لیکن
ہمیں ہے تیرا آسرا جا رہے ہیں
یہ تیرا کرم ہے کہ تیرے حرم سے
گناہوں سے ہم ماورئی جا رہے ہیں
تیرے گھر کی رونق مبارک ہو تجھ کو
گدا گر کیئے یہ دعا جا رہے ہیں

طواف وداع کے بعد واپس رہائش گاہ پہنچے تو حجاج کرام کے چہروں پر خوشی وغم کا ایک حسین امتزاج دیکھنے میں آیا اگر دل کعبۃ اللہ شریف سے جدائی کے غم میں رو رہا تھا تو دوسری جانب یہ خوشی بھی دیکھنے والی تھی کہ صاحب لولاک، شاہد مستورِ ازل، سید عالم کی بارگاہ ناز میں حاضری کی نوید تھی اس سیہ کار نے دوست احباب سے عرض کیا کہ

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ میں
کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بیکار ہو جائے

میری اپنی کیفیت یہ تھی کہ

غلام مصطفےٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں
محمد ﷺ نام پر سودا سر بازار ہو جائے



مدینہ طیّبہ

کُرّۂ ارض کا وہ پاکیزہ حِصّہ
جسے اللہ ربُّ العزت نے
کائنات کے سَب سے بڑے اِنسان
اِمامُ الانبیاءؑ، سرورِ کونینؐ، ساقیٔ کوثر، نبیٔ آخرُ الزّماں
اُن کے مقدّس نعلین پر دونوں عالم قربان
نوریوں کے سردار رُوح الامین اُن کے دربان
خُود اُمّی، مگر اسرار و رُموزِ کائنات کے دقیقہ دان
آپ بے سایہ لیکن دونوں جہاں میں رحمت کے سائبان
آقائے دوجہاں، بہارِ بے خزاں، دُعائے خلیلؑ اور
نویدِ مسیحا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خوابگاہ کے لیے چُنا،
وہ شہرِ لازوال، جو سب سے پہلی اسلامی سلطنت کا
دارُ الخلافہ بنا، ؎ رحمت کی بدلیاں ہیں ریاضِ رسولؐ پر
یہ وہ چمن ہے جس پہ فرشتوں کو ناز ہے

خالقِ کائنات کے گھر سے رحمت کائنات کی جانب

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لرزیدہ لرزیدہ

تقریباً 11 بجے بسیں ہماری رہائش گاہ پر آگئیں پہلے ہی دیواروں پر نوٹس چسپاں تھے کہ بس نمبر فلاں میں فلاں فلاں گروپ کے حاجی سوار ہونگے۔ اس وجہ سے کوئی افراتفری نہ ہوئی اور تمام حجاج درودوسلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے بسوں میں سوار ہوئے۔

مجھ کو درپیش ہے اک مبارک سفر قافلہ بھی مدینے کا تیار ہے
نیکیوں کا نہیں کوئی توشہ فقط میری جھولی میں اشکوں کا اک ہار ہے
کوئی سجدوں کی سوغات ہے نہ کوئی زہدو تقویٰ میرے پاس سرکار ہے
چل پڑا ہوں مدینے کی جانب مگر ہائے سر پہ گناہوں کا انبار ہے
جُرم وعصیاں پہ اپنے لجاتا ہوا اور اشکِ ندامت بہاتا ہوا
در پہ حاضر تیرا یہ گناہ گار ہے
تیری شانیں کہاں شاہ کون ومکاں مجھ سا عاصی بھی امت میں ہو گا کہاں
تیرے عفووکرم کا شاہ دو جہاں کیا کوئی مجھ سے بھی بڑھ کر حقدار ہے

دوپہر 12 بجے بسیں بلڈنگ سے روانہ ہوئیں پہلے معلم کے دفتر مکتب 55 پر کھڑی ہوئیں وہاں سب کی حاضری ہوئی پاسپورٹ ڈرائیور کو دیئے گئے۔ پھر ہمارے معلم مکتب نمبر 55 کے رئیس ادارہ محترم جناب سمیر محمد سعید محبوب ہماری گاڑی میں تشریف لائے اور ضیوف الرحمٰن (اللہ کے مہمان) کی خدمت میں جو کمی کوتاہی رہ گئی تھی اس پر معذرت طلب کی اور پھر درخواست کی کہ مدینہ منورہ جاکر میرے لئے اور دیگر عملے کیلئے دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت مجھے حجاج کرام کی احسن طریقے سے خدمت کرنے کی توفیق دے (آمین ثم آمین)

گاڑیاں روانہ ہوئیں ہر ایک اپنے تصور میں مست ہے اور فریضۂ حج پر قبولیت کی سند پانے جارہا ہے۔

مدینہ طیبہ! وہ شہر نگاراں جو خالق کائنات کے محبوب اور میرے کریم آقا ﷺ کو مکہ پاک کے بعد سب سے پسند تھا۔

مدینہ طیبہ! وہ شہر مقدس جس نے محبوب ﷺ رب العالمین کو اس وقت اپنی جانب دعوت دی جب اللہ کی زمین اللہ کے حبیب ﷺ پر تنگ کر دی گئی تھی۔

مدینہ طیبہ! جو آمد حبیب خدا ﷺ سے پہلے یثرب تھا آپ ﷺ کی برکت سے مدینۃ النبی ﷺ بنا

مدینہ طیبہ! جسے پہلی اسلامی حکومت کا دارالحکومت بننے کا شرف ملا۔

مدینہ طیبہ! جہاں سے بنی نوع آدم کو پہلا تحریری آئین (میثاق مدینہ) ملا۔

مدینہ طیبہ! جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محبوب خدا ﷺ کی آرام گاہ بنا۔

مدینہ طیبہ! ہر مسلمان کے دل کی تمنا، روح کا قرار۔

مدینہ طیبہ وہ شہر بے مثال جو آقا کریم ﷺ کا دارالہجرت بنا۔

مکہ پاک سے نکلتے ہی کھجور، بسکٹ اور آب زم زم سے تواضع کی گئی۔ درمیان میں ایک جگہ رک کر نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ پھر مدینہ طیبہ کا استقبالی کیمپ آ گیا گاڑیاں وہاں رکیں تو گورنر مدینہ طیبہ کی جانب سے زائرین کی ایک مرتبہ پھر تواضع کی گئی۔

پھر آنے لگیں مجھ کو شہر مدینہ کی ہوائیں
پھر پیش نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں

رات تقریباً 11 بجے شہر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو حرم نبوی ﷺ کے فلک بوس روشن میناروں کا روح پرور نظارہ نظر آیا تو بس میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی کہ

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

ہر چہرے کو دیکھو، جس سمت بھی نظر اٹھی یہی دیکھا کہ

لب پہ صلے علیٰ کے ترانے اشک آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں

بس کی پوری فضا صلوۃ والسلام کی صداؤں سے گونج رہی تھی لیجئے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں بس آ گئی

جناں گلیاں چہ سوہنا رہیا پھر دا

اونہوں دیکھنے دا چا سی بڑے چر دا

جتھے لائیاں میرے نبی نے سی تلیاں

مدینے دیاں پاک گلیاں

سارے جگ نالوں لگدیاں چنگیاں مدینے دیاں پاک گلیاں

مدینہ طیبہ کے بازاروں سے گھوم کر بس انوار المشرفیہ نامی رہائشی بلڈنگ کے سامنے رکی بسوں سے سامان اتارا گیا چوتھی منزل پر کمرہ ملا سامان وغیرہ رکھنے کے بعد طے ہوا کہ ابھی سفر کی تھکاوٹ وکسل مندی ہے اس لئے صبح بوقت تہجد اپنے کریم آقا ﷺ کی بارگاہ ناز میں حاضری دی جائے کہ اس وقت دل ودماغ تازہ دم ہوں گے اور دل کی توجہ اس بارگاہ عالی کی جانب کہ جہاں 70 ہزار فرشتے صبح اور 70 ہزار شام کو درود وسلام کیلئے حاضر ہوتے ہیں جو ایک مرتبہ حاضر ہو جائے تو دوبارہ اس کی باری نہیں آتی۔ رات کبھی سوتے کبھی جاگتے گزری خدا خدا کر کے 2 بجے تو غسل کیا خوشبو لگائی، صاف کپڑے پہنے اور اپنے تئیں اس بارگاہ عالی میں حاضری کیلئے نکلے۔ رہائش سے باہر نکلے تو سامنے ہی ایک خوبصورت مسجد نظر آئی پتہ چلا کہ یہ مسجد میرے کریم آقا ﷺ کے عاشق صادق سید نا بلال رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ مسجد بلالؓ سے چند قدم کے فاصلے پر سیدنا عثمانؓ ابن عفان رضی اللہ عنہ سے منسوب مسجد ہے۔ اور مسجد عثمانؓ سے چند قدم کے فاصلے پر سلطانِ مدینہ، سرور قلب وسینہ پیارے آقا ﷺ کا حرم مقدس ہے کاش عمر یہیں تمام ہو جائے مگر ہائے رے انسان کی مجبوریاں ہمیں قانون وضابطے کے مطابق 8 دن یعنی صرف چالیس نمازیں یہاں پڑھنی ہیں۔ رہائش گاہ سے صرف 10 منٹ میں ہم حرم نبوی شریف کے گیٹ نمبر 5 کے سامنے تھے۔ یہ گیٹ مارکیٹ سوق الحرم سے گزرتا ہے اس کے اندر داخل ہوئے تو سامنے ہی دل کا چین روح کا قرار خوابوں کی تعبیر دلوں کو لبھانے والا وہ حسین نظارہ کہ سبحان اللہ۔

گنبد خضریٰ

محبوب ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

چھائے ملائکہ ہیں، لگاتار ہے درود
بدلے ہیں پہرے، بدلی میں بارش درر کی ہے

سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کیے ہیں تارے، تجلی قمر کی ہے

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں بس ایک بار، بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا بندگی کا قرینہ بدل جائے گا سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے خود ہی نظروں سے سجدے ٹپک جائیں گے

قدم خود بخود رک گئے زبان بے اختیار پکار اٹھی

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ میں
کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بیکار ہو جائے

کسی عربی شاعر کے شعر کا مفہوم ہے کہ "میں تیرے پاس چل کر آیا کاش! میں اپنی آنکھ کی پتلی کا مالک ہوتا تو اس پر چل کر آتا میں ایسے شہر میں پلکوں پر سوار ہو کر کیوں آؤں جہاں خالق کون ومکاں کے پیارے رسول ﷺ رہتے ہیں"

مسجد نبوی شریف کی زیارت ایک ثابت شدہ سنت ہے جب حاجی حج سے پہلے یا بعد مسجد نبوی شریف کی زیارت کرنا چاہے تو حرم نبوی شریف کی زیارت کی نیت کرے گا کہ میرے کریم آقا ﷺ فرمان عالی شان ہے

صرف تین مسجدوں کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز ہے

مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (متفق علیہ)

اور آپ ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ مسجد الحرام کے بعد میری اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب دنیا کی تمام مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار نمازوں سے زیادہ ہے، میری مسجد کی وسعت اگر یمن تک پہنچ جائے تو یہ میری ہی مسجد کہلائے گی (متفق علیہ)

بلاشبہ میرے کریم آقا ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت ان اعمال میں سے ہے جس کے ذریعہ اللہ رب العزت کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ آدمی کو خوشی ملتی ہے، نفس کو سرور ملتا ہے اور اعضاء و جوارح اس کیلئے جھک جاتے ہیں۔

دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنیؒ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

مدینہ منورہ کی حاضری محض سرور کائنات ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ کے توسل کیلئے ہونی چاہیے۔ آپکی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین اور شہدا کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے۔ اور از قبیل حیات دینوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔ آپ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا، بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہیے۔ محبوب حقیقی تک وصال اور اس کی رضا صرف آپ ﷺ ہی کے ذریعے سے وسیلہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے میرے نزدیک یہی ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہئے اور آپ کے توسل سے حج وعمرہ کی نعمت کی قبولیت کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسجد کی نیت خواہ تبعاً کر لی جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف

اورصرف جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی نیت کی جائے تاکہ "لاتحملہ الازیارتی" والی روایت پر عمل ہوجائے۔(مکتوبات شیخ الاسلام)

بیت المقدس کی فتح کے بعد عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ درخواست کی کہ مجھے یہاں قیام کی اجازت دے دی جائے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منظور فرمالیا اور انھوں نے وہاں قیام فرمایا وہیں نکاح کرلیا اس کے بعد ایک دن خواب میں حضور اقدس سید عالم پیارے آقا ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا! بلالؓ یہ کیا جفا ہے۔ کیا میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آتا۔یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلالؓ کی جب آنکھ کھلی تو نہایت غمگین،خوفزدہ، پریشان تھے فوراً اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے حضرت امام حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین خبر سن کر تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کہنے کی فرمائش کی یہ اُن سے لپٹ گئے اور صاحبزادوں کی تعمیل ارشاد میں اذان کہی آواز سن کر مرد عورتیں بے قرار ہوکر روتے ہوئے گھروں سے نکل آئے حضور ﷺ کے زمانہ مبارک کی یاد نے سب کو رلا دیا۔

یہاں پر ہمارا استدلال خواب سے نہیں بلکہ عاشق رسول عربی،صحابی رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عمل اور سفر سے ہے۔متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مستقل طور پر شام سے اونٹ پر سوار قاصد بھیجا کرتے تھے۔تاکہ قبر اطہر پر ان کا سلام پہنچائیں (شفاالاسقام)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تو کعب احبار جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے مسلمان ہوئے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام قبول کرنے کی بڑی خوشی ہوئی اور حضرت عمرؓ نے ان سے فرمائش کی کہ میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں تاکہ حضور اکرم شفیع روز جزا ﷺ کی قبر اطہر پر حاضری ہو،انھوں نے قبول کرلیا اور حضرت عمر فاروقؓ کے ارشاد کی تعمیل کی۔

متعدد احادیث مبارکہ میں ترغیب،پھر صحابہ کرام،تابعین کا عمل،جمہور علماء محدثین کی رائے تمام فقہاء وصلحاء امت کا عمل متواتر ممانعت کی نفی کرتا ہے۔اس سب کے مقابلہ میں کسی کی رائے جو عمل

صحابہؓ عمل تابعین وغیرہ کے خلاف ہو مان لینا اور اس پر اصرار کرنا اندھی تقلید اور تعصب ہے۔ کم از کم تقلید کے مخالفین کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

ایسے محسوس ہوا کہ میرا نصیب اس وقت اوج ثریا کی بلندیوں کو چھو رہا ہے کہاں میں اور کہاں یہ درِ مقدس، خوابوں کا منظر نظروں کے سامنے تھا شائد میں عالم خواب میں تھا مگر نہیں

کھلی رکھی میں تے نیناں ں والی باری
اڈیک مینوں مدنی ﷺ دی

آنکھوں کے دروازے کھلے تھے ایسے وقت میں نیند کہاں۔ وقت مہربان ہو، درِ مصطفےٰ نظروں کے سامنے ہو، مقدر اپنی انتہائی بلندی کو چھو رہا ہو اور نیند آ جائے۔ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے کسی سے یہی غلطی ہوئی کہ سو گئی اور پنوں کو بلوچ اٹھا کر لے گئے پھر ساری عمر تھلوں میں ماری ماری پھرتی رہی مگر کمان سے نکلا ہوا تیر، زبان سے نکلی ہوئی بات اور بہتا ہوا پانی لوٹ کر نہیں آتے۔

دھڑکتے دل، لرزتے قدموں کے ساتھ باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے داخلے کا شرف ملا۔ مسنون طریقہ ہے کہ جب زیارت کرنے والا مسجد شریف میں داخل ہو تو پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے اور آقا کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عاجزانہ سلام پیش کرے

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

ترکی حرم سے ذرا ہٹ کر جگہ ملی وہیں بیٹھ گئے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پھر تہجد اس کے بعد نماز فجر ادا کی یہ میری حرم پاک نبوی ﷺ میں پہلی نماز تھی کبھی دائیں تو کبھی بائیں کبھی پنجوں کے بل ہو کر کوشش کی کہ وہ سنہری جالیاں نظر آئیں

سنہری جالیوں کو اب نظر آنے کا موقع دو
فقیروں کو شاہ بطحا ادھر آنے کا موقع دو

نماز کے بعد درِ حضور ﷺ پر حاضری کا وقت آیا تو ندامت کے آنسوؤں نے دل کی ڈھارس بندھائی، شہنشاہِ کون و مکاں صاحب لولاکؐ کے روبرو جانا تھا بڑے مقام کی حاضری اور بڑے

نصیب کی بات تھی مگر دل چھوٹا تھا۔ ندامت نے پیشوائی کی جھکی جھکی گردن لرزتے قدموں رواں دواں آنسوؤں کے ساتھ یہ سیہ کار بھی ہجوم عاشقاں میں شامل ہو گیا۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

اب آواز کے ساتھ سانس بھی آہستہ کیوں نہ ہو، تجلیات الٰہیہ کے مظہر اتم، سرکار دو عالم آرام فرما ہیں یہاں تو فرشتوں کو بھی باادب اور خاموش رہنے کی تاکید ہے

صلوۃ وسلام کی صداؤں میں وہ دلربا منظر سامنے آیا کہ

وہ دیکھو دیکھو سنہری جالی اِدھر سوالی اُدھر سوالی

کہیں نہ دیکھا زمانے بھر میں جو کچھ مدینے میں آ کے دیکھا

جہاں روضہ پاک خیر الوریٰ ہے

وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ایک کمترین وسیہ کار غلام نے اپنے کریم آقا کے حضور غلامانہ سلام پیش کیا

الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا نبی الرحمۃ

الصلوۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا سید المرسلین

پھر قدرے آگے بڑھ کر سیّدنا ابو بکر صدیق کی خدمت اقدس میں سلام پیش کیا۔

السلام علیک یا سیدنا ابو بکر الصدیق

السلام علیک یا خلیفۃ الرسول اللہ

السلام علیک یا وزیر رسول اللہ

ایک قدم اور آگے بڑھ کر اسلام کے بطل جلیل، مراد رسول، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

السلام ثانیٔ رسول کے ثانی السلام

السلام علیک یا سیدنا عمر ابن الخطاب

السلام علیک یا امیر المومنین

السلام علیک یا مشیر رسول اللہ

السلام علیک یا وزیر رسول اللہ

پھر ہجوم کی زیادتی نے وہاں کھڑے ہونے کی اجازت نہ دی تو میں باب البقیع سے نکل کر باب جبرائیل کی طرف آگیا کہ اُدھر میرے کریم آقا ﷺ کے قدم مبارک ہیں

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات

ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

وہاں اچانک لاہور حاجی کیمپ کے باہر روتا بلکتا محمد رشید نقشبندی یاد آیا۔ جس کا پیغام تھا کہ

پہنچنا در پہ تو کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے سے چھوڑ آیا ہوں میں

بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا ، نہ شام آیا

کافی دوستوں کا سلام نام بنام پیش کیا پھر تمام دوست احباب کا اجتماعی سلام پیش کیا

سبز گنبد کے مکیں تیرا سزا وار آیا ہے

تیرے دروازے کا لینے کو غبار آیا ہے

ایک نظر دیکھئے فقط ایک نظر

سسکیاں بھرتا ہوا زار وقطار آیا ہے

ایک ساغر تو میسر ہو کہ جاں آجائے

میرے ساقی تیرے درد کا بیمار آیا ہے

پھر سے فاران کی چھوٹی سے پکارو مجھ کو

آرزو لے کے یہی طالب دیدار آیا ہے

پھر میرے کریم آقا نے اپنے نکمے غلام پر کرم فرمایا اور جنت کے باغ (ریاض الجنۃ) میں نوافل

ادا کرنے کی توفیق ملی وہاں سے اٹھنے کو جی تو نہیں چاہتا تھا مگر بعد میں آنے والے زائرین کیلئے جگہ چھوڑنی بھی ضروری تھی اس لئے 6 رکعت نفل ادا کرنے کے بعد وہاں سے باہر آکر پیارے کریم آقا ﷺ کے حرم پاک کی وسعتوں میں کھو گیا۔

مسجد نبوی شریف کی تمام عمارت قابل دید ہے اور پھر جہاں جان کائنات، باعثِ تخلیق کائنات آرام فرما ہوں وہ جگہ تو جنت سے بھی افضل ہے۔ تاہم اس مسجد شریف سے تاریخ اسلام کے اہم واقعات وابستہ ہیں اس مسجد کی پہلی بنیاد میرے کریم آقا ﷺ نے اپنے دست مبارک سے رکھی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت ذوالنورین سیّدنا عثمانؓ ابن عفان نے اپنے اپنے عہد خلافت میں وسعت دی۔ ترکوں نے بھی اس کو وسیع کرنے میں حصہ لیا۔ سعودی فرمارواؤں شاہ فیصلؒ، شاہ فہدؒ نے بھی اس مبارک مسجد کو وسعت دینے کی سعادت حاصل کی اور اب موجودہ سعودی فرمارواشاہ عبد اللہ بن عبد العزیز اس کے پھیلاؤ اور خوبصورتی بڑھانے کے منصوبوں پر غور فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام کو اجر جزیل سے نوازے جنھوں نے اسے وسیع کرنے، اس کی خوبصورتی بڑھانے زائرین کو بہتر سے بہتر سہولتیں دینے کے متعلق سوچا اور عمل کیا اس قدر تبدیلیوں کے باوجود حرم پاک نبوی میں چند نشانات محفوظ ہیں۔

روضہ پاک کے ساتھ ریاض الجنۃ کی طرف تین ستون ہیں

نمبرا ستون علی رضی اللہ عنہ ہے یہاں آقا کریم ﷺ کے حجرہ پاک کے باہر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پہرہ دیا کرتے تھے اکثر یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کھڑے ہوتے تھے اس لئے یہ ستون آپ (حضرت علی) کے نام نامی سے منسوب ہے اس کے ساتھ دوسرا ستون (ستون وفود) کہلاتا ہے یہاں شہنشاہِ عرب وعجم، سید عالم ﷺ باہر سے آنے والے وفود کو ملاقات کا شرف بخشتے تھے تیسرے ستون کی جگہ پر میرے کریم آقا ﷺ اعتکاف بیٹھتے تھے۔ ان تینوں ستونوں سے ذرا آگے بڑھیں تو دو ستون اور ہیں۔ پہلا ستون عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر ام المومنین سیّدہ عائشہ بنت ابو بکر صدیقؓ کا نام مبارک لکھا ہوا ہے۔ اس ستون کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "اگر میں یہ بتادوں کہ یہ جگہ کیا ہے تو عبادت کیلئے لوگوں میں قرعہ

اندازی شروع ہو جائے۔ چنانچہ دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے آپؓ نے فرمایا یہ وہ مقام ہے جہاں میرے والد اور میرے آقا ﷺ نماز ادا کیا کرتے تھے۔

تیسرا استون توبہ (ستون ابولبابہ) کہلاتا ہے

ایک صحابی ابولبابہ رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک میں آقا کریم کی ہم رکابی سے رہ گئے کہ سستی ہو گئی حضرت علی اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔

کہ یہ دس مسلمان تھے جو غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو ان میں سے تین نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ لیا اور وہ ایسی جگہ تھی جہاں سے نبی ﷺ گزرتے تھے جب آپ نے دیکھا تو فرمایا! یہ کون لوگ ہیں؟ جنہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھا ہوا ہے۔ مسلمانوں نے کہا یہ ابولبابہ اور ان کے اصحاب ہیں جو آپ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں نہیں گئے تھے۔ یہ اس وقت تک بندھے رہیں گے جب تک آپ ان کا عذر قبول کر کے ان کو نہیں کھولیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا! اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اس وقت تک ان کو نہیں کھولوں گا اور ان کا عذر قبول نہیں کروں گا جب تک کہ اللہ ہی ان کو کھولنے کا حکم نہ دے۔ ان لوگوں نے مجھ سے اعراض کیا اور مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں نہیں گئے۔ جب ان مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا! ہم خود اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ ہی ہمیں کھولے گا۔ تب اللہ تبارک نے (ان کی توبہ قبول فرماتے ہوئے) یہ آیت نازل فرمائی۔

"اور بعض دوسرے وہ (مسلمان) ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ انہوں نے نیک کاموں کو دوسرے برے کاموں کے ساتھ ملا دیا عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔"

(التوبہ 102) ماخوذ از تبیان القرآن ج 5 ص 246

پیر محمد کرم شاہ الازہری رقم طراز ہیں!

جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرور عالم ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ ان کو کھول دے۔ جب یہ شخص ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ تاکہ انہیں کھول دے تو انہوں نے اسے کھولنے سے روک دیا اور کہا کہ مجھے صرف رسول اللہ ﷺ کھولیں گے۔ حضور ﷺ کے سوا کسی کو کھولنے کی اجازت نہیں دوں گا

چناچہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے۔ اپنے دست مبارک سے اپنے اسیر گیسوئے عنبریں کو رہا فرمایا۔ (ضیاء النبی ج 4 ص 634)

ان تینوں ستونوں کا آدھا حصہ + مواجہ شریف یعنی حجرہ پاک کی جالی میں آگیا ہے۔ ستون سریر۔ اس کا بھی آدھا حصہ جالی مبارک میں آ گیا ہے سریر عربی میں چارپائی یا بستر کو کہتے ہیں۔ جب کریم آقا ﷺ اعتکاف بیٹھتے تو آپ کیلئے اس جگہ پر بستر لگایا جاتا تھا۔ اس کا نصف حصہ جالی مبارک میں اور آدھا ریاض الجنۃ کی سمت ہے۔

منبر شریف کے پیچھے موجودہ محراب کی جانب فرش پر ایک سیاہ پتھر لگا ہوا ہے۔ اس پتھر سے تاریخ کا ایک اہم واقعہ وابستہ ہے۔ ایک رات گورنر مدینہ کے مشورہ کے ساتھ چالیس افراد کی ایک جماعت آدھی رات کو مسجد نبوی میں داخل ہوئی جن کے ہاتھوں میں زمین کی کھودائی کے مختلف اوزار دیکھ کر دربان کو پریشانی ہوئی اور اس نے ان افراد کے مقابل اپنے آپ کو بے بس پا کر بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ اچھی نیت سے نہیں آئے اور میں بے دست و پا ہوں چنانچہ یہ لوگ جیسے ہی آگے بڑھے۔ ابھی یہ روضہ پاک سے چند قدم پر تھے کہ زمین پھٹ گئی اور یہ تمام کے تمام وہیں غرق ہو گئے اور ایسے غرق ہوئے کہ بہت گہرا گڑھا پڑ گیا۔ تاریخ کے صفحات اس بات سے ہمیں باخبر کرتے ہیں کہ منوں پتھر اس گڑھے کو برابر کرنے کیلئے ڈالے گئے۔ یہ لوگ شیخین (سیّدنا ابوبکر صدیقؓ و سیّدنا عمر فاروقؓ) کے جسم مبارک کو نکال کر خراب کرنے کی نیت سے آئے تھے مگر خالق کون و مکاں نے اپنے محبوبؐ کے محبوبوں کی حفاظت فرمائی۔ پیارے کریم آقا کے روضہ اطہر سے آقا کے منبر شریف تک انیس سفید ستون ہیں وہاں فرش پر بھی سبز رنگ کے قالین اس جگہ کی انفرادیت ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ وہ مبارک جگہ ہے جس کے متعلق پیارے کریم آقا ﷺ نے فرمایا "میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے" ترکی حرم میں ترکی تعمیرات میں سرخ ستونوں کو اگر چھت کے قریب سے دیکھا جائے تو صاف لکھا پڑھا جاتا ہے "حد مسجد النبی علیہ السلام)" اس حد کے اندر ستونوں کی تعداد ایک سو ستر ہے۔ میرے کریم آقا ﷺ کے مبارک زمانہ میں مسجد نبوی شریف یہاں تک تھی اس سے آگے مختلف دورِ حکومتوں کی کاوش ہے۔

پیارے کریم آقا ﷺ کے زمانہ مبارک میں ازواج مطہرات کے گھروں کے دروازے مسجد شریف میں کھلتے تھے۔ پیارے آقا ﷺ کے حکم مبارک پر یہ دروازے بند کر دئے گئے اب دیوار پر موجود نشانات سے ان کا پتہ چلتا ہے آپ ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ جو سرور کائنات ﷺ کے دروازہ مبارک کے بالکل سامنے تھا اُسے برقرار رکھا گیا یہ امتیاز اب بھی باقی ہے باب ابو بکر صدیقؓ روضہ مطہرہ کے بالکل سامنے ہے۔ اسی دروازے سے اس ناچیز کو حرم نبوی میں داخلے کا شرف ملا۔ حرم نبوی شریف کا خارجی صحن جہاں بجلی سے کھلنے والی چھتریاں لگی ہوئی ہیں اب اُن کی تعداد بڑھائی جا رہی ہے تاکہ زائرین آرام وسکون سے اپنے آقا کے حضور حاضری کا شرف حاصل کر سکیں۔

ریاض الجنۃ میں نوافل پڑھنے کے بعد یہ ناچیز شریک سفر راشد محمود طاہری اور طارق محمود صاحب کے ہمراہ مسجد شریف کی زیارت کیلئے باب الفہد کی جانب جا نکلا راستے میں ایک ستون پر مکتبۃ المسجد النبوی کا بورڈ دیکھا تو زیارت کیلئے اوپر گئے نایاب کتابوں پر مشتمل اس لائبریری میں کچھ جدید کتابیں بھی دیکھنے کو ملیں ایک قدیم پتھر پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور مبارک کی تحریر کردہ قرآنی آیات بھی نظر آئیں۔ اس ناچیز نے لائبریرین کی اجازت سے اس کی تصویر بھی بنائی بعد نماز ظہر ایک مرتبہ پھر لائبریری جا کر اردو کی کچھ کتابوں کی ورق گردانی اور لائبریرین (جو تھوڑا بہت اردو بھی سمجھ رہے تھے) کو فضلیہ دارالاشاعت کا تعارف کروایا اور انھیں لائبریری کیلئے استاذ العلماء حضرت علامہ حبیب الرحمٰن گبول مدظلہ کا سفر نامہ سفر عقیدت ہدیہ کیا۔ پھر نماز عصر، مغرب باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت میسر آئی بقایا سارا وقت محراب کی طرف باہر بیٹھ کر گنبد خضرٰی کو دیکھ دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بجھاتے اور اپنے ایمان کو تازگی بخشتے رہے درود وسلام پیش کرتے رہے۔ نماز عشاء کے بعد خواتین کو ریاض الجنۃ میں نماز پڑھنے کا وقت دیا جاتا ہے۔ اہلیہ نے اس وقت حاضری دی نماز عشاء کے کافی دیر بعد ہم واپس رہائش گاہ پر آ گئے۔

9 دسمبر 2009ء بروز بدھ نماز فجر کے بعد زیارات کا پروگرام بنا ہماری بلڈنگ سے چار بسوں کا قافلہ مدینہ طیبہ کے تاریخی مقامات کی زیارت پر روانہ ہونا تھا۔

نماز فجر کریم آقا کے قدموں میں اصحاب صفہؓ کے جبوترے کے قریب ادا کی نماز کے بعد مسجد شریف کے خارجی صحن میں جنوب کی سمت بیٹھ کر ہدیہ نعت ودرود وسلام پیش کرنے کا بڑا تفصیلی موقع ملا وہاں یہ ناچیز آہستہ آواز میں محترم المقام جناب محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام:۔

یا رسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضرٰی کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
اُن فقیروں راہگیروں اور گداؤں کو سلام
روضۂ اطہر پہ جو پڑھے جاتے ہیں صبح شام
پیش کرتا ہے ظہوری ان سلاموں کو سلام

نعت کے بعد اس ناچیز کے پیچھے بیٹھے ایک دوست نے کان میں کہا کہ دو شعر پڑھنے کی اجازت ہے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو تقریباً پندرہ بیس دوستوں کو موجود پایا۔ انھوں نے نعت پڑھی کہ

یہ کمال حُسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
یہ نبیؐ ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جسکا مکاں نہیں

ایک اور دوست جو بنگلہ دیش سے تعلق رکھتے تھے انھوں نے بھی اعلحضرت ہی کا کلام سنایا

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

ان کے بعد ایک اور صاحب جن کا تعلق کراچی سے تھا انھوں نے حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کا کلام سنایا

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسولؐ
اب آپڑا ہوں آپ کی دربار یا رسولؐ

دونوں جہاں میں بس مجھے سہارا ہے آپکا
سوا اس کے کچھ نہیں در کار یا رسول ﷺ

اس کے بعد انڈیا کے ایک دوست نے نعت سنائی۔ جو کہ اس ناچیز کو اتنی اچھی لگی کہ ان سے سن کر پوری لکھ لی اب قارئین کے ذوق طبع کیلئے درج ذیل ہے دوست نے بتایا کہ یہ مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کے عربی اشعار کا ترجمہ ہے جو تھانوی صاحب نے کیا۔

کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی ﷺ — دستگیری کیجئے میرے نبی
فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی — جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
اے مرے مولا خبر لیجئے مری — ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف
ہے مگر دل میں محبت آپ کی — کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس
ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی — میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول ﷺ
اور مرے عیبوں کو کر دیجئے خفی — خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے
سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت آپکی — در گزر کرنا خطا و عیب سے
خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی — سب خلائق کیلئے رحمت ہیں آپ
نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی — کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک
حضرت حق کی طرف سے دائمی — آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا
اور بھی ہے جس قدر روئیدگی — جس قدر دنیا میں ریت اور سانس

اور تمہاری آل پر اصحاب پر
تا بقائے عمر دار اخروی

پھر دوستوں نے مل کر سلام

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
اور
یا نبی سلام علیک پڑھا

صلوۃ وسلام کے بعد یہ مختصر سی محفل جسے فیصل آباد کے ایک دوست نے "غریباں وا سلام آقا دے درتے" کا نام دیا اختتام کو پہنچی سب دوستوں کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ نماز فجر اور عشاء کے بعد اسی جگہ 2 اور 3 نمبر وضوخانے کے درمیان گنبد خضریٰ کے سامنے محفل ہوا کرے گی۔ انشاءاللہ وہاں سے یہ ناچیز اہلیہ کے ہمراہ واپس رہائش گاہ پر آیا کہ ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر بروقت زیارت کیلئے نکل سکیں۔

زیاراتِ مدینہ منورہ

صبح تقریباً 8 بجے تمام دوست بسوں میں سوار ہو گئے۔ چار بسوں پر مشتمل قافلہ سب سے پہلے مسجد جمعہ گیا۔ پیارے آقا ﷺ نے سفر ہجرت کے اختتام پر مدینہ منورہ میں داخل ہو کر پہلی نماز جمعہ ادا فرمائی تھی۔ یہاں بنی سالم کی بستی تھی۔ عاشقانِ رسول ﷺ بنی سالم نے اسی جگہ مسجد تعمیر کی جو مسجد جمعہ اور مسجد بنی سالم کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس مسجد کی جدید عمارت ایک بلند مینار اور ایک خوبصورت گنبد پر مشتمل ہے۔ مسجد اس وقت بند تھی اس لئے باہر ہی سے زیارت ہو سکی۔ مسجد جمعہ کے قریب ہی تاریخ اسلام کی پہلی مسجد قباء ہے جس کے بارے میں خدائے بزرگ وبرتر کا ارشاد ہے

"بے شک وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ حقدار ہے کہ آپ ﷺ اس میں قیام فرما ہوں" (التوبہ 108)

پیارے آقا ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مدینہ طیبہ داخلے سے پہلے چودہ دن بنی عمرو بن عوف کے ہاں قباء میں قیام فرما رہے اس وقت سرکار دو عالم نے اپنے دست رحمت سے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ صحیح روایت کے مطابق مذکورہ بالا آیت (التوبہ 108) اسی مسجد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس میں اس مسجد کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ و پرہیز گاری پر رکھی گئی۔ یہ آیت مبارکہ مسجد کے صدر دروازے اور محراب کے اوپر کندہ کی گئی ہے۔ اس آیت مبارکہ کے نیچے اس مسجد کے بانی اول سرکار مدینہ ﷺ کا اس مسجد شریف کے متعلق فرمان بھی لکھا ہوا کہ

مسجد قباء میں نماز پڑھنا عمرہ کے ثواب کے برابر ہے (ترمذی شریف)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ پیارے آقا ﷺ کا معمول تھا کہ ہفتہ کے دن کبھی سواری پر اور کبھی پیدل مدینہ طیبہ سے مسجد قباء تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

چھ ہزار مربع میٹر وسیع وعریض اس مسجد میں بیک وقت بیس ہزار افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے یہ مسجد حرم نبوی شریف سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے ہماری بس کے ساتھ جو گائیڈ تھے ان کی زبان حجاج کرام کو سمجھ نہ آ رہی تھی اس وقت اس ناچیز نے درخواست کی کہ آپ صرف یہ بتا دیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں تو یہ ناچیز تمام دوستوں کو اس مبارک جگہ کے بارے ضروری معلومات سے آگاہ کر دے گا۔ الحمد للہ گائیڈ جن کا تعلق بھارت کے صوبہ بہار سے تھا انھوں نے اس درخواست کو قبول فرمایا تو اس ناچیز نے مسجد قباء کا یہ مختصر سا تعارف دوستوں کو کروایا تو تمام ساتھیوں نے کہا کہ آپ ہی ہمیں تاریخ کے ان گوشوں سے روشناس کروائیں۔ تمام دوست بس سے نیچے اترے تو انھیں تاکید کی گئی کہ برائے کرم جلدی واپسی کی کوشش کریں تا کہ تمام زیارات کے بعد نماز ظہر حرم پاک میں باجماعت ادا کی جا سکے۔ مسجد قباء کے اردگرد بہت خوبصورت ماحول ہے مسجد میں فوٹو گرافی عام تھی۔ لوگ مسجد کے مختلف حصوں اور شاہ فہد کے دور حکومت میں کی گئی توسیع کے خوبصورت سنگ بنیاد کے ساتھ تصاویر بنا رہے تھے۔ ہم نے بھی بابرکت مسجد میں جگہ بدل بدل کر چند نوافل اس امید پر پڑھے کہ شائد بنی عمرو بن عوف کے کسی صحابی کی جائے نماز میسر آ جائے یہاں احباب نے کافی دیر لگا دی اس کے بعد گائیڈ نے اس ناچیز کی توجہ ایک چھوٹی سی چاردیواری کی طرف مبذول کرائی اور بتایا کہ یہ بیئر اریس کی جگہ ہے اس جگہ وہ کنواں تھا جس میں خلیفہ ثالث کامل الحیاء والایمان سیدنا عثمان ؓ ابن عفان سے پیارے آقا ﷺ کی مہر والی انگوٹھی گر گئی تھی جو باوجود تلاش کے نہ مل سکی اس لئے اس کنویں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں جب میں نے اس کی زیارت کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے بتایا کہ چند سال پہلے اس کی زیارت کرتے ہوئے ایک زائر اس میں گر کر جاں بحق ہو گئے تھے اس وقت سے یہ کنواں بند کر دیا گیا ہے۔ پھر یہاں سے روانہ ہوئے تو گائیڈ نے اس ناچیز کو بتایا کہ اب ہم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منسوب باغ کی زیارت کیلئے جائیں گے راستے میں خاک شفا کا مقام بھی آئے گا۔ مگر ہم وہاں رکیں گے نہیں صرف چلتے چلتے زیارت ہو گی۔ اس ناچیز نے

حاضرین کو خاک شفا کے متعلق عرض کیا کہ یہاں پر ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں جنگ میں مجھے یہ زخم آیا تھا جو ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا پیارے آقا شافع محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مٹی لگاؤ صحابیؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور زخم اچھا ہو گیا۔

جن کے تلوں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ

کچھ دیر کیلئے گاڑی کھڑی کر کے دوستوں کو اس مبارک جگہ کی زیارت کروائی گئی پیارے آقا ﷺ کا فرمان ہے "خاک مدینہ ہر مرض کیلئے شفا ہے یہاں تک کہ جذام اور برص کیلئے بھی" (جمع الفوائد جلد اول ص 201)

لیکن آج کے روشن خیال ظاہر پرست کی نظر میں مدینہ طیبہ کی مٹی ہو یا صفا مروہ کے پتھر یا احد پہاڑ یہ صرف مٹی پتھر یا کنکر ہی ہیں مگر بقول شاعر مشرق۔ دل بینا بھی خدا سے کر طلب کہ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں ہے۔ عاشق لوگ یہ مٹی خاک شفا اور یہ پتھر سرمہ بنا کے آنکھوں میں لگاتے ہیں قلندر لاہوری کہتے ہیں

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

حدیث پاک سے واضح ثبوت کے باوجود کچھ لوگ اسے نہیں مانتے، خاک شفا کے مقام پر کچھ دیر رک کہ ہم حضرت سلمان فارسی کے باغ میں پہنچے وہاں اترے باغ کے دروازے پر ہی کئی لوگ کھجوریں فروخت کر رہے تھے ہمارے سادہ لوح حاجی اس کو باغ کی سمجھ کر خرید رہے تھے اس ناچیز نے انھیں بتایا کہ مول تول کر کے خریدیں کہ یہ منڈی سے آیا ہوا مال ہے۔ باغ میں بڑا گھنا سایہ تھا جسے دیکھ کر پنجاب کے باغات یاد آئے اس باغ سے کریم آقا ﷺ کی اپنے غلام سے محبت اور آپ ﷺ کا ایک معجزہ وابستہ ہے۔

حضرت سلمان فارسی وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد ہے کہ سلمانؓ ہماری آل میں سے ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی آپ

نے یہ پڑھا۔ ترجمہ:۔" آپ ان پر بھی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو بھی کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اوران کا بھی تزکیہ کرتے ہیں جو ابھی آپ ﷺ سے نہیں ملے۔" ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ پیارے آقا ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا حتی کہ اس نے آپ سے ایک، دو یا تین بار سوال کیا۔ اس وقت ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے پیارے آقا ﷺ نے حضرت سلمان فارسی پر ہاتھ رکھا اور پھر فرمایا اگر ایمان ثریا (انتہائی بلندی) کے پاس بھی ہوتا تو اس کے علاقے کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے (متفق علیہ)

اس حدیث پاک میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی بشارت دی گئی ہے۔ کیونکہ فارس میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرتبہ علم وفضل تک کوئی نہیں پہنچا۔ امام جلال الدین سیوطی اور امام ابن حجر ہیتمی کے نزدیک اہل فارس میں سے جس خوش نصیب فردِ واحد کے بارے میں پیارے آقا ﷺ نے بشارت دی ہے وہ " امام اعظم ابو حنیفہ " ہی ہے۔

حضرت سلمان فارس (ایران) کے ایک مجوسی (آتش پرست) گھرانے میں پیدا ہوئے حق کی تلاش میں وطن چھوڑا پہلے ایک عیسائی راہب کے پاس گئے کافی عرصہ اس کی خدمت کی جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا کہ عرب چلے جاؤ آخری نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے وہ ٹیلوں والے شہر میں مبعوث ہو گا اور وہاں کے لوگ اس کے دشمن ہو جائیں گے تو وہ کھجوروں والی سرزمین کی طرف ہجرت کرے گا۔ حضرت سلمانؓ ایک قافلے کے ساتھ چل پڑے اُن لوگوں نے

دھوکے سے غلام بنا کر بیچ دیا۔ تقریباً درجن بھر آقاؤں کے پاس بکتے بکاتے آخر مدینہ طیبہ جو اس وقت یثرب کہلاتا تھا کے ایک یہودی کے پاس پہنچ گئے جب سرور دو عالم ﷺ ہجرت فرما کر یثرب پہنچے اور یثرب مدینۃ النبی ﷺ ہو گیا تو علامات نبوت دیکھ کر آپؓ مشرف با اسلام ہوئے ایک دن دربار نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ

یا رسول اللہ! فداہ امی وابی۔ مجھے اس یہودی سے نجات دلوایئے مجھ پر بڑا ظلم کرتا ہے پیارے آقا ﷺ نے فرمایا یہودی سے پوچھو کس شرط پر رہا کرے گا؟ جب یہ بات یہودی سے کہی گئی تو اس نے کہا کہ کھجور کے تین سو پودے لگاؤ جب اُن میں پھل آئے گا تو تمہیں آزادی ملے گی دوسرے

چالیس اوقیہ (تقریباً ایک کلو) سونا نقد ادا کرو۔ کیسا عجیب اتفاق ہے کہ یہودی نے تین سو پودے کہے اور حضرت سلمان فارسیؓ کی عمر مبارک بھی تین سو سال ہوئی۔ سلمان فارسیؓ غمگین ہو گئے اور دربار رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ یہودی ایسی شرط عائد کر رہا ہے جو میری عمر میں تو پوری ہونے سے رہی۔ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا! کیا کہتا ہے؟ جب شرائط بتائی گئیں تو کریم آقا ﷺ نے اپنے جانثار صحابہؓ سے فرمایا! اپنے بھائی کی مدد کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام نے کھجوروں کے مختلف باغات سے تین سو پودوں کا انتظام کیا تو کریم آقا بنفسِ نفیس تشریف لائے اور اپنے دست رحمت سے وہ پودے لگا دیئے آپ کے دست رحمت کی برکت اور معجزہ سے اسی سال سب پودے ثمر آور ہو گئے مگر ایک درخت پر پھل نہ لگا تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ یہ پودا کسی اور نے لگایا تھا آپ ﷺ نے اسے اکھاڑ کر لگایا تو وہ بھی انہیں کے ساتھ پھل دینے لگا ۔ایک صحابی نے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں مرغی کے انڈے کے برابر سونا پیش کیا تو آپ نے وہ سونا حضرت سلمان فارسی کو دے کر فرمایا! جاؤ یہ اپنے یہودی مالک کو دے آؤ۔ بظاہر وہ سونا کم لگتا تھا مگر جب اس کا وزن کیا گیا تو پورا چالیس اوقیہ نکلا روایت میں آتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے اس معجزے کو دیکھ وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور یہ باغ اسلام کیلئے وقف کر دیا۔

کافی اندر تک جا کر اس جگہ کی زیارت کی قدم بہت احتیاط سے رکھے جوتے اتار دیئے کہ مبادا بے ادبی نہ ہو جائے کہ میرے آقا نے اس جگہ کو شرف قدم بوسی بخشا ہے

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

باغ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد ہم باغ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے چلے راستے میں اس ناچیز نے دوستوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعارف کروایا۔ کہ عثمان غنیؓ بہت دولت مند تھے مگر ہمیشہ اپنی دولت کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کیلئے خرچ کیا۔ ناچیز نے بتایا کہ مکہ پاک میں آپ نے دیکھا کہ پانی 2، ریال کی بوتل تھی پینے کے پانی کی قلت اتنی تھی کہ ہوٹلوں پر کھانے کے ساتھ پانی نہیں ملتا تھا بلکہ قیمتاً خریدنا پڑتا تھا۔ مکہ پاک میں صرف آب زم زم ہی تھا

جو وافر مقدار میں ملتا تھا یہاں

مدینے شہر دی توں کی بات پچھناں

آقا دا شہر ہے بھئی بلے ہی بلے

رحمت برس رہی ہے محمد ﷺ کے شہر میں

ہر شے پہ تازگی ہے محمد ﷺ کے شہر میں

یہاں کے لوگوں نے میرے آقا کی اس وقت میزبانی کی جب مکہ پاک کی زمین اُن پر تنگ کر دی گئی تھی اسی چیز کی برکت ہے کہ اس شہر بے مثال کو پہلی اسلامی حکومت کا دار الحکومت ہونے کا شرف ملا۔ یہاں کے تقریباً ہر تیسرے کنویں میں میرے کریم آقا ﷺ نے اپنا لعاب دھن ملایا۔ یا اس کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔ اس شہر کے باسیوں نے میرے کریم آقا ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل کیا تو دیکھ لیجئے کہ ہر طرف بہاریں رقصاں ہیں۔ دنیا کی ہر نعمت بار عائت مل رہی ہے پانی جیسی نعمت اتنی عام ہے کہ کھانا کھانے جاؤ تو ہوٹل والے پہلے پانی کا جگ رکھتے ہیں جتنا چاہو پیو یہ ساری برکتیں میرے کریم آقا کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری کے بعد ہوئیں ورنہ جب آپ تشریف لائے تو پینے کے پانی کی قلت تھی۔ مگر یہ کنواں جس کی آپ زیارت کر رہے ہیں جو بیئر رومہ کہلاتا تھا۔ اس کنویں کا پانی میٹھا تھا مگر کنویں کا یہودی مالک پانی منہ مانگے داموں پر فروخت کرتا تھا میرے کریم آقا ﷺ سے مسلمانوں کی بے بسی دیکھی نہ گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

کون ہے جو یہ کنواں مسلمانوں کیلئے خریدے تو اس وقت سیدنا عثمان غنی نے کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو باغ بند تھا۔ خرگوش بھاگتے پھر رہے تھے کنواں جس چار دیواری میں تھا وہاں تالہ لگا ہوا تھا ایک بڑا پائپ باہر نکلا ہوا تھا ہمارے گائیڈ نے بتایا کہ کنویں پر موٹر لگائی گئی ہے تاکہ پانی جلدی اور تیزی سے آسکے الحمد للہ! کنواں ابھی پانی دے رہا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے ہمارا تن من دھن حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح اللہ کے راستے پر کام آئے ہمیں بھی یہ توفیق ملے کہ ہم دوسروں کے فائدے کیلئے سوچیں اور عمل کریں۔

یہاں سے ہمارا قافلہ غزوہ احزاب جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں کے اس مقام تک پہنچا جہاں

پیارے کریم آقا ﷺ اور دیگر کبار صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خیمے نصب تھے۔ وہیں پر آقا کریم ﷺ نے تین دن تک دعا کی تھی اور جبرائیل امین علیہ السلام فتح کی بشارت لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اس جنگ میں کئی اسلام دشمن قبائل نے مل کر مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی۔ یہ بات پیارے آقا ﷺ کے علم میں آئی تو آپ نے اپنے جانثار صحابہ سے مشورہ کیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر شہر سے باہر تقریباً تین میل لمبی خندق بنائی خندق کی کھودائی میں آپ نے بھی اپنے جانثار ساتھیوں کے ساتھ بنفس نفیس حصہ لیا۔ یہ دور نہایت کسمپرسی کا تھا۔ جب ایک صحابیؓ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر بندھا پتھر دکھایا تو پیارے کریم آقا ﷺ نے اپنے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے قربان جائیں کریم آقا ﷺ کے جو اپنے جانثاروں کے شانہ بشانہ رہے۔

خندق کی کھدائی کے دوران جب ایک سخت چٹان کسی سے نہ ٹوٹی تو ایسے میں کریم آقا ﷺ سے عرض کیا گیا تو آپ نے جب پہلی ضرب لگائی تو چٹان ٹوٹی اور چوٹ لگنے سے چنگاریاں اڑیں تو ایسے میں کریم آقا ﷺ نے فرمایا کسریٰ کے محلات کی چابیاں ہمیں دی گئیں دوسری ضرب سے چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ قیصر کی سلطنت بھی مسلمانوں کو دی گئی۔ پیارے کریم آقا ﷺ یہ پیش گوئی ایسے وقت فرما رہے تھے جب کئی دن کے فاقے تھے مگر جانثاروں کے عشق و محبت کی بلندی کو دیکھئے کہ فوراً اٰمنّا صَدَّقْنا کہا۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ آپ نے بالکل سچ فرمایا۔

خندق کی جگہ پر اب سڑک تعمیر ہوگئی ہے اس مقام پر پانچ تاریخی مساجد ہیں جنھیں مساجد خمسہ کہا جاتا ہے مگر اب ان کے ساتھ ایک کافی وسیع و عریض خوبصورت مسجد بن گئی ہے جہاں زائرین بسہولت نماز ادا کرتے ہیں۔ مسجد فتح سلعہ نامی پہاڑی پر واقع ہے اب پہاڑی تو نہیں ہے مگر مسجد کی جگہ والا حصہ موجود ہے باقاعدہ سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں کافی بلندی تقریباً 50,40 فٹ تو ہوگی۔ یہ مسجد اس جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں فتح کی بشارت ملی تھی۔

جب کفار کا محاصرہ طویل ہوگیا تو پیارے کریم آقا ﷺ نے پیر، منگل، بدھ تین دن یہاں تشریف

فرما ہو کر بارگاہ رب العزت میں مسلمانوں کی فتح و نصرت اور کفار کی شکست کیلئے دعا فرمائی تھی بدھ والے دن آپ کی دعا سے جبرائیل امین علیہ السلام فتح کی بشارت لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے، عین اسی جگہ پر بعد میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد تعمیر کروائی جہاں پیارے کریم آقا ﷺ نے دعا فرمائی اور نمازیں بھی پڑھیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی حاجت پیش آئے کوئی مشکل بنے میں اس مقام پر جا کر دعا کرتا ہوں تو اجابت کی بشارت پاتا ہوں (ترغیب وترہیب)

خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم اور کریم آقا ﷺ نے نعلین پاک کے تقدس کے طفیل اس سیہ کار کو مسجد فتح میں نوافل پڑھنے اور اجتماعی دعا کروانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ رب العزت اپنے نیک برگزیدہ بندوں کی دعاؤں کے صدقے مجھ سے خطا کار و گناہ گار کی دعاؤں کو قبول فرمائے (آمین ثم آمین)

مسجد فتح سے کافی نیچے قبلہ کی جانب مسجد علیؓ اور مسجد سلمان فارسیؓ ہے جو کافی خستہ حالی کا شکار ہیں وہاں بھی نوافل پڑھنے کی سعادت میسر آئی۔ مسجد ابو بکر صدیقؓ بھی اسی جگہ ہے مگر اب اس کی صرف بنیادیں باقی ہیں۔ مسجد عمرؓ بھی سنا ہے کہ یہاں تھی مگر اب اس جگہ پر بہت وسیع خوبصورت مسجد بن گئی ہے وہاں بھی نماز پڑھنے کی سعادت ملی۔

پیارے آقا ﷺ کی اس دعا کا ترجمہ یہ ہے

"یا اللہ تیری تعریف ہے تو نے مجھے ہدایت دی گمراہی سے، جسے تو بزرگی دے، اسے کوئی حقیر کرنے والا نہیں اور جسے تو حقیر کر دے اسے کوئی بزرگی دینے والا نہیں جسے تو عزت دے اسے کوئی ذلیل کرنے والا نہیں، جسے تو ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں جسے تو نا امید کر دے اس کی کوئی مدد کرنے والا نہیں، جس کی تو مدد کرے اسے کوئی نا امید کرنے والا نہیں، جسے تو عطا کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو رزق عطا کر دے اسے کوئی اور محروم کرنے والا نہیں جسے تو پست کر دے اسے کوئی بلند کرنے والا نہیں، جسے تو بلند کر دے اسے کوئی پست کرنے والا نہیں، تو جس کی پردہ پوشی کرے اس کی کوئی پردہ دری کرنے والا نہیں اور جس کا تو پردہ چاک کر دے اس کا کوئی پردہ پوش

نہیں جسے تو دور کر دے اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں، اے غمزدوں کے فریادرس اور اے پریشان حالوں کی دعائیں قبول کرنے والے میرے دکھ، درد اور پریشانی دور فرما دے، بیشک تو میرا حال اور میرے ساتھیوں کا حال دیکھ رہا ہے"۔

جنگ خندق میں پیارے آقا ﷺ نے بحکم خداوندی کفار کی طرف کنکروں والی مٹی کی ایک مٹھی پھینکی تھی کہ وہ طوفانِ باد و باراں بن کر کفار کی فوج کو بہا کر لے گئی اور مسلمانوں کو ان کے محاصرے سے نجات ملی۔

اسی مقام پر صلح حدیبیہ کے بعد فتح مبین کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

جہاں قبلہ بدلتے دیکھا

یہاں سے ہم مسجد قبلتین کی زیارت کیلئے بڑھے تو ہمارے گائیڈ نے اس ناچیز کو بتایا کہ اب ہم مسجد قبلتین کی جانب جائیں گے آپ حجاج کرام کو مسجد کا تعارف کروا دیں۔

پیارے آقا ﷺ جب مکہ پاک میں تھے تو آپ اپنے آباواجداد کے قبلہ کعبۃ اللہ شریف کی طرف ایسے نماز ادا فرماتے کہ شمالی جانب کھڑے ہونے سے اہل کتاب کا قبلہ مسجد اقصیٰ اور کعبۃ اللہ شریف سامنے آجاتا مدینہ طیبہ میں ایسا ہونا مشکل تھا کیونکہ کعبۃ اللہ شریف مدینہ طیبہ کے جنوب میں اور مسجد اقصیٰ شمال میں واقع ہے اس لئے پیارے کریم آقا اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق مسجد اقصیٰ کی جانب رخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے لیکن آپ کے قلب اطہر میں یہ تمنا تھی کہ کاش مجھے بھی کعبۃ اللہ شریف کی جانب رخ کرنے کا حکم ہو جائے۔

ایک مرتبہ آپ بنوسلمہ کے محلے میں حضرت بشیر بن برا رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف فرما تھے کہ نماز ظہر کے وقت بنوسلمہ کی مسجد میں امامت فرما رہے تھے دو رکعت پڑھا لی تھیں دو ابھی باقی تھیں کہ دوران نماز ہی وحی الٰہی نازل ہوئی (اے محبوب) ہم بار بار آپ کے رُخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، ہم ضرور بضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں پس آپ اپنا چہرہ انور ابھی مسجد الحرام کی طرف پھیر لیجئے (البقرہ 144)

پیارے آقا ﷺ نے بقیہ نماز دوسری سمت رخ کر کے پڑھائی ذرا چشم تصور سے دیکھئے وہ منظر بھی

کیسا ہو گا کہ دوران نماز رُخ پھیر نے سے پہلی صف آخری اور آخری صف پہلی بن گئی۔ جانثاراں نبوت، شمع رسالت کے پروانے بغیر وجہ پوچھے اپنے آقا رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں اپنے چہروں کے رُخ اس طرف کر لیتے ہیں اس وقت سے ابد تک مسلمانان عالم کا قبلہ کعبۃ اللہ شریف قرار پایا۔

اب بنو سلمہ کے محلے میں بہت خوبصورت مسجد زائرین کو دعوت نظارہ دے رہی تھی۔ جب ہم اندر داخل ہوئے تو جنوبی سمت بڑا خوبصورت محراب ہے اور شمالی جانب دیوار میں محراب نما نشان اس جگہ کی نشان دہی کرتا ہے کہ جہاں سرور کائنات پر دوران نماز تحویل قبلہ کی آیات نازل ہوئیں مسجد قبلتین کے قریب کوئی خاص دعا مانگنا لازم نہیں اس ناچیز نے اپنے اللہ کے حضور عرض کیا

یا اللہ! یہ مسجد قبلتین ہے تیرے محبوب اور میرے آقا ﷺ کی نماز کی جگہ، یا اللہ رب العزت جیسے تو نے ہمیں آپ ﷺ کے آثار شریفہ کی زیارت کروائی اسی طرح ہمیں قبر میں آقا کریم کی پہچان اور حشر میں آپ ﷺ کی شفاعت نصیب فرما ہمیں آپ کی اتباع میں زندہ رکھ اور آپ کے طریقہ عالیہ پر موت دے (آمین ثم آمین)

اللہ کے فضل و کرم اور آقا کریم کے صدقے مسجد قبلتین میں نفل ادا کرنے کی توفیق ملی۔

وہاں سے جب احد پہاڑ کی طرف چلے تو دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ احد وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں میرے کریم آقا ﷺ کا ارشاد ہے کہ "احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں"۔ اسی پہاڑ کے دامن میں اسلام و کفر کی دوسری جنگ لڑی گئی اس جنگ میں اسلام کے بہت سے مجاہد شہید ہوئے۔ پیارے آقا ﷺ نے اپنے جنگی جرنیل ہونے کا جو مظاہرہ کیا تھا دورِ حاضر کے بڑے بڑے عسکری ماہرین اسے ایک اعلیٰ ترین حکمت عملی قرار دیتے ہیں۔ اسی غزوہ میں کئی جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کریم آقا ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بھی نہایت بے دردی سے شہید کئے گئے آپ کا مزار مبارک ایک چاردیواری کے اندر ہے جہاں بعض روایات کے مطابق حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت مصعبؓ بن عمیر، حضرت عبد اللہ بن جحش اور حضرت شماسؓ بن عثمان، رضوان اللہ علیہم بھی آرام فرما ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے بارے میں میرے کریم آقا ﷺ کا فرمان ہے

(حضرت) حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ کا شیر اور رسول کا شیر ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے

"اللہ کے حضور شہیدوں کے سردار (حضرت) حمزہ بن عبدالمطلب ہیں"

جبل احد تقریباً 6 میل لمبا اور آدھا میل چوڑا پہاڑ ہے اس کے پتھروں کو بارہا میرے کریم آقا ﷺ کی قدم بوسی کا شرف ملا۔ آپ ﷺ اکثر شہدائے احد کے مزارت پر تشریف لایا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہاں آنا پیارے آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

حضرت حمزہ کے قریب آرام فرما حضرت عبداللہؓ بن جحش پیارے آقا ﷺ سے مشابہ تھے آپؓ کی شہادت پر کفار نے بڑی خوشی منائی لات وہبل کے ترانے گائے، کہ خاکم بدھن پیارے مصطفےٰ کریم ﷺ شہید ہو گئے مگر اللہ نے انھیں بعد میں رسوا کیا کہ شہید ہونے والے حضرت عبداللہ بن جحش ہیں اور مصطفےٰ کریم ﷺ بفضل الٰہی بخیر و عافیت ہیں۔ احد پہاڑ کے ساتھ ایک چھوٹی سی پہاڑی جبل الرماۃ واقع ہے۔ اسی پہاڑی پر پیارے آقا ﷺ نے پچاس تیراندازوں کو ہر حال میں جمے رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ مگر ان کی ذرا سی لغزش (مرکز سے ہٹ جانا سے) مسلمانوں کو وقتی طور پر نقصان کا سامنا کرنا پڑا جس میں کریم آقا ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے مگر میرے کریم آقا ﷺ نے اپنی بہترین حکمت عملی سے بازی کو پلٹ دیا۔ یہ پہاڑی زبان حال سے آج بھی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اپنے آقا کی بات سے سرمو انحراف نہ کرنا ورنہ کہیں کے نہ رہو گے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا

سلام ہو آپ پر اے ہمارے آقا حمزہ بن عبدالمطلب

سلام ہو آپ پر اے شہیدوں کے سردار

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے شیر اور رسول اللہ ﷺ کے شیر

سلام ہو آپ پر اے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

سلام ہو آپ پر اے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

سلام ہو آپ سب شہدائے احد، سلام ہو آپ سب پر اس صبر کے
بدلے جو آپ نے کیا اور بہترین گھر آخرت میں صرف تمہارے لئے ہے۔

یا اللہ! انہیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین اجر عطا فرما، سلام ہو آپ سب پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے مزار مبارک ہدیہ سلام پیش کرنے کے بعد بنگلہ دیش کے ایک دوست اس ناچیز کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ طاہری نقشبندی ہیں تو اس ناچیز نے جواب دیا کہ الحمدللہ! اس نے بتایا کہ میں نے آپ کو طاہری ٹوپی اور پگڑی کی وجہ سے پہچانا ہے۔ انہوں نے بتایا کے آج سے کافی عرصہ پہلے بھارت کے شہر سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر کراچی کے ایک دوست ملے تھے۔ جنہوں نے ایسی ہی پگڑی ٹوپی پہن رکھی تھی انہوں نے میرے دل پر انگلی لگا کر ذکر اللہ کی تلقین کی تھی اور حضرت قبلہ محبوب سجن سائیں مدظلہ کا تعارف کروایا تھا میرے ذہن میں ان کا نام نہیں جب اس ناچیز نے ان سے پوچھا کہ ان کا ایک ہاتھ معذور تو نہیں تھا انھوں نے کہا بالکل تھا تو اس ناچیز نے بتایا کہ ان کا نام مولانا عبد الغفور ہے تو وہ کہنے لگے بالکل یہیں نام تھا اب اس نسبت کی وجہ نے مجھے آپ کی طرف راغب کیا انہوں نے بتایا کہ اوپر پہاڑ ایک جگہ سے اس وقت پھٹ گیا تھا جب پیارے آقا ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے آپ کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کو نہایت بے رحمی سے شہید کر کے آپ کا شکم اطہر چیر کر کلیجہ نکال کر ہندہ زوجہ ابو سفیان نے چبالیا تھا۔ یہ ناچیز ان کے ہمراہ اس جگہ کی زیارت کیلئے پہاڑ کے اوپر گیا جہاں خوف خداوندی سے پہاڑ لرز کر رہ گیا تھا۔ پہاڑ واضح طور پر دو حصوں میں بٹا ہوا نظر آتا ہے نیچے جا کر یہ دونوں حصے ایک ہو جاتے ہیں اس مقدس و مبارک جبل کی زیارت کے بعد ہم لوگ واپس حرم نبوی شریف میں باب النہد کی طرف سے حاضر ہوئے۔

الحمدللہ نماز ظہر با جماعت ادا کرنے کی توفیق ملی

نماز عصر کے بعد 3 نمبر وضو خانے کے قریب گنبد خضریٰ کے سامنے آج پھر دوست جمع ہو گئے اور

پیارے کریم آقا ﷺ کی بارگاہ ناز میں عاجزانہ غلامانہ ہدیہ درودوسلام کی محفل سج گئی

ذکر رسول پاک دی محفل سجا لواں
ستا ہو یا نصیب میں اپنا جگا لواں

آج ہم میں بھارت کے صوبہ جھاڑ کھنڈ سے تشریف لائے حضرت علامہ مولانا نسیم احمد رضوی صاحب بھی شامل تھے۔انھوں نے اعلحضرت کا قصیدہ نورا پنی خوبصورت آواز میں ترنم سے سنایا

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

بعد میں امت مسلمہ کی زبوں حالی پر پیارے کریم آقا ﷺ کے حضور ایک دوست نے مسدس حالی کے اشعار نہایت دردوسوز سے پیش کیے۔

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں آج وہ غریب الغربا ہے

ان کے بعد مولانا نسیم انجم صاحب نے امت کی زبوں حالی کا علاج ان اشعار میں سنایا

نیا را ہبر ، نیا راہرو، نئی راہیں ، نئی منزل
نیا ساغر ، نیا مکیش ، نیا ساقی ، نئی محفل
نیا سہرا، نیا دولہا ، نیا مجنوں ،نئی لیلیٰ
مگر ان میں کوئی شے پیار کے قابل نہیں ملتی
پرانی راہ کیا چھو ٹی کہ اب منزل نہیں ملتی
مسلماں ! اواسیر غم مسلماں پلٹ جا جانب منزل پلٹ جا
زمانے آگے جا رہا ہے تو 14سو برس پیچھے پلٹ جا

یقیناً ہماری عزت، ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم نئی روشنی کے دلدادہ نہ ہوں بلکہ پیارے

آقا ﷺ کی اتباع والی زندگی اختیار کریں۔

شائد اسی کا نام ہے تو ہین جستجو
کہ منزل کی ہو تلاش تیرے نقش پا کے بعد

یہ محفل پاک نماز مغرب کے وقفے کے ساتھ نماز عشاء تک جاری رہی نماز عشاء کے بعد سب غلاموں نے مل کر اپنے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ ناز میں عاجزانہ صلوۃ وسلام پیش کیا اور کل دوبارہ حاضری کی امید پر اپنی اپنی رہائش گاہوں پر واپسی ہوئی۔

زمیں پر آشیانہ، جنت میں ٹھکانہ

10 دسمبر 2009ء بروز جمعرات نماز فجر کے بعد جنت البقیع کی زیارت کیلئے گئے۔ جنت البقیع جسے عربی لوگ بقیع الغرقد کے نام سے پکارتے ہیں۔ وجہ تسمیہ اس نام کی یہ ہے کہ عربی زبان میں بقیع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں جنگلی جھاڑیوں کی کثرت ہو اور اس جگہ غرقد نامی پودے کی کثرت تھی۔ اس وجہ سے اس کا نام بقیع غرقد ہو گیا۔ اب ان درختوں کا نام ونشان نہیں اب یہ تقریبا دس ہزار صحابہؓ، اہل بیت، تابعین، آئمہ اور اولیاء اللہ کی آخری آرام گاہ ہے پیارے آقا ﷺ کے روضہ اطہر پر ہدیہ سلام پیش کرنے کے بعد جب باب البقیع سے باہر نکلیں تو سامنے ہی یہ قبرستان ہے۔ پرانے وقتوں میں یہ مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر تھا تیسری صدی ہجری میں مدینہ طیبہ کی جو دیوار تعمیر ہوئی تھی یہ اس سے ملا ہوا تھا جس کی آخری تعمیر عثمانی فرمانروا سلطان سلیمان کے عہد میں ہوئی پھر امن وامان کی صورت حال بہتر ہو جانے پر یہ دیوار ختم کر دی گئی آج کل یہ قبرستان حرم نبوی شریف کے خارجی صحن سے مل چکا ہے

پیارے آقا ﷺ نے جب ہجرت فرما کر اس شہر کو اپنا مسکن بنایا تو یہاں تہذیب وترقی کا ایک نیا باب رقم ہوا۔ یہ شہر پورے عالم کیلئے رشد وہدایت کا مرکز بنا یہیں سے علم ومعرفت کے سرچشمے پھوٹے ہجرت کے بعد کریم آقا ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ کوئی جگہ مسلمانوں کی تدفین کیلئے مقرر ہو جائے اسی مقصد کیلئے جب آپ بقیع کی جگہ پر تشریف لائے تو ارشاد فرمایا۔

مجھے اس جگہ (بقیع) کا حکم (قبرستان کیلئے) دیا گیا ہے (مستدرک حاکم)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ خالق کائنات نے محبوب کریم کو اس جگہ قبرستان بنانے کا حکم دیا

اسی بات سے اس جگہ کی فضیلت کی ابتدا ہوتی ہے

2 ہجری میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمانؓ بن مظعون کا انتقال ہوا تو پیارے کریم آقا ﷺ نے ان کو بقیع میں دفن کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ ان کی قبر پر تشریف لائے اور ایک پتھر طلب فرمایا اور اس پتھر کو قبر پر رکھ دیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔

یہ پتھر میرے بھائی (حضرت عثمان بن مظعونؓ) کی قبر کی پہچان ہے تاکہ میرے گھر والوں میں سے جو بھی انتقال فرمائے اس کو ان کے نزدیک ہی دفن کروں۔ (اخرجہ ابوداؤد البیہقی)

علماء مورخین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ بقیع میں سب سے پہلے کس کی تدفین ہوئی جمہور علماء کے مطابق حضرت عثمانؓ بن مظعون مہاجر کو سب سے پہلے دفن کیا گیا۔ جبکہ بعض علماء کے نزدیک حضرت اسعد بن زرارہ انصاری پہلے صحابی ہیں جو بقیع میں دفن ہوئے۔ دونوں اقوال میں جمع و تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ انصار میں سے حضرت اسعد بن زرارہؓ پہلے دفن ہوئے اور مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن معظونؓ پہلے دفن ہوئے۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ کا انتقال پیارے آقا ﷺ کی ہجرت کے 9 ماہ بعد ہوا جبکہ حضرت عثمانؓ بن مظعون کا انتقال غزوہ بدر کے بعد ہوا۔

(تحقیق النصرۃ للمراغی۔ وفا الوفا سمہودی)

ان کے بعد جس مسلمان کا انتقال ہوتا اسے یہاں دفن کیا جاتا خلیفہ ثالث حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب فتنہ کی آگ اٹھی آپ کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا۔

آپؓ کو بقیع میں دفن نہ کیا جا سکا آپ کو جنت البقیع سے باہر آپ کے حوش کوکب نامی باغ میں رات کے اندھیرے میں دفن کیا گیا۔ جو بقیع سے باہر مشرق میں واقع تھا۔ جب حضرت معاویہؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس باغ کو جس میں سیدنا عثمان ابن عفان مدفون تھے جنت البقیع میں شامل کر دیا۔ اس قبرستان کی یہ پہلی توسیع تھی۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک اس میں کوئی توسیع نہ ہو سکی۔ یہاں تک کہ موجودہ سعودی دور حکومت میں شاہ فیصلؒ بن عبدالعزیز آل سعود نے سنہ 1373 ہجری میں بقیع عمات کو جنت البقیع میں شامل کرنے کا حکم نامہ جاری فرمایا۔ بقیع عمات یعنی پیارے کریم آقا ﷺ کی پھوپھیوں کی قبور مبارکہ (حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب) ہیں یہ

جنۃ البقیع کے شمال میں تھا۔ بقیع عمات کے علاوہ اس کے مشرق میں میونسپل کمیٹی کے زیر انتظام ایک تکونہ جگہ تھی اسے بھی قبرستان میں شامل کر دیا گیا۔ اس توسیع کے بعد قبرستان میں داخلے کیلئے شمالی سمت میں دو نئے گیٹ بنائے گئے جبکہ مغرب کی طرف پہلے ہی دو دروازے موجود تھے اس طرح داخل ہونے کیلئے چار دروازے ہو گئے۔

سنہ 1390 ہجری میں حد بندی کیلئے پختہ دیوار بنا دی گئی اور اندر بھی پختہ راستے بنائے گئے تا کہ بارش کے موسم میں بھی آمد و رفت اور تدفین میں آسانی رہے

سنہ 1403 ہجری میں شاہ فہد بن عبدالعزیز نے مدینہ طیبہ کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر بقیع میں توسیع کا حکم نامہ جاری کیا۔ یہ جنت البقیع کی تیسری توسیع تھی یہ توسیع صرف مشرق اور جنوب کی طرف تھی۔ مغرب کی طرف ایک اور گیٹ لگایا گیا تا کہ زائرین حرم نبوی شریف سے بسہولت زیارت قبور کیلئے آسکیں۔ متعدد احادیث مبارکہ میں اس قبرستان اور مدینہ طیبہ میں مرنے کی فضیلت آئی ہے جیسا کہ ترمذی شریف کے باب الفضائل مدینہ میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اس کا انتقال مدینہ میں ہو تو وہ مدینہ طیبہ میں مرنے کی کوشش کرے، اس لئے کہ جس کی مدینہ طیبہ میں وفات ہوگی میں اس کی شفاعت کروں گا۔

اہل بقیع کو پیارے کریم آقا ﷺ کی دعا و استغفار کی سعادت میسر ہے۔ ام المومنین، صدیقہ کائنات، سیدہ عائشہ بنت ابو بکرؓ صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے آقا ﷺ کی جب بھی میری رات کی باری ہوتی تو رات کے آخری پہر اکثر بقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے (ترجمہ) سلامتی ہو تم پر مومنین کی جماعت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ پورا ہو کر رہا اور تمہاری (جزا) کل تک ملتوی کر دی گئی اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے آملیں گے۔ اے اللہ! اہل بقیع کی مغفرت فرما۔ (آمین ثم آمین) (مسلم شریف)

مدینہ طیبہ میں جس کی وفات ہوگی وہ قیامت والے دن امن والوں میں سے ہوگا۔

"جس کی حرمین شریفین میں سے کسی حرم پاک میں وفات ہو جائے تو وہ قیامت والے دن امن والا

اٹھایا جائے گا۔ (البیھقی، دار قطنی)

جنت البقیع میں دفن ہونے والا خوش نصیب قیامت والے دن پیارے کریم آقا ﷺ اور سیدنا ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے قیامت کے دن میں نکلوں گا پھر ابو بکر صدیقؓ پھر عمرؓ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ جمع ہوں گے اس کے بعد میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ پس میں حرمین شریفین کے درمیان اٹھوں گا۔ (ترمذی شریف باب مناقب عمر۔ مستدرک حاکم)

جنت البقیع میں میں دفن ہونے والے تقریباً دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بے شمار تابعین، صالحین اولیاء اللہ اور علمائے ربانی کا پڑوس نصیب ہوگا۔

جنت البقیع کی مزید فضیلت اس حدیث پاک سے بھی ظاہر ہے کہ جس میں پیارے کریم آقا ﷺ نے حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کیا تم اس قبرستان (البقیع) کو دیکھ رہی ہو؟ اس سے ستر ہزار افراد قیامت کے دن اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ اور یہ لوگ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ (مستدرک حاکم، طبرانی)

حضرت قاضی عیاض نے حضرت امام مالک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس اس غزوہ سے واپس ہوئے اور اس اس طرح ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے ہمراہ تھے ان ہزاروں میں سے تقریباً دس ہزار کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوا اور بقایا دنیا کے ملکوں میں پھیل گئے۔ (ترتیب المدارک وتقریب المسالک قاضی عیاضؒ)

جنت البقیع کی زیارت کی مشروعیت تمام قبروں کی زیارت کی مشروعیت میں بھی آتی ہے جیسا کہ سید الکونین صاحب قاب قوسین، رحمت عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

سمجھ لو میں نے تمہیں تین چیزوں سے روکا تھا اب ان چیزوں میں میری رائے یہ ہے میں نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ پھر مجھ پر ظاہر ہوا کہ یہ (قبروں کی زیارت) دلوں کو نرم کرتی ہے اور قبروں کو دیکھ کر آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے فحش بات نہ کیا کرو۔

(رواہ احمد۔ابوداؤد۔نسائی۔موطاامام مالک)

یہ بات تو عام قبروں کی زیارت کے سلسلہ میں ہے جنت البقیع کی زیارت کی فضیلت تو اس بات سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ آقا کریم ﷺ کی سنت مبارکہ تھی اکثر و بیشتر دن اور رات کے اوقات میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اہل البقیع کے جنت نشینوں کے لئے دعا واستغفار فرمایا کرتے تھے صدیقۂ کائنات، محبوبہ محبوب رب العالمین، سیّدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ میرے آقا و مولا ﷺ جب میری باری پر تشریف لائے آقا کریم ﷺ نے چادر اتار کر رکھی، جوتے اتارے اور ان دونوں چیزوں کو اپنے پیروں کے پاس رکھ کر اپنے بستر مبارک پر لیٹ گئے، میں بھی کچھ ہی دیر میں سوگئی۔ آقا کریم ﷺ نے آہستہ سے چادر مبارک لی اور چپکے سے نعلین پاک پہنے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئے۔ میں بھی نیند سے بیدار ہو کر زرہ کو سر پہ رکھ کر خوب پردہ کر کے آقا کریم ﷺ کے پیچھے چل دی آقا کریم ﷺ بقیع میں تشریف فرما ہوئے۔ آقا کریم ﷺ نے تین مرتبہ دعا فرمائی پھر واپس چل دیئے میں بھی واپس ہولی آقا کریم ﷺ نے تیز چلنا شروع کیا میں نے بھی تیز چلنا شروع کیا پھر آقا کریم ﷺ نے اور تیز چلنا شروع کیا میں نے دوڑنا شروع کیا یہاں تک کہ آقا کریم ﷺ گھر پہنچ گئے مگر میں آقا کریم ﷺ سے پہلے گھر پہنچ کر لیٹ گئی جیسے ہی میں لیٹی آقا کریم ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا

عائشہؓ تمہیں کیا ہوا ہے! میں نے عرض کیا کچھ نہیں، آقا کریم ﷺ نے فرمایا۔ یا تو مجھے بتادو یا پھر مجھے اللہ لطیف و خبیر بتادے گا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے۔ (یعنی حضرت عائشہؓ نے ساری تفصیل بتادی۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اپنے سامنے جو کالا سایہ دیکھا تھا وہ تم ہی تھیں؟ میں نے عرض کیا! جی ہاں آقا کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: تم اللہ رب العزت اور اسکے محبوب کے سلسلہ میں بدگمانی کیوں کرتی ہو کہ وہ تم پر ظلم کریں گے؟ لوگ خواہ کچھ چھپائیں اللہ تعالیٰ تو ظاہر فرمادے گا۔ فرمایا: جبرائیل میرے پاس آئے اور مجھے پکارا اور تم سے رازداری فرمائی۔ اس لئے میں نے ان کی آواز پر لبیک کہی اور میں نے بھی رازداری رکھی۔ جبرائیل تمہارے گھر ایسی حالت میں کیسے آتے کہ

تم لیٹ چکی تھی اور میں نے خیال کیا کہ تم سو چکی ہو اور تمہیں اٹھانا بھی مناسب نہ سمجھا کہ پھر تم اکیلی وحشت محسوس کروگی۔ بات یہ تھی کہ تمہارے رب نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اہل بقیع کے پاس جاؤں اوران کیلئے دعائے مغفرت کروں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں اہل بقیع کیلئے کس طرح دعا کروں تو کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

اس طرح کہو اہل ایمان واسلام! تم پر سلامتی ہو اللہ کریم پہلے اور بعد والوں پر رحم فرمائے ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کی زیارت کیلئے آئے اسے چاہیے کہ وہ جنت البقیع کی زیارت کرے اہل بقیع کو سلام کرے ان کیلئے دعائے مغفرت کرے جیسا کہ آقا کریم ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے آقا کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اہل بقیع کیلئے دعا کروں۔ (مسلم۔نسائی۔ترمذی)

رسول اللہ کے پیارے ان کا مقدر جنت کے نظارے

جنت البقیع میں مدفون چند مشہور ومعروف صحابہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں

سعیدؓ بن زید، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، عبداللہ بن سعود ہذلی، عبداللہ بن ابوبکر صدیق، ابی بن کعب انصاری، اسید بن حضیر، اسامہ بن زید، اوس بن ثابت، اوس بن خولی، اسعد بن ذرارہ، ارقم بن ابی ارقم جابر بن عبداللہ، سہل بن سعد، حکیم ابن حزام بن خویلد، شاعر دربار نبوت حسان بن ثابت، خباب مولی عتبہ، عبداللہ بن ثابت انصاری، عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائیکہ، مقداد بن اسود حضرمی، نوفلؓ بن معاویہ، ریحانہؓ بنت شمعون، ام رومانؓ زوجہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہؓ ام ابراہیمؑ، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ، ام لمومنین سیدہ ام سلمیٰؓ، ام لمومنین سیدہ زینبؓ بنت جحش، ام لمومنین سیدہ زینبؓ بنت خزیمہ، ام لمومنین سیدہ سودہؓ، ام المومنین سیدہ صفیہؓ بنت حیی ام لمومنین سیدہ ام حبیبہؓ، سیدہ رقیہؓ بنت رسول اللہ، سیدہ زینب بنت رسول اللہ، سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ، سیدۃ النساء حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ، سیدنا امام حسنؓ بن علیؓ سیدنا امام جعفر صادق، سیدنا امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ، سیدنا امام محمد باقرؒ حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام نافعؒ شیخ القراء، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

حضرت ابراہیم بن رسول اللہ، سیدہ عاتکہ بنت عبد المطلب سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب، سیدہ اروی بنت عبد المطلب، حضرت عقیل بن ابو طالب، سیدہ حلیمہ سعدیہ اور دوسرے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ بے شمار تابعین آئمہ اولیاء سلف شامل ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی قبروں کے آثار لوگوں کے ذہنوں سے نکل گئے سوائے چند ایک کے باقی تمام قبروں کی کوئی نشانی نہیں ملتی۔ جو قبریں ابھی تک پہنچانی جاتی ہیں وہ اہل مدینہ کی نقل در نقل اور نسلاً بعد نسل چلی آئی روایات ہیں چند مورخین نے بھی بعض قبروں کی نشان دہی کی ہے عثمانی دورِ حکومت میں بعض قبور پر قبے (گنبد) تھے جس سے قبروں کی پہچان ہو جاتی تھی مگر سعودی دور حکومت میں جنت البقیع اور مکہ پاک میں جنت المعلیٰ سے تمام مزارات گرا دیئے گئے بس ایک ایک پتھر رکھ دیا گیا۔

اس ناچیز کے پاس استاذ العلماء علامہ حبیب الرحمٰن گبول کا تحریر کردہ سفرنامہ "سفر عقیدت" تھا جس میں جنت البقیع کا ایک نقشہ تھا اور اس ناچیز کو مدینہ طیبہ سے بھی ایک کتاب "مختصر تاریخ بقیع الغرقد" مل گئی جس میں چند مشہور معروف قبروں کا محل وقوع درج تھا جس سے اس ناچیز کو سلام پیش کرنے میں بڑی آسانی میسر آئی جنت البقیع کے مغربی صدر دروازے سے داخل ہوں تو سامنے تقریباً تیس میٹر کے فاصلے پر پیارے کریم آقا ﷺ کی صاحبزادیوں سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ اور سیدہ زینب بنت رسول اللہ کی قبور مبارکہ ہیں وہاں غلامانہ حاضری پیش کی اور انتہائی ادب کے ساتھ سلام عرض کیا اے میرے کریم آقا ﷺ کی صاحبزادیو! اے محبوب رب العالمین شفیع المذنبین کی صاحبزادیو! آپ پر سلام ہو، اللہ رب العزت آپ سے راضی ہو اور بہترین انداز سے راضی کرے اور اپنی رضا والی جگہ جنت کو آپ کا ٹھکانہ بنا دے، سلام ہو آپ پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں۔ ہوں، ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو اللہ تعالیٰ تمہارے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

اگر آپ پیارے آقا ﷺ کی صاحبزادیوں کی قبور مبارکہ پر کھڑے ہوں تو آپ کے بائیں طرف تقریباً آٹھ میٹر کے فاصلہ پر امہات المومنین یعنی پیارے آقا ﷺ کی ازواج مطہرات کی قبریں

ہیں جن میں سیدہ عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ، سیدہ سودہؓ بنت زمعہ العامریہ، سیدہ حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ سیدہ زینبؓ بنت خزیمہ، سیدہ ام سلمہؓ، سیدہ جویریہؓ بنت حارث، سیدہ ام حبیبہؓ رملہ بنت ابوسفیان، سیدہ صفیہؓ بنت حیی، سیدہ زینبؓ بنت جحش رضوان اللہ علیہن اجمعین یہ تمام ایک ہی احاطہ میں بنات رسول کے مزارات کے شمال میں ہیں۔

جب کہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ کریم آقا ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں ان کا مزار پُر انوار جنت المعلیٰ مکہ پاک میں ہے اور پیارے آقا ﷺ کی آخری زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ کا مزار مبارک مکہ پاک سے تقریباً 15 کلومیٹر کے فاصلہ پر مقام سرف میں ہے یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے امہات المومنین میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا واحد خاتون ہے جن کا ایک سفر میں اس مقام پر نکاح ہوا پھر کچھ عرصہ بعد اسی مقام پر سفر سے واپسی پر رخصتی عمل میں آئی اور پیارے آقا ﷺ کے حیاتِ ظاہری سے پردہ فرمانے کے بعد اسی مقام پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا عالم بالا کو تشریف لے گئیں۔ (عارضۃ الاحوذ شرح ترمذی)

پرانی تصاویر اور بزرگوں کی کتب سے امہات المومنین کے مزارات پر ایک خوبصورت گنبد کا پتہ چلتا ہے مگر اس وقت اہل ایمان کی مقدس ماؤں کی قبریں ہر قسم کی زیب وزینت سے بے نیاز انوار خداوندی کے نزول کا مرکز ہیں۔ اپنی ماؤں کی خدمت اقدس میں اس سیہ کار کو ہدیہ سلام پیش کرنے کی سعادت میسر آئی۔

میرے کریم آقا کی محبوب بیویو! میری مقدس ماؤں آپ سب کو اس سیہ کار کا سلام ہو، اے تمام مسلمانوں کی مقدس ماؤں آپ پر سلامتی ہو خدائے ذوالجلال آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہترین طریقہ پر راضی کرے اور اپنی رضا والی جگہ جنت کو آپ کی منزل، آرام گاہ اور مستقل ٹھکانہ بنائے۔ آپ سب پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں (نازل ہوتی رہیں)

سلام کرنے چلیں اس آستانے کو
حسین پال کے جس نے دیا زمانے کو

جنت البقیع میں داخل ہوں تو مشرق کی طرف جانے والے راستے پر چند قدم چلنے کے بعد دائیں ہاتھ ایک مختصر سا راستہ نکلتا ہے جو بنی ہاشم (اہل بیت عظام) کے مزارات تک جاتا ہے۔ اگر آدمی پیارے آقا ﷺ کی صاحبزادیوں کے مزار مبارکہ پر کھڑا ہو تو اس کے دائیں جانب جنوب کی طرف تقریباً 25 میٹر کے فاصلہ پر بنی ہاشم کے مزارات ہیں مگر وہاں قریب ہی آپ کو مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ یا سپاہی کھڑے ملیں گے جو آپ کو وہاں جانے سے روکتے ہیں۔ مگر یہ ناچیز اس احاطے تک پہنچ گیا جسے خاردار تاروں کے ذریعے باقی حصے سے الگ کیا گیا ہے۔ اس احاطے میں پیارے کریم آقا ﷺ کی لاڈلی بیٹی چھوٹی صاحبزادی، ام ائمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، نواسہ رسول سیدنا حسنؓ بن علیؓ، پیارے کریم آقا ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، حضرت امام حسینؓ کے صاحبزادے حضرت زین العابدینؓ، امام محمد باقر بن امام زین العابدینؓ، حضرت امام جعفرؒ صادق بن امام محمد باقرؒ آرام فرما ہیں۔ وہاں کھڑے ہو کر تسلی سے ختم شریف پڑھا۔ اپنے لئے مرشد مربی اور ان کے خاندان، احباب کیلئے، بچوں کیلئے، دوستوں کیلئے دین و دنیا کی سعادتوں، برکتوں اور پیارے آقا ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق چاہی۔ مزارات مقدسہ کی زیارت کے بعد سلام پیش کیا۔

سلام ہو آپ پر اے میرے آقا عباسؓ بن عبد المطلب! اے میرے کریم آقا ﷺ کے چچا! اللہ آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہتر طریقہ سے راضی کرے۔ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں، سلام ہو اے سیدنا حسن مجتبیٰ اور سلام ہو سیدنا زین العابدینؓ اور سلام ہو آپ پر سیدنا امام محمد باقر، سلام ہو آپ پر سیدنا امام جعفر صادقؒ، اے اہل بیت نبوت اللہ تعالیٰ آپ سب سے راضی ہو اور آپ کو بہترین طریقہ سے راضی کرے سلام ہو آپ سب پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔

امہات المومنین کے مزارات سے شمال کی جانب تقریباً پانچ میٹر کے فاصلے پر ایک مختصر احاطے

میں حضرت عبداللہؓ بن جعفر طیارؓ، حضرت عقیلؓ بن ابو طالب، حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے مزارات مبارکہ ہیں۔

ابن زبالہ نے حضرت خالد بن عوسجہ سے روائیت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں دار عقیلؓ بن ابی طالب کے قریب کونہ میں کھڑا دعا و استغفار کرر ہا تھا کہ جعفر بن محمد میرے پاس سے گزرے ان کے ہمرہ ان کے اہل خانہ بھی تھے۔ مجھ سے پوچھنے لگے کیا تم اس جگہ کسی خاص نشانی کے مقام پر کھڑے ہو؟ میں نے کہا نہیں کہنے لگے یہ وہ جگہ ہے جہاں رات کے وقت آ کر پیارے آقا ﷺ اہل بقیع کیلئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ابن زبالہ کہتے ہیں کہ دار عقیل (حضرت عقیل ابن ابی طالب کا مکان) اسی جگہ پر تھا جہاں ان کی قبر ہے (وفا الوفا سمہووی، المغانم المطابہ)

زین مراغیؒ کا قول ہے کہ اس جگہ دعا کرنا چاہئے مجھے کئی لوگوں نے بتایا کہ اس قبر کے نزدیک دعا مستجاب اور مقبول ہے۔(تحقیق النصرۃ۔وفا الوفا)

حضرت عقیلؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے مشرق کی طرف موجودہ پختہ راستوں کے ملاپ سے تقریباً دس میٹر کے فاصلے پر دو قبریں ہیں۔ ایک قبر امام دار الہجرۃ، دنیا کے پہلے محدث حضرت مالکؒ بن انس جو چالیس سال تک حرم نبوی شریف میں درس حدیث دیتے رہے۔ ایک مرتبہ دوران درس کئی مرتبہ بچھو نے کاٹا۔ لیکن احترام حدیث میں تکلیف کے باوجود درس جاری رکھا۔ آپ کتاب کے اوراق ہمیشہ آہستہ آہستہ پلٹتے اور بات چیت انتہائی نرم آواز میں کرتے کہ کہیں میری آواز پیارے آقا ﷺ کو گراں نہ گزرے آپ کے مزار مبارک کے بالکل ساتھ اسی احاطے میں حضرت امام نافع بن ابونعیمؒ کی قبر مبارک ہے یہ امام مالک کے شیوخ میں سے ہیں آپ قرأت کے ان دس آئمہ کرام میں سے ہیں جن کی قرأت متواتر ہے آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور بڑے عالم، زاہد تھے آپ مدینہ طیبہ کے قرأ کے امام کہلائے۔

یہاں اس سیہ کار نے بصد ادب و نیاز سلام پیش کیا "سلام ہو آپ پر اے سیدنا امام مالک، فقہ مالکی کے امام اللہ آپ پر راضی ہو اور آپ کو راضی فرمائے۔ اے امام نافع آپ پر بھی

سلام ہو اللہ آپ کو راضی کرے اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوتی رہیں آپ دونوں پر اور تمام اہل بقیع پر (آمین ثم آمین)

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک سے مشرق کی طرف تقریباً بیس میٹر کی دوری پر پیارے آقا ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا مزار مبارک ہے جن کا انتقال دس ربیع الاول سنہ دس ہجری کو ہوا تھا۔ آپ کے ساتھ حضرت عثمان بنؓ مظعون جو آقا کریم ﷺ کے رضاعی بھائی اور مہاجرین میں سب سے پہلے بقیع میں دفن ہوئے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جنھوں نے سب سے پہلے راہ خدا میں تیر چلایا۔ حضرت اسعدؓ بن زرارہ انصار میں سب سے پہلے بقیع میں دفن ہوئے، حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت حنیسؓ بن خذافہ سہمی جو حضرت عمر فاروقؓ کے داماد ہیں اس نسبت سے ہم زلف رسول ﷺ کہلانے کے حق دار ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کی ایک صاحبزادی حضرت حفصہؓ امہات المومنین میں شامل ہیں۔ فرزند رسول حضرت ابراہیم کی بارگاہ ناز میں ہدیہ سلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سلام ہو آپ پر اے ابراہیم بن رسول اللہ، سلام ہو آپ پر اے ہمارے آقا مولیٰ کے صاحبزادے ! سلام ہو آپ پر اے مصطفےٰ کریم کے فرزند دل بند، سلام ہو آپ کے ساتھ آرام فرما اصحابؓ رسول ﷺ پر، اللہ رب العزت آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہترین طریقہ سے راضی فرمائے اور جنت کو آپ کی منزل اور مستقل ٹھکانہ بنائے سلام ہو آپ سب پر اور اللہ رب العزت کی رحمتیں اور برکتیں۔

ان کے ساتھ ہی حضرتؓ فاطمہ بنت اسد کا مزار پرانوار ہے۔ یہ حضرت علی بن ابی طالب کی والدہ ماجدہ ہیں اور پیارے کریم آقا ﷺ کی مونس و غمخوار اور مربیہ ہیں جب ان کی وفات ہوئی تو مصطفےٰ کریم ﷺ نے اپنی قمیض پہنائی اور ان کی قبر میں میرے کریم آقا بنفسِ نفیس اترے اس کائنات میں صرف پانچ شخصیات ایسی قسمت لے کر پیدا ہوئیں کہ جن کے مقدر پر بلندی کو بھی رشک آیا کہ ایسا ان پانچ کے علاوہ کسی کو نصیب نہ ہوا کہ خود میرے کریم آقا رحمۃ اللعالمین ﷺ ان کی قبروں میں اترے۔

مکہ پاک میں اپنی پیاری زوجہ اور ہماری شفیق ماں سیدہ کائنات، دم ساز و غم گسار

آقا حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک میں حضرت خدیجہ کے صاحبزادے جو میرے کریم آقا ﷺ کی پرورش تھے انھیں بھی یہ اعزاز ملا۔

حضرت عبداللہ مزنی البجادین رضی اللہ عنہ بھی اُن خوش نصیبوں میں شامل ہیں۔ جنھیں یہ بلند مقام ملا۔ یار غار و مزار، راز دار نبوت، خلیفہ الرسول، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اور ہماری بلند شان ماں پیارے کریم آقا ﷺ کی چہیتی بیوی صدیقۂ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ کی والدہ ماجدہ سیدہ ام رومان بھی ان خوش قسمت افراد میں شامل ہیں۔

ابوتراب، فاتح خیبر، زوج بتول، ابوالحسنین سیدنا علی ابن ابی طالب کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی قسمت بھی اوج ثریا کو چھو رہی ہے کہ آپ بھی ان پانچ میں شامل ہیں (وفاالوفا۔ سمہودی)

حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کے مزار پاک سے تقریباً 75 میٹر کی دوری پر ایک مستطیل جگہ ہے جس کا پتھروں سے احاطہ کیا گیا ہے۔ اسے مدفن شہدائے حرہ کہا جاتا ہے یہ ان شہداء کرام کی قبریں ہیں۔ جو یزید کے دورِ حکومت میں مدینہ طیبہ کے دفاع میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ یہ جگہ باقی زمین سے تقریباً تین فٹ بلند ہے تاریخ کی بعض کتب میں اسے چھت والا لکھا گیا ہے مگر اب صرف پتھر چن کر اسے ممتاز کیا گیا ہے۔

محرم الحرام 61 ہجری میں نواسہ رسول، پسر بتول شہزادہ گلگوں قباء، راکب دوش مصطفیٰ امام عالی مقام حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں بیدردی سے شہید کرنے کے بعد 27 ذی الحج 63 ہجری میں اہل مدینہ طیبہ نے یزید کی بیعت توڑ دی۔ قریش نے عبداللہ بن مطیع کو اور انصار نے عبداللہ بن حنظلہ بن عامر کو امیر مقرر کر لیا۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ لوگ ممبر کے پاس جمع ہوئے اور یزید کی بیعت توڑنا شروع کر دی کوئی شخص کہتا۔ جس طرح میں اپنی پگڑی اتار رہا ہوں۔ اسی طرح میں یزید کی بیعت اتار رہا ہوں اور یہ کہہ کر اپنی پگڑی پھینک دیتا اور کوئی کہتا جیسے میں اپنی جوتی اتار رہا ہوں ویسے ہی یزید کی بیعت اتار رہا ہوں۔ حتیٰ کہ وہاں جوتیوں اور پگڑیوں کا ایک ڈھیر اکھٹا ہو گیا۔ جب یہ بات یزید تک پہنچی تو وہ غضب ناک ہوا۔

اس نے عمرو بن سعید بن عاص کو بلا کر اہل مدینہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اس نے معذرت کر لی اور کہا کہ میں نے آپ کیلئے شہر فتح کئے اور انتظامی معاملات درست کئے۔ لیکن قریش کا خون بہانے سے مجھے معاف رکھیے۔

یزید نے پھر ضحاک بن قیس فہری کو بلایا اور اسے اہل مدینہ پر چڑھائی کیلئے کہا تو وہ پسینہ پسینہ ہو گیا اور کہا کہ اہل مدینہ آپ کی قوم اور آپ کے قبیلہ سے ہیں اور مدینہ رسول اللہ ﷺ کا شہر اور حرم ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ انھیں معاف کر دیں۔ یزید نے کہا کہ نکل جاؤ!

پھر اس نے مسلم بن عقبہ مری کو بلوایا۔ وہ بکھرے بالوں والا ایک کانا شخص تھا۔ اس کے پیروں میں لنگڑاہٹ تھی۔ جب یزید نے اس کو واقعہ بتایا۔ تو اس نے کہا اس سے پہلے میں آپ کے والد کو بھی مشورے دیتا رہا۔ مگر انھوں نے میری ایک نہ مانی یزید نے کہا کہ یہ باتیں چھوڑ و مشورہ دو تو اس نے کہا کہ ان لوگوں (اہل مدینہ) کی طرف ایک ایسا لشکر روانہ کرو جس کی ان کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہ ہو یزید نے کہا کہ اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو تمہیں اس لشکر کا امیر بنا دیتا یہ سن کر مسلم بن عقبہ مری نے کہا کہ آپ اگر کشتی کروائیں تو میں ان سے کمزور ہوں مگر تدبیر اور رائے میں ان سے قوی ہوں۔

یزید نے کہا کہ چلنے کی تیاری کرو۔ پھر یزید نے ایک سو دینار اور عطیات کے وعدوں پر بارہ ہزار کا لشکر تیار کیا۔ جس میں کوئی بھی شخص پچاس سال سے زائد عمر کا نہیں تھا۔ تا کہ پیارے آقا ﷺ کے دور مبارک کو دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔

اہل مدینہ پر غالب آنے کے بعد مسلم بن عقبہ نے تین دن تک اپنی فوجوں کو مدینہ میں لوٹ مار کی اجازت دے دی۔ جو بھی شخص ملتا اسے شہید کر دیا جاتا اور اس کا مال لوٹ لیا جاتا۔

آقا کریم ﷺ کے روضہ اطہر اور ممبر کے درمیان کی وہ جگہ جسے آقا کریم ﷺ نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا ہے وہاں گھوڑے باندھے گئے جو وہاں پیشاب اور لید کرتے رہے۔

علامہ سمہودیؒ علامہ قرطبیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے قتل عام میں ایک ہزار سات سو، مہاجرین اور انصار صحابہؓ و تابعین شہید کیے گئے اور عام لوگوں میں عورتوں اور بچوں کے سوا دس ہزار مسلمان شہید ہوئے، سات سو قرآن پاک کے قاری اور ستانوے قریش شہید ہوئے۔

علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایام حرہ میں حرم نبوی شریف میں صرف حضرت سعید بن مسیب رہ گئے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا قبر انور سے اذان کی آواز آتی اور پھر اقامت کہی جاتی تو میں آگے بڑھ کر نماز ادا کرتا۔

سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ ایام حرہ میں تین دن آقا کریم ﷺ کی مسجد میں اذان اور جماعت نہ ہو سکی۔ سعید بن مسیب جب بھی مسجد جاتے تو قبر انور سے اذان کی آواز سنتے تو انھیں نماز کا وقت معلوم ہو جاتا یہ روایت مشکوۃ شریف جلد اول میں بھی ہے۔

جنت البقیع کے درمیان شہدائے حرہ کی قبروں سے تقریباً ایک سو پینتیس 135 میٹر شمال مشرق کی طرف رسول اللہ ﷺ کے تیسرے خلیفہ برحق، آقا کریم ﷺ کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں سیّدہ رقیہ اور سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نامدار، جامع قرآن، تمام عالم اسلام کو ایک قرات پر جمع کرنے والے، تلاوت قرآن مجید فرقان حمید کرتے ہوئے مدینۃ النبی ﷺ میں انتہائی مظلومانہ انداز میں بے دردی سے شہید ہو کر جنت البقیع میں آرام فرما کامل الحیاء والایمان سیّدنا عثمان بن عفانؓ کا مزار پرانوار ہے آپ کی قبر انور سے شمال اور مشرق کی طرف پختہ راستے نکلتے ہیں

ایک مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ ناز میں عرض کیا۔

یارسوال اللہ! ﷺ میرے ماں باپ پر قربان ہوں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ عثمانؓ کی قبر آپ کے قدموں میں ہو۔ یہ سن کر میرے کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے عثمان! مسجد سے باہر چلو چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تعمیل ارشاد نبوی میں مسجد شریف سے باہر آئے تو ساتھ ہی امام الانبیاء سید اولاد آدم ﷺ بھی باہر تشریف لائے پیارے کریم آقا ﷺ نے حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی کمان میں تیر لگا کر چلاؤ جب حضرت عثمان غنی نے تیر پھینکا تو وہ تیر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوش کوکب نامی باغ میں جا کر زمین میں کھڑا ہو گیا۔ پیارے کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے عثمانؓ! آپ کی قبر یہاں بنے گی۔ یہ جگہ پہلے بقیع سے باہر تھی حضرت امیر معاویہ کے دور حکومت میں اسے بقیع میں شامل کیا گیا جنت البقیع کی یہ پہلی توسیع تھی۔

حضرت عثمانؓ کے مزار مبارک سے شمال کی طرف تقریباً پچاس میٹر کی دوری پر پتھروں کی اک

مختصر سی چار دیواری میں صحابی رسول حضرت سعید بنؓ معاذؓ کا مزار مبارک ہے آپ کے مزار مبارک پر عاجزانہ سلام عرض کیا آپ پر سلام ہواے میرے آقا کریم ﷺ کے جانثار صحابی اللہ رب العزت آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہتر طریقے سے راضی کرے اور ہمیں اور ہمارے بچوں کو عشق رسول ﷺ سے نوازے۔ آقا کریم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق رفیق دے۔ اللہ تعالی کی رحمتیں ہوں آپ پر اور اُسکی برکتیں۔

حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر مبارک کے شمال میں جنت البقیع کی موجودہ دیوار کے بالکل ساتھ حضرت ابو سعیدؓ اور پیارے کریم آقا ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ کے مزارات ہیں۔ یہ دونوں قبریں جنت البقیع سے باہر شمال مشرق میں اس راستے پر تھیں جو حرہ شرقیہ کو جاتا ہے یہ مبارک قبریں جنت البقیع کی آخری توسیع میں جنت البقیع میں شامل کر لی گئیں۔

سیّدہ حلیمہ سعدیہ کا تعلق قبیلہ نبی سعد سے تھا۔ پیارے کریم آقا ﷺ کی رضاعت (دودھ پلانے کی خدمت) آپ کے حصہ میں آئی۔

ناز کر تو اے حلیمہ سرور کونین پر
گر لگی اچھی تو تیری جھونپڑی اچھی لگی

پیارے کریم آقا ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد ایک مرتبہ سیدہ حلیمہ سعدیہ سرکار دو عالم سے ملنے آئیں تو سرکار مدینہ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھائی۔ سیدہ حلیمہ سعدیہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئیں انھیں شرف صحابیت عطا ہوا سیدہ کے مزار مقدس پر ختم پاک اور سلام پیش کرنے کی سعادت میسر ہوئی۔

سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا کی رضائی ماں کہلانے والی، اللہ رب العزت آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہترین طریقہ کے مطابق راضی کرے اور جنت کو آپ کا مستقل گھر بنائے سلام ہو آپ پر اور اللہ تعالی کی رحمتیں اور برکتیں

جنت البقیع کی مغربی دیوار کے بالکل ساتھ پیارے کریم آقا ﷺ کی پھوپھیوں حضرت صفیہ بنت عبد المطلب اور حضرت عاتکہ کی مرقد مبارک وقبور پرانوار کے شمالی دروازے سے داخل ہونے

والے کے بائیں طرف چالیس میٹر کی دوری پر ہیں۔ وہاں بصد ادب و نیاز عاجزانہ سلام پیش کرنے کی سعادت ملی

"سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیو! سلام ہو آپ پر اے میرے کریم آقا اور اللہ رب العزت کے پیارے محبوب کی پھوپھیو! اللہ رب العزت آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہتر طریقہ سے راضی کرے۔ آپ کے اوپر خدائے لم یزل کی رحمتیں ہوں اور برکتیں

اس سیہ کار نے جن مزارات مقدسہ کا ذکر کیا ہے ان پر خلافت عثمانیہ کے دور میں گنبد اور قبے بنے ہوئے اور قبروں پر صاحب مزار کا نام بھی موجود تھا۔ مگر جب اس ملک کی باگ ڈور آل سعود نے سنبھالی اور حجاز مقدس کا نام سعودی عرب (آل سعود کی نسبت سے) رکھا گیا تو جنت البقیع اور مکہ پاک جنت المعلیٰ سمیت تمام مزارات گرا دیئے گئے ۔ پھر بھی خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پتھروں کے مختصر احاطوں کی صورت میں یہ قبریں محفوظ ہیں زائرین حاضر ہو کر ایصال ثواب اور دعا کرتے ہیں۔

قبرستان کی زیارت اور ایصال ثواب کے بعد غربی جانب بلند جگہ پر کھڑے ہو کر تمام اہالیان بقیع کو الوداعی سلام عرض کرنا متقدمین فقہاء و محدثین کا معمول رہا ہے اس سیہ کار نے بھی یہاں مختصراً جمیع اہل جنت البقیع کو سلام پیش کیا

سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ ﷺ کے آل واصحابؓ مہاجرین وانصار! سلام ہو آپ پر اس صبر کے بدلے میں جو آپ نے اختیار کیا اور اللہ رب العزت کی رضا والا مقام اور بہترین گھر آخرت میں آپ ہی کیلئے ہے سلام ہو آپ سب پر اہل جنت البقیع اللہ کی رحمت اور برکتیں

مالک کون و مکاں کے حضور التجا ہے کہ وہ ہر مسلمان کا خاتمہ ایمان پر کرے ہم سب کو اہل مدینہ طیبہ میں شمار کر کے بقیع کی مٹی نصیب فرمائے اور اہل بقیع کی برکت سے ہماری قبروں کو بقعہ نور بنائے

آمین ثم آمین

نماز عصر کے بعد پتہ نہیں کیوں دل کی عجب کیفیت ہوئی زبان پر بار بار ایک شعر آیا

ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے

ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے

یہ سیہ کار باب قباء سے نکلا چل پڑا جدھر منہ اٹھا نہ جانے کدھر کدھر پھرتا رہا ایک گلی سے نکلا تو سامنے شارع ابوذر غفاری کا بورڈ دیکھا تو خواہش ہوئی کہ یہاں مسجد ابوذر غفاری کی زیارت کرنی چاہیے جسے قدیم تواریخ میں مسجد السجدہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہاں آقا کریم ﷺ نے ایک طویل سجدہ فرمایا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیارے کریم آقا ﷺ اس مسجد کے مقام پر تشریف لائے اور ایک طویل سجدہ کیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "حضرت جبرائیل میرے پاس تشریف لائے مجھے خوشخبری دی اور فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ ﷺ پر ہدیہ درود پیش کرے گا میں اس پر رحمت کروں گا اور جو آپ ﷺ پر ہدیہ سلام پیش کرے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ اس خوشخبری پر میں خدائے بزرگ و برتر کیلئے سجدہ شکر بجالایا"

اس حدیث مبارکہ سے اندازہ لگائیں کہ درود و سلام کی بارگاہ خداوندی میں کیا اہمیت ہے ہمیں چاہیے کہ درود و سلام کو مستقل وظیفہ جان بنالیں تو انشاء اللہ سارے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے اور دین و دنیا کی نعمتیں وافر مقدار میں ہمارے حصہ میں آئیں گی

نا قبول بارگاہِ حق کبھی ہوتا نہیں
غور کے قابل ہے یہ تخصیص و تفرید درود

بڑھ رہی ہے دن بدن توقیر و تقدیس سلام
اوج پر ہر روز ہے تجلیل و تمجید درود

اس کی برکت سے عطا ہوتی ہے ہر غم سے نجات
مشکلیں آسان ہوتی ہیں بہ تائید درود

دائمی لطف خدا و مصطفےٰ ﷺ پائے گا وہ
بھا گیا جس دیدہ ور کو حسن جاوید درود

اب یہ شارع ابی ذر غفاری پر جدید طرز تعمیر کی حامل ایک خوبصورت مسجد ہے یہ ناچیز اس زیارت

کو نعمت خدواندی جان کر پھر آگے چلا تو شارع ابو ہریرہؓ پر جا نکلا وہاں بھی ایک خوبصورت مسجد سب سے زیادہ احادیث کے راوی، اصحاب صفہ میں سے جناب حضرت ابو ہریرہؓ کے اسم مبارک سے منسوب ہے یہ ناچیز اس مسجد میں موجود تھا کہ رحمت خداوندی جوش میں آئی پیارے آقا ﷺ کے نعلین پاک کے تقدس کے طفیل، گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں کے صدقے اس ناچیز کے سامنے بنگلہ دیش کے وہی دوست آئے جو احد پہاڑ کے دامن میں سیّدنا حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر ملے تھے۔ اس ناچیز کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا مزار مبارک ساتھ گلی میں ہے کیا آپ زیارت کیلئے چلیں گے اس ناچیز نے عرض کیا کہ ضرور بضرور وہ مجھے ساتھ لے کر ایک تنگ سی گلی میں گئے جو آگے چل کر کشادہ ہوگئی وہاں ایک مختصر سے احاطے کو تالہ لگا ہوا تھا ساتھ ہی ایک بڑی جالی لگی ہوئی تھی جہاں اندر نظر دوڑائی تو کچی مٹی کی ڈھیری پر پڑا ایک پتھر اس صحابی رسول کے مرقد منورہ کی نشان دہی کر رہا تھا جس

کی روایت کردہ احادیث بخاری و مسلم، ابن ماجہ، ابوداؤد غرض احادیث کی تمام مستند کتابوں میں موجود ہیں۔ وہاں ختم پاک کا نذرانہ اور ہدیہ سلام پیش کرنے کی سعادت میسر آئی

سلام ہو آپ پر اے سیدنا ابو ہریرہؓ اے میرے کریم آقا ﷺ کے جانثار صحابی! اللہ کریم ہمیں آپ کی یاداشت آپ کے علم سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت آپ سے راضی ہو اور آپ کو بہتر طریقہ سے راضی کرے۔ سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں

آمین ثم آمین

نماز مغرب کا وقت تھا فکر ہوئی کہ حرم پاک کے مینار تو اپنی بہار دکھا رہے ہیں مگر حرم پاک پتہ نہیں کتنی دور ہے نماز کے وقت تک کیسے پہنچیں گے کہ گلی سے باہر نکلے صرف دو موڑ مڑنے کے بعد حرم پاک کے باب الفہد کے سامنے تھے خدائے پاک کا شکر ادا کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے صحابی کی قبر مبارک جو نزول انوارِ خداوندی کا مرکز تھی اس کی زیارت سے مشرف کیا پھر اپنے محبوب ﷺ کے در اقدس پر باجماعت نماز کی توفیق دی۔ نماز کے بعد حسب معمول گنبد خضریٰ کے سامنے کریم آقا کے حضور ہدیہ درود و سلام پیش کیا اور نماز عشاء کے کافی دیر

بعد رہائش گاہ پر واپسی ہوئی۔

11 دسمبر 2009 بروز جمعۃ المبارک جو ویسے ہی مسلمانوں کیلئے خوشی و مسرت کا دن ہے مگر اس سیہ کار کیلئے تو آج کے دن کی فضیلت اور بھی بڑھ گئی ہے کہ آج کا یوم سعید وہ ہے کہ

مجھ جیسا گناہ گار مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے
اس دن کی تمنا لئے تو عمر گزری کہ کبھی تو سرکار بلائیں گے
ہم بھی جائیں گے مدینے آج نہیں تو کل سہی
ہم بھی چومیں گے وہ سنہری جالیاں آج نہیں تو کل سہی

انشاء اللہ! آج کا جمعہ سرکار مدینہ سرور دو عالم اپنے کریم آقا ﷺ کے مبارک قدموں میں ادا کرنے کی تمنا لئے نماز فجر کے بعد تیاری وغیرہ کیلئے واپس رہائش گاہ آ گئے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر تقریباً دس بجے حرم پاک میں۔ باب سیّدنا بلالؓ سے حاضری کی سعادت ملی۔ ابھی ہجوم کم تھا یہ سیہ کار اصحاب صفہ کے چبوترے پر جا پہنچا۔ وہاں جگہ بدل بدل کر اس امید پر نوافل ادا کئے کہ شائد کسی صحابی رسول کے قدموں کی جگہ میسر آ جائے وہاں دوست احباب کیلئے نام بنام نفل کی ادائیگی کی سعادت میسر آئی حتیٰ کہ نماز کا مکروہ وقت ہو گیا تو یہ ناچیز درود و سلام میں لگ گیا۔ مگر میری نماز میرا درود کیا ہو گا۔ بس اس وقت اللہ رب العزت کے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ شمولیت تھی ورنہ من آنم کہ من دانم نظریں روضۂ اطہر پر تھیں زبان پر درود سلام کا نذرانہ۔ اپنی کم مائیگی کا احساس تھا اپنی تہی دامنی کا خیال تھا کہ آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے خیال آیا کہ

میری عمر رواں اب ٹھہر جا اب سفر کی ضرورت نہیں ہے
ان کے قدموں میں میری جبیں ہے اور ہاتھوں میں روضے کی جالی

سوچا کہ اتباع النبی ﷺ میں رنگے ہوئے سنتوں کو اپنے جسم وجاں کا حصہ بنائے ہوئے تابعدار لوگ یہاں موجود ہیں ایسے لوگ جو مدینے کے گدا ہیں لیکن مدینے والے کی نگاہ کرم کے طفیل زمانے بھر کے امام ہیں

مدینے کے گدا دیکھے جہاں بھر کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد ﷺ کے غلام اکثر

ایسے لوگوں میں تیری کیا اوقات ہے نہ تیرے پاس عمل ہے نہ علم کس بل بوتے پر کریم آقا ﷺ کی بارگاہ ناز تک چلا آیا۔ نہ صرف منہ اٹھا کر آ گیا بلکہ حد کردی کہ آج اُن قدسی صفات اصحاب کی جگہ تک چلا آیا وہ اصحاب جن کے بارے میں آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ " (مشکوۃ: باب فضائل صحابہ)۔ یہ سوچ تھی اور نظروں کے سامنے روضہ اطہر کی جالی

دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے
چمکتی رہے تیرے روضے کی جالی

جالی مبارک سے اوپر نظر گئی تو "قصیدۃ الحجرۃ النبویہ الشریفہ" نظر آیا۔ سولا (16) اشعار پر مشتمل یہ قیصدہ روضہ اطہر کے چاروں طرف جالیوں کے اوپر سنہری حروف میں کندہ کیا گیا ہے۔ اسے ترکی خلیفہ سلطان عبدالمجید خان غازیؒ نے روضہ اطہر کی بیرونی دیواروں پر نقش کروایا تھا۔ ان اشعار میں شاعر کی آقا کریم ﷺ سے عشق و محبت کا واضح اظہار ہوتا ہے اسی عشق و محبت کے صدقہ میں اس قصیدہ کو روضہ اطہر پر نقش ہونے کی سعادت ملی۔ یہ قصیدہ مبارک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے عاشقانِ مصطفےٰ ﷺ کیلئے اسے اردو ترجمہ کے ساتھ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ اس قصیدہ مبارکہ کی عربی عبارت اور اردو ترجمہ کیلئے حافظ افتخار احمد قادری کی کتاب دیار حبیب سے مدد لی گئی۔ افسوس یہ کہ موجودہ حکومت کے نمائندوں نے اس بابرکت قصیدہ کو حجرہ پاک سے محو کرنا شروع کر دیا ہے آئے دن ان اشعار پر سبز رنگ پھیر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اشعار اب پڑھے نہیں جا سکتے اللہ تعالیٰ ہمیں اور انھیں ہدایت عطا فرمائیں۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَصِیدَۃُ الحُجرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ الشَّرِیفَۃِ

یَا سَیِّدِیْ یَارَسُولَ اللّٰہِ خُذْ بِیَدِیْ
اے میرے سردار اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ تھام لیجئے۔

مَالِیْ سِوَاکَ وَلَا اَلْوِیْ عَلٰی اَحَدِ
آپؐ کے سوا میرا کوئی نہیں اور نہ ہی میں آپؐ کے علاوہ کسی طرف رغبت کرتا ہوں۔

فَاَنْتَ نُوْرُ الْھُدٰی فِیْ کُلِّ کَائِنَۃٍ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس ساری کائنات میں نُورِ ہدایت ہیں۔

وَاَنْتَ سِرُّ النَّدٰی یَا خَیْرَ مُعْتَمَدِیْ
اور آپؐ ہی ساری التجاؤں کا راز ہیں اور آپؐ ہی کی ذات بہتر اعتماد کے لائق ہیں۔

وَاَنْتَ حَقًّا غِیَاثُ الْخَلْقِ اَجْمَعِھِمْ
اور آپؐ بے شک ساری مخلوق کی فریاد کو پہنچنے والے ہیں۔

وَاَنْتَ ھَادِی الْوَرٰی لِلّٰہِ ذِی الْمَدَدِ
اور اے سب سے بہتر رہنمائی فرمانے والے آپؐ ہی اللہ کی طرف ساری مخلوق کے ہادی ہیں۔

یَامَنْ یَقُوْمُ مَقَامَ الْحَمْدِ مُنْفَرِدًا
اے وہ ذات جو منفرد شان سے مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہو گی۔

لِلْوَاحِدِ الْفَرْدِ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَلِدِ
اُس منفرد یکتا ذات کے سامنے کہ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد۔

فَاِنَّنِیْ عَنْکَ یَا مَوْلَایَ لَمْ اَحِدِ
بیشک اے میرے آقا آپؐ کے سوا میں کسی اور کیطرف توجہ نہیں کرونگا۔

اِنِّیْ تَوَسَّلْتُ بِالْمُخْتَارِ اَشْرَفُ مَنْ
بے شک میں نے ایسی مختار ہستی کا وسیلہ پکڑا، جو

رَقَی السَّمٰوٰتِ سِرِّ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ
ساتوں آسمانوں پر بسنے والی مخلوق سے بھی زیادہ شرف رکھتے ہیں
اور اللہ واحد کا ایک راز ہیں۔

رَبُّ الْجَمَالِ تَعَالَی اللّٰہُ خَالِقُہٗ
تمام حسن کا رب اللہ تعالیٰ اُن کا خالق ہے۔

فَمِثْلُہٗ فِیْ جَمِیْعِ الْخَلْقِ لَمْ اَجِدِ
پوری مخلوق میں اُن کی مثل میں نے نہیں پایا۔

خَیْرُ الْخَلَائِقِ اَعْلَی الْمُرْسَلِیْنَ ذُرًی
آپؐ ساری مخلوق سے بہتر اور تمام رسولوں سے مرتبے میں اعلیٰ ہیں۔

ذُخْرُ الْاَنَامِ وَ هَادِیْهِمْ اِلَی الرَّشَدِ
مخلوق کے لیے ذخیرہ اور سیدھے راستے کی طرف اُن کے ہادی ہیں۔

بِهِ الْتَجَاْتُ لَعَلَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ لِیْ
اُنہی کے وسیلے سے میں نے فریاد کی ہے۔ اُمید ہے
کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔

هٰذَا الَّذِیْ هُوَ فِیْ ظَنِّیْ وَمُعْتَقَدِیْ
یہی میرا اعتقاد اور یہی میرا گمان ہے۔

يَا مَنْ تَفَجَّرَتِ الْأَنْهَارُ نَابِعَةً
اے وہ ذات کہ جن کی مبارک انگلیوں سے

مِنْ إِصْبَعَيْهِ فَرَوَّى الْجَيْشَ بِالْمَدَدِ
نہروں کے چشمے پھوٹ پڑے اور پورے لشکر کی مدد کرتے ہوئے اسے خوب سیر فرمایا۔

إِنِّيْ إِذَا سَامَنِيْ ضَيْمٌ يُرَوِّعُنِيْ
جب بھی میرا سامنا ظلم سے ہوا اور اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔

أَقُوْلُ: يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ يَا سَنَدِيْ
میں پکارتا ہوں یا سید السادات یا سندی

كُنْ لِيْ شَفِيْعًا إِلَى الرَّحْمٰنِ مِنْ زَلَلِيْ
آپ مہربان رب کی بارگاہ میں میری خطاؤں پر میرے شفیع بن جائیں۔

وَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا لَا كَانَ فِيْ خَلَدِيْ
اور مجھ پر وہ احسان فرمائیں، جو میرا دِل کبھی سوچ بھی نہ سکے۔

وَانْظُرْ بِعَيْنِ الرِّضَا لِيْ دَائِمًا أَبَدًا
اور آپ ہمیشہ ہمیشہ مجھ پر نگاہِ لطف و رضا فرمائیں۔

وَاسْتُرْ بِفَضْلِكَ تَقْصِيْرِيْ مَدَى الْأَمَدِ
اور اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ میری کوتاہیوں پر پردہ پوشی فرمائیں۔

وَاعْطُفْ عَلَيَّ بِعَفْوٍ مِنْكَ يَشْمَلُنِيْ
اور آپ مجھ پر اپنی بارگاہ سے ایسی نگاہِ شفقت فرمائیں، جو میری کوتاہیوں، کمزوریوں کو ڈھانپ دے۔

فَمَدْحُهٗ لَمْ يَزَلْ دَأْبِيْ مَدٰى عُمُرِيْ

جب تک میری عمر ہے ہمیشہ اُنؐ کی تعریف ہی میرا طریق رہے

وَحُبُّهٗ عِنْدَ رَبِّ الْعَرْشِ مُسْتَنَدِيْ

اور اُنؐ کی محبّت ہی عرش کے مالک کے ہاں میرا قابلِ اعتماد سرمایہ ہے۔

عَلَيْهِ اَزْكٰى صَلٰوةٍ لَّمْ تَزَلْ أَبَدًا

اُنؐ پر ہمیشہ اعلیٰ درُودِ پاک کا نزول ہو

مَعَ السَّلَامِ بِلَا حَصْرٍ وَّلَا عَدَدِ

ساتھ سلام کے بے حد بے حساب

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ اَهْلِ الْمَجْدِ قَاطِبَةً

اور تمام آلِ پاکؓ اور اصحابؓ کرام پر جو بڑی فضیلت والے ہیں۔

بَحْرُ السَّمَاحِ وَاَهْلُ الْجُوْدِ وَالْمَدَدِ

جو سخاوت اور عفو ودرگزر اور ایثار و قربانی اور مددو نصرت کا منبع ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جہاں جہاں قدم لگے وہاں وہاں سحر ہوئی

نماز جمعۃ المبارک کیلئے اذان کہی گئی پھر اللہ رب العزت کی توفیق وعنایت سے نماز جمعہ پڑھنے کی سعادت میسر آئی نماز کے بعد اہلیہ حرم پاک کے زنانہ حصہ سے باہر آئی تو حرم پاک نبوی ﷺ کے قریب مغرب کی طرف چھوٹی چھوٹی مساجد کو دیکھ کر حیران ہوئیں اور پوچھا جب آقا کریم ﷺ کا حرم پاک اتنا قریب ہے تو ان مساجد کا کیا مطلب ہے تو ناچیز نے بتایا کہ یہ مساجد جو خلفاء راشدین کے ناموں سے منسوب ہیں پیارے کریم آقا ﷺ کے دور مبارک میں نہ تھیں بلکہ یہاں ایک کھلا میدان تھا جسے میدان المناخہ کہتے تھے اور آقا کریم ﷺ نے یہاں کسی بھی قسم کی تعمیرات پر پابندی لگادی تھی کیونکہ آقا کریم ﷺ اس میدان میں عیدین کی نماز اور نماز استسقاء ادا فرمایا کرتے تھے۔ یہ ناچیز اہلیہ کو ساتھ لے کر مسجد غمامہ تک گیا ترک فن تعمیر کا شاہکار مسجد اس مقام پر تعمیر کی گئی ہے۔ جہاں میرے آقا ﷺ حیات ظاہری کے آخری سالوں میں نماز عید ادا فرماتے رہے۔ اس لحاظ سے یہ جگہ مسجد قباء کے بعد بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ غمامہ عربی میں ابر (بادل) کو کہتے ہیں جب آقا کریم ﷺ نماز کیلئے اس جگہ تشریف لاتے تو بادل کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ فگن رہتا اس وجہ سے اسے غمامہ کے نام سے پکارا جاتا ہے حرم پاک نبوی کے باب السلام سے باہر آئیں تو سامنے تقریباً آدھے کلومیٹر کے فاصلے پر یہ مسجد واقع ہے۔

اس کے ساتھ ہی مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے یہ اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں نماز عیدین پڑھاتے تھے۔ مسجد خستہ حالی کا شکار ہے۔ مگر خستہ در و دیوار یہ بتا رہے ہیں کہ عمارت عظیم تھی یہ مسجد غمامہ سے تقریباً 40 میٹر دور ہے موجودہ عمارت عثمانی خلیفہ سلطان محمود خان کے دور میں بنائی گئی۔

مسجد علی یہ مسجد غمامہ سے تقریباً 122 میٹر کی دوری پر ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب فتنہ وفساد کی ہوا چلی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس مقام پر منتقل ہو گئے تھے۔ علامہ سمہودی وفا الوفا میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس جگہ مسجد تعمیر کروائی۔

مسجد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ مسجد غمامہ سے تقریباً 133 میٹر دور ہے یہ مسجد اس مقام پر تعمیر کی گئی ہے جہاں آپؓ نے اپنے دور خلافت میں نماز عید ادا فرمائی تھی موجودہ عمارت عثمانی خلیفہ سلطان عبد المجید کی تعمیر کردہ ہے۔ان تمام مساجد کے اندر داخل نہ ہو سکے کہ یہ سب بند تھیں صرف باہر سے زیارت کی اور اہلیہ کو ان کی مختصر تفصیل بتائی کہ اس جگہ کی رفعت وشان کو ذھن میں رکھ کر اگر یہاں آیا جائے تو دل کی کیفیت کا رنگ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔

مسجد غمامہ کے باہر چھوٹے چھوٹے تاجر اپنا سامان چھوٹی ریڑھیوں یا چھتریوں میں رکھ کر فروخت کر رہے تھے ہم نے بھی وہاں سے بچوں کیلئے کھلونے وغیرہ لئے کہ ان کی نسبت میرے کریم آقا کے شہر سے ہے۔

نماز عصر حرم پاک میں ادا کرنے کے بعد آج پھر محراب کی طرف گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں میں آقا کریم ﷺ کی بارگاہ ناز میں ہدیہ درود وسلام پیش کیا آج ایک مرتبہ پھر بھارت کے علامہ نسیم انجم رضوی صاحب موجود تھے انھوں نے اپنی دل نشیں آواز میں

یاد آتی ہے جب مدینے کی میں زمانے کو بھول جاتا ہوں
سر جھکا کر درِ محمد ﷺ پر سر اٹھانے کو بھول جاتا ہوں

اس کے بعد انھوں نے اپنا کلام سنایا تو محفل پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی نمونہ کلام حاضر ہے۔

اب زمانے کا غم نہیں ہم کو میرے آقا مدینے والے ہیں
اب شکائت نہیں زمانے سے میرے داتا مدینے والے ہیں

یہ محفل نماز کے وقفے کے ساتھ نماز عشاء تک جاری رہی عشاء کے بعد سب غلاموں نے مل کر عاجزانہ سلام پیش کیا اور صبح دوبارہ حاضری کی آس دل میں لئے رہائش گاہوں پر واپس آئے۔

12 دسمبر 2009ء بروز ہفتہ صبح تقریباً 3 بجے حرم پاک نبوی شریف میں حاضر ہوئے تو راستے میں اس ناچیز نے اہلیہ کو بتایا کہ آقا کریم ﷺ ہفتے والے دن کبھی سواری پر اور کبھی پیدل مسجد قباء تشریف لے جایا کرتے تھے یہ سن کر اہلیہ نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں نہ آقا کریم ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے آج بعد نماز فجر مسجد قباء کی زیارت کیلئے چلیں تو اس ناچیز نے کہا کہ یہ تو

بہت خوشی کی بات ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کے نعلین پاک کے تقدس کے طفیل ہم جیسے نا کارہ بندوں کو اپنے محبوب ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کی توفیق بخشی

مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد مسجد قباء دنیا بھر کی مساجد سے افضل ہے۔

ایک مرتبہ اہل مدینہ طیبہ نے آقا کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں بسنے والوں کیلئے کتنی آسانی کہ وہ تین میل کی دوری کے فاصلہ پر جاکر مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کر لیتے ہیں مگر ہمارے لئے ایسی کوئی سہولت نہیں سبحان اللہ! میرے کریم آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

جو شخص گھر سے اچھی طرح طہارت و پاکیزگی کے ساتھ مسجد قباء آیا اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی تو اس کیلئے عمرہ کا ثواب ہے (حدیث صحیح)

بر روایت حضرت سہل بن حنیف اسے ابن ماجہؒ نے بھی روایت کیا ہے ایک اور حدیث مبارکہ جس کے راوی حضرت اسیدؓ بن حضیر انصاری ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مسجد قباء میں نماز کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے (ترمذی شریف)

جس وقت میرے کریم آقا ﷺ قباء میں رونق افروز تھے تو لوگوں سے ملاقات کیلئے اکثر حضرت سعد بن خثیمہؓ کے گھر تشریف فرما ہوتے اس گھر میں آقا کریم ﷺ نے کافی نمازیں ادا فرمائیں۔ اس وجہ سے اس مقام پر مسجد تعمیر کر دی گئی۔ اس مقام کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مسلمانوں نے اس گھر میں نماز جمعہ ادا فرمائی حضرت مصعبؓ بن عمیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

15 ویں صدی کے شروع تک یہ مسجد موجود تھی بعد میں یہ مسجد اور حضرت کلثومؓ بن الہدم کے مبارک گھر کو مسجد قباء کی توسیع میں شامل کر دیا گیا۔

لہٰذا مسجد قباء میں جاکر عمرہ کا ثواب حاصل کرتے ہوئے یہ بات بھی ذہن میں ہونی چاہئے کہ مسجد قباء کی فضیلت اپنی جگہ مگر اب اس میں وہ دو اہم مقامات بھی شامل ہیں جہاں آقا کریم ﷺ نے قیام فرمایا اور نمازیں ادا فرمائیں یہ دونوں مقامات موجودہ مسجد قباء کی ابتدائی صفوں میں دائیں

طرف ہیں اللہ رب ذوالجلال کے خاص فضل وکرم اور آقا کریم ﷺ کی نعلین پاک کے تقدس کے طفیل نماز فجر حرم پاک میں ادا کرنے کے بعد بذریعہ ٹیکسی مسجد قباء میں حاضر ہوئے اہلیہ مستورات کے حصے کی جانب چلی گئی اور یہ ناچیز مردانہ حصے کی طرف آپس میں طے پایا کہ ایک گھنٹہ بعد مسجد کے باہر فواروں کے پاس ملیں گے۔

الحمدللہ! مسجد قباء میں جگہ بدل بدل کر نوافل ادا کیے اور پہلی صفوں میں ان مقامات کی زیارت بھی کی جہاں کبھی حضرت سعدؓ بن خثیمہ اور حضرت کلثوم بنؓ الھدم کے مبارک مکانات تھے جہاں آقا کریم رونق افروز ہوتے تھے۔

نماز ظہر واپس حرم پاک میں ادا کی۔ اہلیہ کو باب عثمان کی طرف عورتوں کیلئے مخصوص حصے میں چھوڑ کر یہ ناچیز باب قباء کے سامنے آکر بیٹھ گیا کہ آج بعد نماز ظہر محترم عبدالرحمٰن صاحب سے ملاقات طے تھی عبدالرحمٰن صاحب سے ملاقات چند روز قبل جامع مسجد ابی ہریرہؓ رضی اللہ عنہ میں ہوئی تھی اور انھوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ناچیز سے فرمایا تھا کہ کل جمعۃ المبارک ہے مصروفیت ہوگی پرسوں بروز ہفتہ نماز ظہر کے بعد باب قباء کے باہر ملیں گے اور آپ کو اُن مقامات کی زیارت کروائیں گے جہاں تاریخ اور سیرت النبی ﷺ کے روشن نقوش تھے جنہیں گردش زمانہ نے مٹا کر رکھ دیا۔ محترم عبدالرحمٰن صاحب عرصہ 45 سال سے سعودی عرب میں مقیم ہیں اور اپنی آنکھوں سے ایسی کئی جگہوں کی زیارت کر چکے ہیں آج جو مدینہ طیبہ کی توسیع میں اپنی اصل شکل کھو چکی ہیں آج عاشقانِ رسول ﷺ ڈھونڈتے ہیں مگر اُن کا نشان نہیں ملتا۔

محترم عبدالرحمٰن صاحب تشریف لائے ساتھ مدینہ طیبہ کا خاص تحفہ کجھور بھی لائے۔ پہلے کجھور اور قہوے سے دل بہلایا، کہنے لگے ہم جدھر جائیں گے وہاں عورتوں کے داخلے پر پابندی ہے ورنہ بھابھی کو بھی ساتھ لے لیتے۔

مجھ ناچیز کو لے کر باب النساء سے داخل ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ جگہ شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں مسجد شریف میں شامل ہوئی۔ اس سے پہلے یہاں ایک مکان تھا وہ مبارک مکان جسے دنیا میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مبارک گھر کی حیثیت سے جانتی تھی

جب آئے طیبہ محبوب کریم ﷺ حضرت باری
بنا مسکن مکان حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
وہ گھر جس میں رہائش رکھتے تھے ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
حقیقت یہ ہے ، وہ ملکیت تھی سرور دیں کی
بلندی آسمانوں کی فدا اس گھر کی عظمت پر
مکین سدرہ کو بھی رشک ہے اس کی سعادت پر

اس مقام پر وہ مبارک گھر تھا جس میں پیارے کریم آقا مدینہ طیبہ تشریف آوری کے وقت قیام فرما ہوئے۔ محترم عبدالرحمٰن صاحب فرمانے لگے کہ طاہری صاحب کیا آپ اس جگہ کی تاریخی اہمیت سے واقف ہیں؟ ناچیز نے عرض کیا کہ نہیں آپ بتا دیں فرمانے لگے!

اس گھر کی تعمیر شاہ یمن تبان اسعد کلیکرب کے حکم سے ہوئی واقعہ یوں ہوا کہ شاہ یمن کا اس سر زمین سے گزر ہوا تو صحرائے عرب میں پھرتے ہوئے یہ سرزمین سرسبز و شاداب نظر آئی تو یہاں پڑاؤ ڈال دیا اس کے لشکر میں جنگجوؤں کے ساتھ ساتھ چار سو علماء کرام کی جماعت بھی تھی۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد جب شاہ یمن نے کوچ کا ارادہ کیا تو علماء کی اس جماعت نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا اور شاہ یمن سے گزارش کی کہ ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دی جائے۔ یہ بات سرکار دو عالم ﷺ ولادت باسعادت سے ایک ہزار سال پہلے کی ہے جب شاہ یمن نے وجہ دریافت کی تو علماء نے بتایا کہ ہماری کتابوں میں جس آخری نبی کا ذکر ہے جسکا نام محمد ﷺ یا احمد ﷺ ہوگا۔ زبور میں جس آخری نبی کا نام عاقب آیا ہے یہ جگہ ان کی ہجرت گاہ بنے گی ہم اس لئے یہاں رہنا چاہتے ہیں کہ شائد ہماری زندگی میں وہ یہاں تشریف لائیں اور ہم ان کی زیارت کا شرف حاصل کریں اور ان پر ایمان لائیں یا ہماری آئندہ نسلیں ہی ان کا زمانہ پا کر ایمان سے مشرف ہو کر ان کے مددگار بنیں۔ یہ ساری بات سننے کے بعد شاہ یمن نے حکم دیا کہ ان علماء کیلئے چار سو گھر تعمیر کئے جائیں۔ چار سو کنیزیں خرید کر ان کا نکاح ایک ایک عالم سے کر دیا ہر عالم کو اتنا انعام و اکرام دیا جس سے با آسانی اُن کی گزر اوقات ہو سکے۔ پھر ایک عریضہ آقا کریم ﷺ کے نام لکھ کر سب سے بڑے عالم کو دیا کہ جب نبی

آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری ہو تو یہ عریضہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس پیش کر دیا جائے۔ اگر وہ عالم پیش نہ کر سکے تو اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسل یہ وصیت کر دے کہ جسے بھی پیارے کریم آقا ﷺ کا زمانہ ملے وہ یہ خط آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرے، اس خط کا مختصر ترجمہ یہ ہے

"اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی کتاب پر ایمان لایا۔ میں نے آپ ﷺ کا دین قبول کیا اگر مجھے آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہوگی اگر مجھے زیارت نہ ہو سکی میں آپ ﷺ کا زمانہ نہ پا سکا تو آپ ﷺ میری شفاعت فرمائیں۔ اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں نے آپ کا زمانہ پالیا تو میں آپ کا وزیر بنوں گا اور تلوار کے ساتھ آپ ﷺ کے دشمنوں سے جہاد کروں گا"۔

شاہ یمن "تبان اسعد کلیکرب" کا انتقال ہو گیا وہ خط نسل در نسل سفر کرتا رہا۔ ایک ہزار سال گزر گیا جب محسن کائنات، سید عالم، رحمتہ اللعالمین، نبی آخر الزماں، پیارے کریم آقا ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ جب مکی زندگی گزار کر آپ نے ہجرت کا قصد فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں قبیلہ انصار کو اطلاع ملتی ہے تو قبیلہ کے سرکردہ لوگ سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور مشورہ کرتے ہیں کہ یہ عظیم خط کس طرح آپ ﷺ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ قبیلہ انصار سے ایک نہایت سمجھ دار اور معزز آدمی ابولیلیٰ کو خط دے کر آپ کی خدمت اقدس میں روانہ کرتے ہیں۔

سفر طے کر کے جب وہ پیارے کریم آقا ﷺ کی خدمت اقدس حاضر ہوتا ہے تو آقا کریم ﷺ اسے دیکھتے ہی فرماتے ہیں۔ انت ابولیلیٰ

تم ابولیلیٰ ہو ابولیلیٰ حیرانگی سے جواب دیتا ہے جی۔ آقا کریم ﷺ اس سے فرماتے ہیں شاہ یمن تمن کا خط تمہارے پاس ہے ابولیلیٰ مزید حیران ہو کر کہتا ہے آپ جادوگر ہیں تو آقا کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں نہیں بلکہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں تم مجھے وہ خط دو جو تمہارے پاس ہے ابوالیلیٰ پریشانی کے عالم میں وہ خط نکال کر سرکار ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے سرکار دو عالم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خط پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور خط سننے کے بعد فرماتے ہیں۔

"میں اپنے نیک بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں"

سبحان اللہ! قربان جائیں شاہ یمن کی اس محبت کے کہ جب پیارے کریم آقا ﷺ کی بعثت کا پتہ چلا کہ سرکار دو عالم ہجرت فرما کر اس شہر میں آئیں گے ایک عالی شان مکان بنوایا۔ اسی لئے سرکار مدینہ بنی عمرو بن عوف کی بستی قبا سے جب مدینہ طیبہ تشریف لائے راستے میں ہر شخص نے کوشش کی کہ آقا کریم ﷺ کی میزبانی کا شرف مجھے ملے۔ جس نے بھی عرض کیا تو پیارے کریم آقا ﷺ جواب میں ارشاد فرماتے۔

میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو جہاں کیلئے یہ مامور (خالق کون ومکاں کی طرف سے) ہے۔ وہیں میری منزل ہے بالا آخر اونٹنی شاہ یمن "تبان" کے اس گھر کے سامنے آ کر بیٹھ جاتی ہے۔ جو نسل در نسل چلتا ہوا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تک پہنچا تھا۔ آپؓ اسی عظیم عالم کی اولاد میں سے تھے یہ گھر آپ کی ملکیت نہ تھا بلکہ آپؓ شاہ یمن کے نمائندہ کی حیثیت سے اس گھر کی حفاظت پر مامور تھے کیونکہ ایک ہزار سال پہلے یہ گھر شاہ یمن نے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنے کیلئے بنوایا تھا اسی عظیم گھر میں میرے آقا ﷺ نے کافی عرصہ قیام فرمایا اس مبارک گھر میں قرآن پاک نازل ہوا اور جبرائیل امین علیہ السلام بھی خدمت اقدس میں حاضری دیتے رہے۔

اس ناچیز نے محترم عبدالرحمٰن صاحب سے عرض کیا کہ اس جگہ کی تاریخی حیثیت کے بارے جو آپ نے بتایا کیا کسی مستند تاریخ میں اس کا حوالہ ملتا ہے؟ آپ نے بتایا کہ ابن اسحاق اور امام ابن ہشام نے اپنی کتابوں میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں اس عظیم الشان گھر کو از سر نو تعمیر کیا گیا اہل اسلام اس کی زیارت سے اپنے ایمان کو تازگی بخشتے رہے۔ لیکن اب ہماری آنکھیں تھک جائیں گی مگر وہ متبرک ومبارک گھر تو ایک طرف نئی نسل کو اس کے مقام کا بھی پتہ نہ چلے گا کیونکہ حرم نبوی شریف کی آخری توسیع جو شاہ فہد بن عبدالعزیز کے عہد 1407ھ میں ہوئی اس توسیع میں یہ مقدس مقام بھی حرم پاک نبوی میں شامل کر دیا گیا۔

سبحان اللہ! کیسے عاشق صادق تھے وہ لوگ جنھوں نے آپ کی آمد سے ایک ہزار سال پہلے اور چودہ سو سال بعد بھی اس جگہ کو محفوظ رکھا۔ مگر آج کے سائنس وٹیکنالوجی کے ترقی یافتہ دور میں اسے محفوظ نہ رکھ سکے کاش اس گھر کی کچھ باقیات ہی ہم محفوظ کر سکتے۔

اس ناچیز نے محترم عبدالرحمٰن صاحب سے عرض کیا کہ سائیں قدیم سفرناموں میں پڑھا ہے کہ یہاں کہیں پیارے کریم آقا ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا مزار پرانوار ہے میرے محترم ومکرم لائق صد احترام حضرت مولانا حبیب الرحمٰن گبول طاہری نے بھی اپنے سفر عقیدت میں اس مزار مبارک کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

میری بات سن کر مسکرائے اور فرمانے لگے کہ اگر کوئی قیامت تک بھی کوشش کرے اس مبارک مزار کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ 1407ھ میں خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں ہونے والی عظیم توسیع میں یہ جگہ بھی مسجد نبوی شریف میں شامل ہو چکی ہے۔ آپ کے جسم مبارک کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا (حافظ افتخار احمد قادری کی کتاب دیارِ حبیب میں بھی یہ بات تحریر ہے) جب آپ کا جسد اطہر نکالا گیا تو بالکل صحیح سالم تھا ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے ابھی انتقال ہوا ہو۔ کیوں نہ ہو جسم اطہر بھی تو سید الانبیاء محبوب رب المشرقین والمغربین ﷺ کے والد محترم کا ہے

جسم تیرے دوست کا گلتا نہیں قبر میں لیکن
مجھ زندہ کو تیرے عشق نے گلا یا

میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو وہ جگہ دیکھی ہے جس طرح آپ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کی جگہ کی زیارت کروائی اب ایک اور احسان فرماتے ہوئے وہ جگہ ہی دکھا دیں جہاں آقا کریم کے والد محترم کا جسم اطہر چودہ صدیوں تک محفوظ رہا۔ میری گزارش پر وہ مجھے لے کر باب الفہد کی جانب آئے دروازے کے اندر بنی سیڑھیوں کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ تقریباً یہی جگہ تھی جو زقاق آمنہؓ (آمنہؓ کی گلی) کے نام سے مشہور تھی جہاں ایک بند احاطے میں حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر مبارک تھی۔ وہاں بیٹھ کر کافی دیر مراقبہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ کریم اپنے نیک، صالح برگزیدہ بندوں کے صدقے میں اس ناکارہ بے عمل کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے آمین ثم آمین

نمازِ عصر کے بعد محترم ومکرم عبدالرحمٰن صاحب رخصت ہو گئے اور یہ ناچیز مقررہ جگہ پر گنبد خضریٰ کے سائے میں آ گیا جہاں چند دیوانے مل کر اپنے درد کا چارہ، اپنی بے سکونی کا علاج اپنے

کریم آقا ﷺ کی بارگاہ ناز میں ہدیۂ درودو سلام پیش کر کے کرتے ہیں کیونکہ ہر درد کی دوا تیرا نام

تجھ پر درود اور سلام صل علی محمد

نماز عشاء کے بعد اہلیہ آقا کے روضۂ اطہر پر عاجزانہ سلام پیش کر کے واپس آئیں تو آقا کریم ﷺ کے حضور الوداعی سلام پیش کر کے صبح دوبارہ حاضری کی آس دل میں لئے رہائش گاہ پر واپس آ گئے۔

13 دسمبر 2009ء بروز اتوار نماز تہجد حرم پاک نبوی شریف میں ادا کی نماز فجر کے بعد محترم عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ سیدنا حمزہؓ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری اور اس دراڑ کی زیارت کا پروگرام تھا جہاں غزوہ احد کے وقت محبوب آقا ﷺ نے کچھ دیر آرام کیا تھا اس ناچیز نے ان سے وادیٔ جن کی زیارت کی بھی بات کی تھی جہاں میرے کریم آقا ﷺ کا ایک زندہ معجزہ موجود ہے۔ انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کوشش کریں گے کہ کسی طرح وہاں تک رسائی ہو جائے۔ یہ بھی میرے کریم آقا ﷺ کا کرم تھا کہ مجھے محترم عبدالرحمٰن صاحب جیسے پرخلوص، مخلص ساتھی ملے۔ آپ حسب وعدہ 8 بجے تشریف لے آئے۔ ہم دونوں میاں بیوی ان کے ہمرہ بذریعہ ٹیکسی عم رسول، سیدنا حمزہؓ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ راستے میں انھوں نے بتایا کہ عربی لوگوں کو جب بھی کوئی عرض کوئی درخواست پیارے کریم آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنی ہوتی ہے تو پہلے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں یہاں سے سیدھے جنت البقیع میں پیارے کریم آقا ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اس کے بعد یعنی ان دونوں کی سفارش کے بعد آقا کریم کی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں وہ درخواست پیش کرتے ہیں تو فوراً قبولیت کی سند ملتی ہے۔

ان ہی باتوں میں سامنے جبل احد نظر آنے لگا۔ پہاڑ کے دامن میں گاڑی کھڑی کر کے پہلے سید الشہداء، اسد اللہ واسد الرسول، عم رسول، پیارے کریم آقا ﷺ کے رضاعی بھائی اور چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی آپؓ اور آپؓ کے ساتھ آرام فرما دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت میں سلام پیش کیا اور بار بار حاضری کی

درخواست پیش کی اور عاجزانہ عرض کیا کہ آقا کریم ﷺ سے سفارش فرمائیں کہ بار بار اپنے در اقدس کی حاضری نصیب فرمائیں۔ دعا کرتے ہوئے دل کو بڑی بے چینی تھی عجب گومگو کی کیفیت طاری تھی دل ڈر رہا تھا کہ میرے پاس نہ سجدوں کی سوغات ہے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل پھر کس مان پر یہاں آ گیا۔ کہیں یہ حکم نہ

ہو جائے کہ اتنا نکما، ناکارہ اور ہماری بارگاہ میں گھس گیا۔ اسے باہر کرو۔ مگر

تیرا سخی اے گھرانہ اے جاند از مانہ

دعا کے دوران دل کی کیفیت بدل گئی دل کو ایک اطمینان سکون نصیب ہوا، آنکھیں خشک ہوئیں جان میں جان آئی

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹے کتنی ملی خیرات نہ پوچھو

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پاک سے محترم عبدالرحمٰن صاحب ہمیں لے چلے احد پہاڑ کی جانب وہ احد جس کے بارے میں آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ احد پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ ہم ایک تنگ سی دراڑ سے گزر کر قدرے کھلی جگہ آئے تو آگے سے راستہ بند تھا کسی نے باقاعدہ سیمنٹ کی دیوار بنا دی تھی عبدالرحمٰن صاحب نے بتایا پہلے راستہ کھلا تھا لوگ زیارت کر لیتے تھے اب راستہ بند کر دیا گیا۔ مگر عشاق رسول ﷺ کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر ہی لیتے ہیں۔ ایک جگہ دیوار میں سوراخ بنا ہوا تھا اس سے گزر کر دوسری سمت آئے تو وہ جگہ تھی جہاں پیارے کریم آقا ﷺ نے اس وقت کچھ دیر کیلئے آرام کیا تھا جب جبل رماۃ پر متعین تیر اندازوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی وجہ سے وقتی نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور پیارے کریم آقا ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے وہاں پہاڑ پر بھی دو جگہیں سیمنٹ بھری ہوئی تھیں۔

محترم عبدالرحمٰن صاحب نے بتایا کہ جب پیارے کریم آقا ﷺ اس پہاڑ سے ٹیک لگا کر بیٹھے تو پہاڑ کے پتھر نرم ہو گئے تا کہ آقا کریم ﷺ کو چبھن نہ ہو۔ یہ جگہ جہاں سیمنٹ لگا ہوا ہے یہاں آقا کریم ﷺ کا سر اقدس تھا پتھروں کے نرم ہونے کی وجہ سے یہاں آپ کے سر اقدس کا نشان بن

گیا۔ یہ دوسرا نشان آقا کریم ﷺ کی اونٹنی کے پاؤں کا ہے جب آقا کریم ﷺ کے ٹیک لگانے سے پہاڑ کو نرم ہوتا دیکھا تو اونٹنی نے اپنا پاؤں ٹکا دیا جیسے پہاڑ کو روک رہی ہو۔ یقیناً اس نے سوچا ہوگا کہ شائد پہاڑ گر رہا ہے اس نے پیارے آقا ﷺ کی حفاظت کے خیال سے پاؤں ٹکا دیا قربان جائیں اونٹنی کی محبت کے جس نے ذرا سی تکلیف دینا بھی گراں خیال کیا۔ اب ان دونوں مقامات کو سیمنٹ لگا کر چھپا دیا گیا ہے۔

مجھے پاکستان سے روانگی کے وقت کچھ دوستوں نے بتایا تھا کہ مدینہ طیبہ سے 24 کلومیٹر کے فاصلے پر احد پہاڑ سے آگے وادی جن نامی جگہ ہے۔ جہاں آپ گاڑی کو نیوٹرل کر دیں تو وہ مدینہ طیبہ کی جانب از خود چلنے بلکہ دوڑنے لگتی ہے۔ وہاں اگر آپ پانی کو اترائی کی جانب پھینکیں گے تو چڑھائی کی جانب یعنی مدینہ طیبہ کی سمت آئے گا۔ میں نے محترم عبدالرحمٰن صاحب سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ ہمیں وہاں کی زیارت کروا دیں تو آپ کی نوازش ہوگی اُنھوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ انشاء اللہ کوئی نہ کوئی صورت نکال لیں گے۔ اب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس اور پیارے آقا ﷺ کے آرام کی جگہ کی زیارت کرنے کے بعد میں نے عرض کیا کہ اب وہاں چلیں تو محترم فرمانے لگے کہ وہاں کیلئے بڑی کوشش کی ہے مگر حج کے ایام میں حکومت نے وہاں تک جانے پر پابندی لگادی ہے۔ کوئی بھی ٹیکسی ڈرائیور وہاں جانے کیلئے تیار نہیں ہو رہا اس لئے مجبوری ہے۔

پاکستان کے معروف صحافی خوشنود علی خان کی تحقیق کے مطابق یہ وہ جگہ ہے جہاں ایک یہودی نے میرے کریم آقا ﷺ سے معجزہ طلب کیا تھا کہ اگر آپ اللہ کے سچے نبی ہیں تو اس درخت کو اپنے پاس بلائیں، یہ سن کر میرے کریم آقا ﷺ نے فرمایا۔

تم خود ہی جا کر اس درخت سے کہو کہ تمہیں اللہ کے نبی ﷺ نے بلایا ہے۔ جب اس یہودی نے جا کر اس درخت کے پاس یہ پیغام دیا اس وقت میرے کریم آقا ﷺ چڑھائی کی طرف تشریف فرما تھے، جب یہودی نے آپ ﷺ کا پیغام اس درخت کو سنایا تو درخت دائیں جھکا، بائیں جھکا، آگے پیچھے ہل کر اپنی جڑوں کو ہلایا اور خراماں خراماں آقا کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

یہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہوگیا۔اس جگہ پر یہ خاصیت پیدا ہوگئی کہ آج تقریباً ساڑھے چودہ سو سال بعد بھی وہاں اگر پانی پھینک دیا جائے تو وہ بھی مدینہ طیبہ کی طرف آتا ہے۔مگر ہائے افسوس کہ ہمیں اس جگہ کی زیارت نصیب نہ ہوسکی۔محترم عبدالرحمٰن صاحب فرمانے لگے کہ انشاء اللہ جب آپ عمرہ کیلئے آئیں گے تو اس جگہ جانے کی پابندی نہ ہوگی آپ آسانی سے وہاں جاسکیں گے۔

وہاں سے بذریعہ ٹیکسی واپس حرم پاک نبوی ﷺ آئے۔اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور آقا کریم ﷺ کی نعلین پاک کے تقدس کے طفیل ہمیں نماز ظہر باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ آقا کریم ﷺ کے قدمین شریفین میں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور نماز عصر کے بعد جنوب کی جانب حرم پاک کے خارجی صحن میں گنبد خضریٰ کے سامنے محفل پاک منعقد ہوئی۔

دو دن سے ثناء خوان رسول ﷺ محترم محمد جمیل قادری بہت یاد آرہے ہیں آج صبح نماز تہجد کے بعد آقا کریم ﷺ کے قدمین مبارک میں مراقبہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ پھر ایسے محسوس ہوا کہ گنبد خضریٰ کے سامنے محفل درود وسلام سجی ہوئی ہے اور اس میں محترم محمد جمیل صاحب بھی ہیں اور مولانا عبدالرحمٰن جامی کی مشہور نعت

نسیما جانب بطحا گزر کن ۔ زاحوالم محمد راخبر کن

توئی سلطان عالم یا محمد ۔ زروئے لطف سوئے من نظر کن

سنا رہے ہیں۔ایسا دو دن سے ہورہا ہے۔دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر دوبارہ پھر کریم آقا ﷺ کے در اقدس کی حاضری نصیب فرمائے دیگر دوست احباب کے ساتھ ساتھ محترم محمد جمیل قادری بھی ہوں اور پھر سرکار کے قدموں میں درود وسلام کی محافل جمائیں (آمین ثم آمین)

آج لاہور سے محترم المقام مولانا حبیب الرحمٰن طاہری صاحب کا فون آیا اور انھوں نے بیٹے کی ولادت کی خوشخبری سنائی اللہ رب العزت اسے اپنا ولی بنائے اور پیارے آقا ﷺ کا پکا سچا امتی بنائے

(آمین ثم آمین)

نمازِ عشاء کے بعد اہلیہ نے پیارے کریم آقا ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں غلامانہ حاضری پیش کی عورتوں کو دن میں تقریباً تین مرتبہ حاضری کا موقع دیا جاتا ہے۔ صبح 7 بجے سے 9 بجے تک نمازِ ظہر کے بعد تین گھنٹے اور نمازِ عشاء کے بعد رات 12 بجے تک، اہلیہ کے باہر آنے کے بعد دونوں نے مل کر کریم آقا ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ گنبدِ خضریٰ کی نورانی وجدانی فضاؤں کو جسم و روح میں سمائے ہوئے صبح حاضری کی درخواست پیش کر کے رہائش گاہ واپس آئے۔

14 دسمبر 2009ء بروز پیر کو نمازِ تہجد آقا کریم ﷺ کے قدمین مبارکہ میں پڑھنے کی سعادت میسر آئی نوافل کے بعد یہ سیہ کار مراقبہ کر رہا تھا تو ایک مرتبہ پھر یہ منظر چشمِ تصور نے دکھایا کہ آقا کریم ﷺ کے روضہ اطہر پر مواجہ شریف کے سامنے محفل جمی ہے جس میں میرے مرشد مربی قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد طاہر مدظلہ حضرت سید انیس المجتبیٰ ؒ ایک اور نورانی بزرگ جو کہ مواجہ شریف کے ساتھ بیٹھے ہیں اور محترم حاجی محمد رشید نقشبندی بھی حاضرِ محفل ہیں بھائی محمد جمیل قادری نعت سنا رہے ہیں

صباء درِ مصطفےٰ تے جا کے

نبی دے قدماں پہ سر جھکا کے

کہویں درود و سلام میرا

اسی کیفیت میں مؤذن نے فجر کیلئے اذان دی، پکار بلند ہوئی اُٹھو نماز نیند سے بہتر ہے

نمازِ فجر کے بعد اہلیہ نے کہا کہ اب کل درِ حبیب ﷺ سے جدائی ہے۔ کیوں نہ آج ایک مرتبہ پھر عمرہ کا ثواب کمایا جائے اپنے لئے۔ اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب کیلئے، لہٰذا ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد قباء میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔ اللہ رب العزت کی توفیق اور پیارے کریم آقا ﷺ کے نعلین پاک کے تقدس کے طفیل وہاں اپنے لئے اور دوست احباب، عزیز و اقارب کیلئے نوافل پڑھنے کی سعادت میسر آئی۔ عبادت تو اس ناچیز نے کیا کرنی تھی بس وہاں موجود نیک صالح برگزیدہ لوگوں کی ہمنشینی کی کوشش تھی کہ کسی طرح ان نیک لوگوں کے قدموں میں جگہ مل جائے ان کے خشوع و خضوع کے صدقے میں مجھ سیہ کار کے گئے گزرے سجدے بھی بارگاہِ خداوندی میں شرف

قبولیت پالیں ورنہ۔ من آنم کہ من دانم

آج دو مرتبہ استاذ العلماء مولانا حبیب الرحمٰن گبول صاحب کا فون ملا آپ نے کئی مسائل کے بارے میں ناچیز کی رہنمائی فرمائی اللہ کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے قبلہ استاد صاحب کا سایہ ہم پر قائم رکھے اور ہمیں ان سے فیوض و برکات سمیٹنے کی توفیق سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

نمازِ عصر کے بعد حسب معمول گنبد خضریٰ کے سائے میں سب دوست اکٹھے ہوئے پھر یہ طے پایا کہ آج صبح جنت البقیع میں حاضری نہیں ہو سکی اس لئے پہلے وہاں حاضری دی جائے وہاں حاضر ہوئے تمام اہل بقیع کی خدمت میں ہدیہ ختم پاک اور سلام پیش کیا اُن کے وسیلۂ جمیلہ سے اپنے لئے مرشد مربی اور ان کے خاندان کیلئے عزیز و اقارب، دوست احباب کیلئے سرکار دو عالم کی غلامی مانگی۔ وہاں سے سب دوست باب السلام کے راستے سلطانِ کون ومکاں، سیاح لامکاں، باعثِ ایجاد کائنات اپنے کریم آقا ﷺ کے حضور حاضر ہوئے اس درِ اقدس پر تو زمانے کے امام بھی گدائی کرتے دکھائی دیتے ہیں مجھ سے سیہ کار کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ

میں گدا ہوں مگر کس کے در کا وہ جو سلطانِ کون ومکاں ہیں
یہ غلامی بڑی مستند ہے میرے سر پہ ہے تاج بلالی رضی اللہ عنہ

سرکار دے در ولے رہندی اے نظر میری
اس در دی گدائی تے ہندی اے بسر میری

نمازِ عشاء کے بعد اہلیہ نے ریاض الجنۃ میں حاضری دی اس کے بعد روتی آنکھوں ڈوبتے دل کے ساتھ اس امید پر کہ صبح پھر گنبد خضریٰ کے جلووں سے نظروں کی پیاس بجھائیں گے۔ رہائش گاہ پر واپسی ہوئی۔

15 دسمبر 2009ء بروز منگل اس سفر مقدس کی ترتیب کچھ اس طرح سے ہے کہ آج مدینہ طیبہ میں آخری دن ہے آج بعد نمازِ عشاء کسی وقت بسیں ہمیں مدینہ طیبہ کے ائیر پورٹ لے جائیں گی جہاں سے کل صبح تقریباً 9 بجے لاہور روانگی ہے۔

اپنے کریم آقا ﷺ سے جدائی کا تصور بھی محال ہے نہ دل برداشت کر رہا ہے نہ آنکھیں دل

کے آنسو تو خیر دل کے آنسو تھے ان دیکھے رہ گئے آنکھوں کا رونا سب نے دیکھا۔ نگاہیں بار بار گنبد خضریٰ سے ٹکرا رہی ہیں اپنے ساتھ جدائی کے ایسے گہرے زخم لے کر لوٹ رہی ہیں جن کی مرہم اور کہیں میسر نہیں ہے۔ مدینہ طیبہ کے درو دیوار میرے دل بسمل کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ مجھ جیسے تہی دست فقیر کو یہ دروازہ پھر نہ جانے کب نصیب ہوگا۔زندگی چوالیس بہاریں دیکھ چکی پھر یہ دن نصیب ہوا کہ درحبیب پر حاضری ہوئی مگر آہ! یہ سماں بھی پلک جھپکتے ہی بیت گیا۔جس بہار کی تلاش میں عمر بھر کانٹوں سے واسطہ رہا جب وہ بہار آئی تو ایسے بیت گئی جیسے ایک خواب ہو بہار کے ساتھ ہی بادسموم نے پھر کانٹوں سے الجھنے کا سامان کر دیا۔

فراقِ مدینہ میں دل غمزدہ ہے

جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جارہا ہے

نماز تہجد قدمین مبارک میں ادا کی نماز فجر کے بعد جنت البقیع میں حاضری دی آج تو ناشتے وغیرہ کا ہوش نہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔بس نظروں کے سامنے گنبد خضریٰ کا نظارہ اور بس دیکھتے رہنے کی تمنا ہے۔یونہی دن کٹ جائے یونہی شام ڈھل جائے ایسے میں فون کی گھنٹی بجی لاہور سے محترم محمد جمیل قادری صاحب تھے اس سیہ کار نے نعت سننے کی خواہش کا اظہار کیا تو انھوں نے وہی سلام پیش کیا جو اس ناچیز نے چشم تصور سے دیکھا تھا

صباء درِ مصطفیٰ تے جا کے نبی دے قدماں چہ سر جھکا کے

کہویں درودوسلام میرا ۔ سلام میرا

دل سے دعا نکلی درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کر دی کہ

جہاں سے کبھی کوئی خالی جھولی لے کر نہیں آیا

رہ رہ تو پہنچا اس درپہ نصیر آج

آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ

اس سیہ کار نے عرض کی! کہ اے بے کسوں کے والی! اے غمزدوں کے غم گسار! اے عاشقوں کی راحت! اے محبوب رب العالمین! میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم

زندگانی کی محرومیاں، تلخیاں

الاماں الاماں میں کروں کیا بیاں

جب نہ کوئی جہاں میں سہارا رہا

آپ ﷺ کی یاد بے اختیار آ گئی

"میرے کریم آقا ﷺ بے شک آپ کا فرمان عالی شان ہے کہ مرا رب مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

میرے آقا!

کر کرم کر دا کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم

سراپا خطا ہوں کرم ہی کرم ہو میں سب سے برا ہوں کرم ہی کرم ہو

مجھے مانگنے کا سلیقہ نہیں ہے مگر مانگتا ہوں کرم ہی کرم ہو

میرے آقا ﷺ یہ سیہ کار آپ کے در اقدس پر امید شفاعت لے کر آیا ہے اور یقین شفاعت لے کر جائے گا بے شک"

آپ ہی قاسم رزق ہیں، شافع محشر بھی آپ ہیں آپ کے سر اقدس پر ہی آپ کے اللہ نے شفاعت کا سہرا رکھا ہے

جن کے ماتھے شفاعت کا سہرا سجا

ان کی جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

اسی کیفیت میں نماز عصر ہوئی دوست احباب جمع ہوئے سب نے اپنی اپنی عرض داشت پیش کی۔

اس ناچیز نے عرض کیا کہ آج کا دن آقا کریم ﷺ سے جدائی کا دن ہے آج درِ جاناں پہ جبیں سائی کا وقت ہے۔

آؤ! مل کر خانوادۂ نبوت اور کریم آقا ﷺ کے جانثار صحابہؓ اور امت کی جلیل القدر ماؤں کے

حضور سلام پیش کریں روایات میں آتا ہے کہ جب میرے کریم آقا ﷺ باہر سے آتے یا کبھی سفر پر جاتے تو اہل بقیع کیلئے دعا فرماتے۔آج جدائی کی گھڑی میں ہم بھی اہل بقیع کے پاس جائیں۔ سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ کی خدمت میں عرض کریں کہ اپنے پیارے ابا جان سے ہم نکموں کی سفارش کیجئے کہ ہمیں اپنے در اقدس سے جدا نہ کریں ہمیں بار بار اپنے روضہ انور کی حاضری کی سعادت سے مالا مال کریں آنکھیں ساون بھادوں کا سماں پیش کر رہی تھیں قدم رکھتے کہیں تھے پڑتا کہیں تھا۔عجب ہوش و مدہوشی کی فضا تھی میں لفظوں میں کیسے بتاؤں کہ در جاناں سے جدائی، ہائے دل جس وقت کی آس لئے عمر کے چوالیس برس گزار دیئے میرے والدین جس انتظار کی شمع دل میں روشن کئے ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر گئے وہ وقت آیا آٹھ دن ایسے گزرے جیسے خواب کا سماں ہو۔ابھی تو جی بھر کے اس سبز گنبد کے نظارے نہ کئے۔

بڑی آرزو تھی ملاقات کی　　　نہ جی بھر کے دیکھا نہ کچھ بات کی

جی بھر کے رو لواں در اقدس دے سامنے اکھیاں نوں گفتگو دا سلیقہ سکھا لواں

کدھرے کوئی کریم نہیں اوہدے نال دا میں وی تے وچ گداواں دے ناواں لکھالواں

ابھی تو نہ دل کی تڑپ کم ہوئی نہ آنکھوں کی پیاس بجھی اور آٹھ دن گزر گئے۔یا الٰہی! یہ وصل کی رات اتنی چھوٹی کیوں ہوتی ہے جدائی کی لمبی راتیں جو سالوں پر محیط نظر آتی ہیں اُن کے بعد جب ملن کی رُت آتی ہے تو لمحوں میں بیت جاتی ہے۔جنت البقیع سے باب السلام کے راستے ہجوم عاشقاں میں مل گئے یہ سیہ کار دوسرے عاشقوں سے جڑ کر چل رہا تھا کہ یہ میرے کریم آقا ﷺ کے جانثار عاشق یقیناً ان کے عشق صادق کے طفیل ان کی وارفتگی کو دیکھ کر میرے کریم آقا ﷺ ان کے صدقے انشاء اللہ ضرور نظر کرم فرمائیں گے۔جب مواجہ شریف قریب آیا۔ریاض الجنۃ کے سامنے سے گزرے تو رکنا چاہا۔مگر پیچھے والوں نے آگے بھیج دیا دل سے بے اختیار یہ دعا نکلی کہ آخر ایک دن تو یہ دنیا چھوڑنی ہے۔یا اللہ یہاں ہی زندگی کی شام ہو جائے

کہ سامنے سرکار دو عالم ﷺ کی سنہری جالی

میری عمر رواں اب ٹھہر جا اب سفر کی ضرورت نہیں ہے

ان کے قدموں میں میری جبیں ہے اور ہاتھوں میں روضے کی جالی

مگر دل سے نکلنے والی ہر دعا کب شرف قبولیت پاتی ہے اور پھر دعا کرنے والا مجھ سا سیہ کار، نکما ہو تو پھر بقول غالب

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں پھر بھی کم نکلے

روتی آنکھوں لرزتے قدموں سے آقا کے حضور غلامانہ سلام پیش کیا بار بار حاضری کی تمام آنے والی نسلوں کی حاضری کی درخواست پیش کی

میری آنے والی سب نسلیں تیرے گھر آئیں تیرا در دیکھیں
اسباب ہوں اُن کو ایسے بہم ۔ اللہ کرم

زبان خاموش، نظریں بر قدم، کہ ایسے وقت میں خاموشی بھی زبان بن جاتی ہے

دست بستہ ہیں کھڑے حاضر غلام
پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام
السلام اے سبز گنبد کے مکین
السلام اے رحمۃ اللعالمین
السلام اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول
یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

باب البقیع سے باہر آئے تو عاشقوں کا ایک ریلہ باب جبرائیل کی سمت لے گیا۔ وہاں سے داخلے کے بعد میرے کریم آقا ﷺ کے قدمین مبارکہ میں جگہ ملی

مجھے در پہ اپنے بلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
میرے جرم خانہ خراب کو جو اماں ملی تو کہاں ملی
تیرے عفو بندہ نواز میں

نماز مغرب وہیں ادا کی زبان حال سے اپنے آقا کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا

نظروں میں مدینے کی فضا لے کے چلا ہوں
میں سینے میں ایماں کی ہوا لے کے چلا ہوں

امید ہے یہ درد کا درمان بنے گی
روضے سے تیرے خاک شفا لے کے چلا ہوں

ملتے ہیں تیرے در سے گداؤں کو خزانے
میں اپنے گناہوں کی دوا لے کے چلا ہوں

آیا تھا صنم خانے کی مغموم فضا سے
ہے شکر کہ سجدوں میں خدا لے کے چلا ہوں

روشن ہیں میرے سجدوں میں انوار مدینہ
میں اپنی وفاؤں کی جزا لے کے چلا ہوں

آنسو بھی میرے در سے تیرے ضائع نہیں جاتے
میں آنسوؤں کا اپنے صلہ لے کے چلا ہوں

اللہ رہے یونہی تیرے روضے کی جالی
میں اپنے اندھیروں میں ضیاء لے کر چلا ہوں

اس سال جو آیا ہوں تو ہر سال بھی آؤں
یوں اپنی تمناؤں کی بقا لے کے چلا ہوں

بھارت کے مولانا نسیم انجم صاحب ڈھونڈتے ڈھونڈتے آ گئے اشارے سے اس ناچیز کو باہر بلایا۔ باب البلالؓ کے باہر بیٹھ گئے جب اس ناچیز نے بتایا کہ ابھی نماز عشاء کے بعد روانگی ہے تو بڑے غمزدہ ہو گئے آنکھیں اشک بار ہو گئیں زبان پر مولانا حسن رضا خاں صاحب کا کلام آ گیا اپنی دلنشیں آواز میں سنانے لگے۔

سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر
صحن گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو تیرے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں طیبہ چھوڑ کر

مولانا نسیم انجم صاحب فرمانے لگے کہ طاہری صاحب لاہور پہنچ کر میرا ایک کام کیجئے عرض کیا کہ حکم کریں تو کہنے لگے کہ داتا لاہوری کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں اور میری جانب سے یہ بھی عرض کریں کہ دیوانہ مستانہ نسیم انجم آپ سے ہزاروں میل دور جھاڑ کھنڈ میں جدائی میں روتا ہے اسے وصل کا جام پلائیے اسے اپنے پاس بلائیے اس کا عاجزانہ سلام قبول فرمائیے۔

اس ناچیز نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ واپس پہنچ کر آپ کا سلام ضرور پہنچاؤں گا۔ نماز عشاء کیلئے اذان ہوئی تو حرم پاک میں روتے دل اشک بار آنکھوں کے ساتھ داخل ہوئے پھر نہ جانے کب قسمت لے کر آئے اور یہ درودیوار یہ منبر و محراب یہ گنبد خضریٰ کے نظارے دیکھنے کو ملیں۔

اس ناچیز نے کئی مرتبہ گھر سے باہر سفر کیا۔ جب بھی گھر واپسی کا وقت آتا تو دل میں خوشی کے لڈو پھوٹتے ایک خوشی و مسرت کی کیفیت طاری ہوجاتی کہ ابھی بچوں سے ملن ہو گا بہن بھائی ، عزیز دوست ملیں گے مگر آج کا سفر گو کہ گھر کی جانب ہے مگر دل خوشی و مسرت سے نہیں بلکہ رنج و غم اور افسوس سے رو رہا ہے۔ کیونکہ آبروئے کائنات، شہر سرور انبیاء وہ شہر جو عقیدتوں کا مرکز، جو محبتوں کا امین ہے یہاں سے بٹنے والی خیرات پر کائنات پلتی ہے جو میرے کریم آقا ﷺ کا دار الہجرت کہلایا یہی تو وہ متبرک شہر ہے جو میرے کریم آقا ﷺ کو پسند تھا یہ حالت صرف میری ہی نہیں بلکہ میرے کریم آقا ﷺ کا ارشاد پاک بھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری کو تیز کر دیتے۔ اور اگر جانور پر سوار ہوتے تو اس شہر بے مثال کی محبت میں اسے ایڑھ لگاتے۔ (صحیح بخاری)

اس شہر بے مثال سے جدائی کوئی معمولی جدائی تو نہیں کہ انسان اسے آسانی سے برداشت کرلے اسی شہر بے مثل کی زیارت کیلئے تو عمر عزیز کے چوالیس برس رو رو کر گزار دیئے اب اُسی کوچۂ جاناں سے رخصت ہے مڑ مڑ کر گنبد کے نظارے آنکھوں میں سمو لینے کی تمنا ہے

قدمین مبارکہ میں جگہ ملی

یہ کرم نہیں تو کیا ہے

نماز عشاء ادا کی عجب ہوش مدہوشی کی کیفیت تھی کچھ پتہ نہیں کہ رکوع کہاں ہے سجدہ کہاں

کرم کیا تیری یاد نے مجھے آجگا یا نماز میں

میرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے جو قضا ہوئے نماز میں

نماز کے بعد گنبد خضریٰ کے سامنے آئے اہلیہ بھی آگئیں ان کی آنکھیں بھی سوجی ہوئی معلوم ہوئیں پوچھا کہ خیریت تو ہے یہ پوچھنا تھا کہ پھر رونے لگیں میں نے پوچھا کہ ہوا کیا ہے؟ کہنے لگیں آج مدینہ الحبیب ﷺ سے جدائی ہے نہ جانے قسمت میں کیا لکھا ہے۔ پھر اس نوری نظارے کو دیکھ پائیں گے یا حسرت ہی رہے گی اور زندگی کا سفر اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

ہو کرم شاہِ عرب یا نبی امی لقب

ایک میں ہی تو نہیں طالب دید ہیں سب یا نبی اُمی لقب

ہم دونوں میاں بیوی نے باادب کھڑے ہو کر غلامانہ انداز میں آقا کریم کے حضور التجا کی

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے

امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

پردیس میں آج غریب الغرباء ہے

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں

اب اس کی مجالس میں نہ بتی ہے نہ دیا ہے

جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا

اب جنگ وجدل چار صرف اس میں بپا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی

ہاں ایک دعا تیری ﷺ کہ مقبول خدا ہے

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا

امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

عرض کیا کہ۔ اے بیکسوں کے والی ، یا مصطفٰے خیر الورائی ! آپ کو آپ کے رب نے رحمۃ اللعالمین کیا خالق کون ومکاں نے آپ کے ذکر کو بلند کیا

ورفعنا لک ذکر ک کا ہے سایہ تجھ پر

بول ہے بالا تیرا ، ذکر ہے اونچا تیرا

اے ہمارے کریم آقا ﷺ آپ کے دراقدس سے آج تک کوئی خالی نہ لوٹا۔ آپ نے ہر منگتے کی جھولی بھری۔ آج ہم میاں بیوی بھی آپ کے دراقدس پہ حاضر ہیں۔

یا رسول اللہ ﷺ ہماری حاضری کو آخری نہ بنائیں ہمیں بار بار اپنے روضۂ انور کی زیارت سے مستفید فرمائیں ۔ ہمارے دوست احباب عزیز واقارب اور ہماری آنے والی نسلوں کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیں انھیں بار بار اپنے گنبد خضریٰ کی زیارت کروائیں ہمارے مرشد مربی کے فیوضات میں ان کی عمر میں برکت عطا فرمائیں۔

(آمین ثم آمین)

دعا کے بعد عاجزانہ سلام پیش کیا

مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود

گل باغ رسالت پہ لاکھو ں سلام

مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود

مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

رحمتوں کے تاج والے عرش کی معراج والے
عاصیوں کی لاج والے دو جہاں کے راج والے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
السلام اے سبز گنبد کے مکیں السلام اے رحمۃ اللعالمین
السلام اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول
یہ سلام عاجزانہ ہو قبول
دست بستہ ہیں کھڑے حاضر غلام
پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام

سلام کے بعد الٹے پاؤں چلتے ہوئے ڈگماتے قدموں روتی آنکھوں سے باہر آئے رہائش گاہ پر پہنچ کر سامان باندھا بسیں آ گئیں سامان رکھا گیا۔ انھیں کاموں میں صبح کے تین بج گئے۔ بسیں مدینہ ائر پورٹ کیلئے روانہ ہوئیں تو ہر چہرہ جو آٹھ دن قبل مکہ پاک سے مدینہ طیبہ آمد کے وقت کھلا کھلا نظر آتا تھا آج رنج وغم کی تصویر بنا ہوا تھا۔ حالانکہ سبھی اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے جہاں دوست احباب عزیز واقارب تھے فطری طور پر سب کو ملنے کی خوشی ہونی چاہئے تھی مگر یہ روانگی یہ جدائی معمولی جدائی نہ تھی یہ مدینہ النبی ﷺ سے جدائی تھی یہ سرور انبیاء کے در اقدس سے دوری تھی یہ میرے کریم آقا ﷺ کے مسکن سے دوری تھی یہ تو پھر بھی زندہ تھے ورنہ یہ جدائی تو وہ زخم ہے جو مار ہی دیتا ہے۔ بسیں بڑی سڑک پر آئیں تو ایک مرتبہ پھر گنبد حضریٰ کی جھلک نظر آئی سب کی آنکھیں اشک بار تھیں مگر گنبد خضریٰ کا نظر آنا تھا کہ روتی آنکھوں اور ہنستے چہروں نے عجب سماں باندھا زباں بے اختیار صلوۃ والسلام پکار اُٹھی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

گاڑی چلتی رہی اور گاہے بگاہے جلوہ جاناں دکھائی دیتا رہا جیسے کسی بیمار کو خوشخبری ہو کہ مرنا نہیں طبیب آیا چاہتا ہے اسی آنکھ مچولی میں کہ کبھی چھپ گئے۔ کبھی دید کرادی گاڑی کھڑی ہوئی پتہ چلا کہ

مدینہ طیبہ کا ائرپورٹ آ گیا۔ سامان گاڑی سے اتارا گیا۔ ائرپورٹ کی عمارت سادہ سی تھی ائرپورٹ کے باہر بڑی خوبصورت مسجد تھی وہاں نماز فجر ادا کی یہ مدینہ طیبہ میں ہمارے سفر کی آخری نماز اور مدینہ طیبہ میں رہتے ہوئے پہلی نماز تھی جو ہم نے حرم پاک سے باہر پڑھی۔ سامان وغیرہ کی چیکنگ کے بعد تقریباً 8 بجے طیارے میں سوار ہوئے۔ سوار ہوتے وقت حکومت سعودیہ عربیہ کی طرف سے زائرین کو ایک ایک قرآن پاک بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

16 دسمبر 2009ء بروز بدھ سعودی وقت کے مطابق 8 بجکر 55 منٹ پر طیارے نے سرزمین مدینہ طیبہ سے پرواز کی اور پاکستانی وقت کے مطابق 4 بجکر 10 منٹ پر لاہور ائیرپورٹ پہنچا۔ بجائے خوشی کے دل کی کیفیت دررسول ﷺ کی جدائی میں تھی

دل تڑپ جائے گا اے زائر بطحا تیرا جب مدینے سے تیری جدائی ہوگی
تجھ سے پوچھا نہ نکیروں نے ظہوری کچھ بھی قبر میں نعت نبی تو نے سنائی ہوگی

لاہور ائرپورٹ پر بچے اور دوست احباب موجود تھے ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے مگر ہماری کیفیت اُن سے الگ تھی ہمارا زخم جدائی ابھی تازہ تھا کیونکہ ہم دیار حبیب ﷺ سے سیدھے آئے تھے اگر مکہ پاک سے آتے تو جدائی کے دن بڑھ جانے کی صورت میں دل کو کچھ ڈھارس ہو جاتی اب تو یہ حال تھا کہ

چہرے سجے سجے سے تو دل تھے بجھے بجھے سے

ایک طرف سعادت زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا وتعظیما سے بخیر وعافیت واپسی کی خوشی تھی تو دوسری جانب درحبیب ﷺ سے جدائی کا دکھ تھا۔

نماز مغرب کے وقت گھر پہنچے تو بچے ابھی ائرپورٹ سے واپس نہ پہنچے تھے گھر داخلے سے پہلے عالم باعمل، صوفی باصفا حضرت الحاج انوار المصطفیٰ صاحب مدظلہ سے ملاقات ہوئی روانگی کے وقت بھی حضرت سے آخر میں ملاقات ہوئی تھی۔ قبلہ حضرت صاحب اس ناچیز پر بڑی شفقت فرماتے ہیں آج اگر اس ناچیز کو بات کرنے کا کچھ سلیقہ ہے تو یہ حضرت انوار المصطفیٰ صاحب کی ہی صحبت کا ثمر ہے ورنہ

بات کرنی مجھے آساں کبھی ایسی تو نہ تھی

اُن سے مل کر یہ ناچیز مرکز روح الاسلام میں حاضر ہوا۔ یہ میرے کریم آقا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد نبوی شریف میں تشریف لاتے نوافل کی ادائیگی کے بعد در دولت پر تشریف لے جاتے یہ ناچیز بھی آقا کریم ﷺ کی اتباع میں پہلے مسجد میں حاضر ہوا نماز مغرب ہو چکی تھی حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن طاہری صاحب اور حافظ محمد الطاف صاحب موجود تھے ان سے مل کر نماز مغرب ادا کی بعد میں گھر آئے تو گھر خالی خالی سا محسوس ہوا۔ اہلیہ کہنے لگیں کہ حرم پاک سے جدا ہو کر اپنے گھر میں اندھیرا سا لگ رہا ہے اس ناچیز نے عرض کیا کہ

میں مدینے سے کیا آگیا ہوں کہ زندگی بجھ سی گئی ہے
گھر کے اندر فضا سونی سونی گھر سے باہر سماں خالی خالی

مدینہ طیبہ تو وہ شہر بے مثال ہے جس کی مثل کہیں اور نہیں

ایسے کائنات میں مدینہ جیسے ہو انگوٹھی میں نگینہ
میں نے پوچھا عرش سے کہ دیکھی ہے کہیں مدینے سی زمیں
عرش نے کہا برتری کی قسم نہیں نہیں

اب زندگی کی بھاگ دوڑ ہے اور ہم ہیں دوستو! اب طبیعت میں عجب ٹھہراؤ آگیا ہے۔ ہر وقت نظر میں طیبہ کے گلزار ہیں۔ مدینہ منورہ کی فضاؤں کی خوشبو ہے۔ گنبد خضریٰ کی بہاریں ہیں۔ طبیعت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ بقول پروفیسر اقبال عظیم

وہ اقبال جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراق طیبہ میں رہتا ہے رنجیدہ رنجیدہ

دن رات جب کوئی ذیار حبیب کی بات کرتا ہے تو آنکھیں بھر آتی ہیں مدینہ طیبہ میں گزرا وقت یاد آجاتا ہے جب گنبد خضریٰ کی کوئی تصویر دیکھتا ہوں تو تصور میں وہیں پہنچ جاتا ہوں کہ ہم یہاں حاضر ہوئے تھے کبھی اس جگہ تو کبھی اس کونے میں اب تمام دعائیں بھول چکیں صرف ایک ہی وظیفہ یاد ہے

لب پہ صلِ علیٰ کے ترانے اشک آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں

جب بھی کوئی اس سفر دلنشیں کا احوال پوچھتا ہے تو دل سے
آہ نکل جاتی ہے کہ کاش سرکار پھر کرم فرمائیں بس دن رات یہی تمنا ہے
بنے گا جانے کا پھر بہانہ کہے گا آ کر کوئی دیوانہ
چلو ظُہوری چلیں مدینے کہ آقا تم کو بلا رہے ہیں

انشاءاللہ العزیز

اعتراف عجز اظہار تشکر

محترم قارئین! یہ نا چیز پر رب کائنات کا کرم ہے جو سرزمینِ وحی کی جانب سفر ممکن ہوا اس کتاب کی تکمیل میں دوست احباب کا تعاون اور حوصلہ افزائی میرے شامل حال رہی تمام احباب کا تذکرہ اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے چند احباب تو ایسے ہیں جن کے ذکر کے بغیر یہ کتاب نامکمل ہے

سب سے پہلے میں محترم حافظ نصیر الدین صاحب کا شکر گزار ہو جن کی دلنشیں گفتگو اسے لکھنے کا سبب بنی ، برادر محترم علامہ احتشام الحق قادری ، محترم علامہ عزیز الرحمٰن طاہری اور محترم سہیل اظہر شاہ ہاشمی بھی اسے بنانے سنوارنے میں پیش پیش رہے ان سب کی محبت کے سامنے شکریہ کہنا انتہائی مشکل ہے

کریں شکریہ کس زباں سے ادا ہم
کہ الفاظ کم ہے عنایت زیادہ

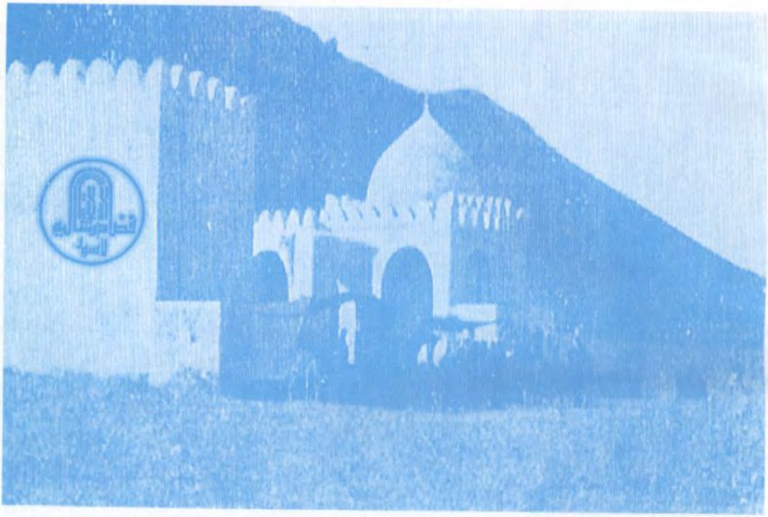
محترم قارئین! انسانی بساط کے مطابق پوری کوشش کی گئی ہے کہ کتاب بہتر سے بہتر صورت میں آپ کے سامنے پیش کی جائے اس کے باوجود مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس ہے اس لئے اگر کوئی کمی نظر آئے تو براہ کرم مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

والسلام

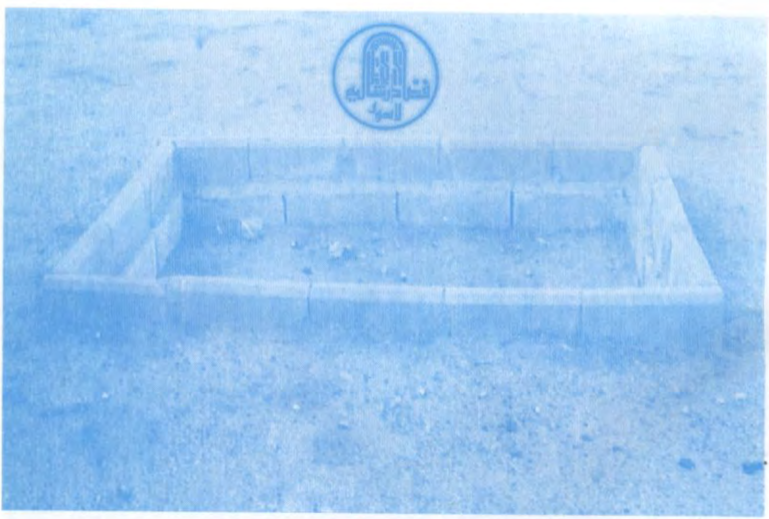
احقر العباد محمد اقبال طاہری

فضلیۃ دارالاشاعت لاھور

مكة المكرمه

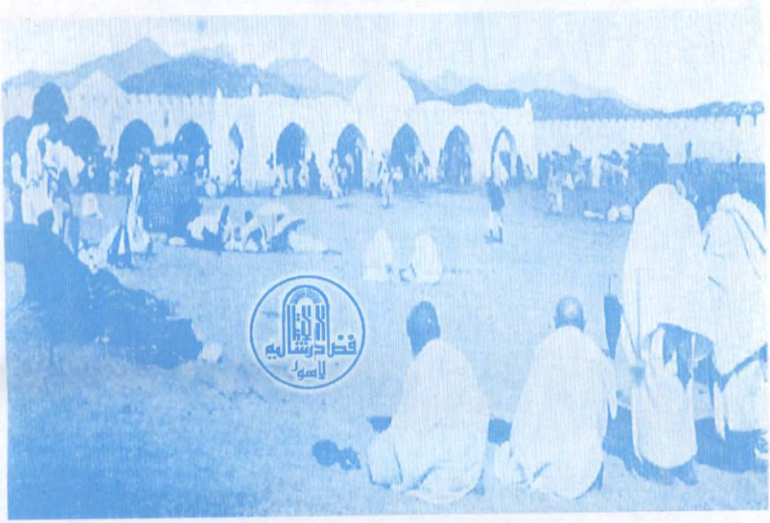


مقام سرف (النوایۃ) میں ام المومنین سید میمونہؓ کا مزار مبارک



مقام سرف میں قبر مبارک ام المومنین سیدۃ میمونہؓ

مكة المكرمه

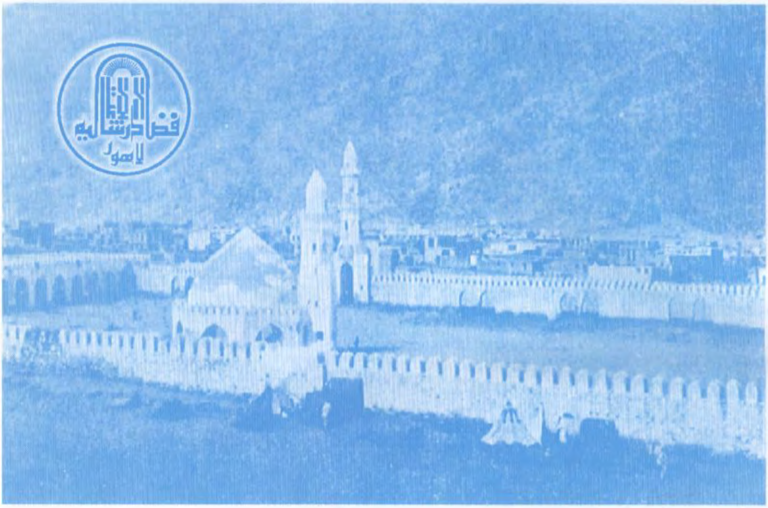


عرفات میں مسجد نمرہ کی ایک یادگار قدیم تصویر

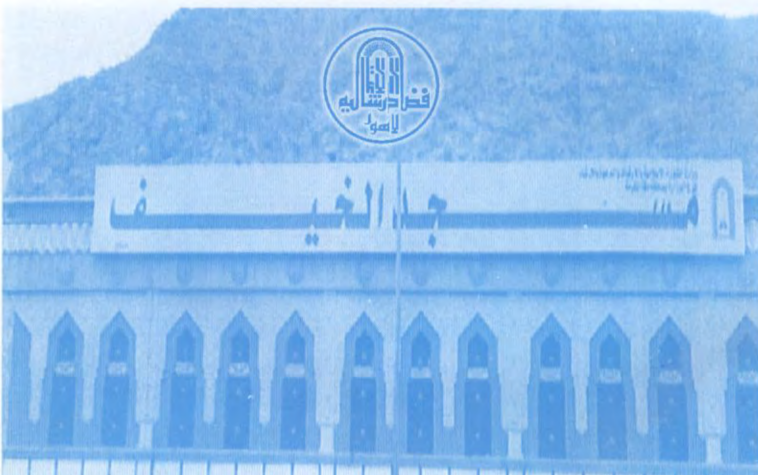


عرفات میں مسجد نمرہ

مكة المكرمه



منیٰ میں مسجد خیف کی ایک قدیم تصویر

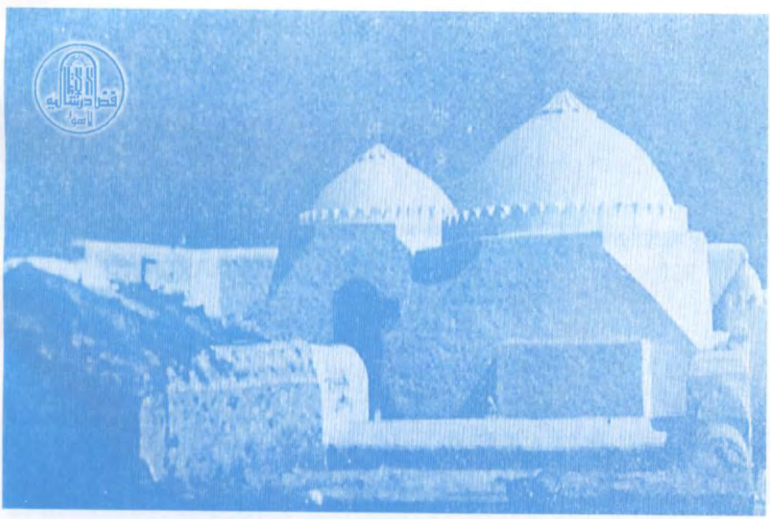


مسجد الخیف کا بیرونی منظر

مکة المکرمه

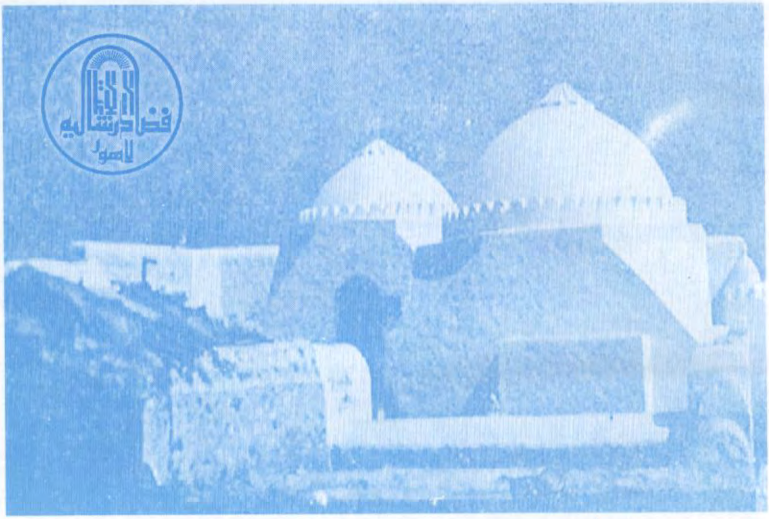


جنت المعلیٰ کا ایک عمومی منظر تمام مزارات پر قبے ہوا کرتے تھے



جنت المعلیٰ میں حضرت ابو طالبؓ اور حضرت عبدالمطلبؓ کے مزارات مبارکہ

مكة المكرمه



جنت المعلیٰ میں حضرت ابوطالبؓ اور حضرت عبدالمطلبؓ کے مزارات مبارکہ



جنت المعلیٰ کا ایک عمومی منظر تمام مزارات پر قبے ہوا کرتے تھے

مكة المكرمه



مولدالرسول ﷺ (نادرونایاب تصویر)

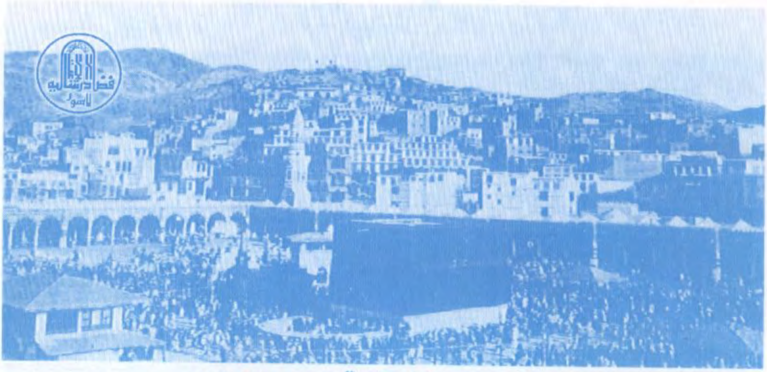


اس مقام پر سیدنا حضرت امیر حمزہؓ کا گھر مبارک تھا

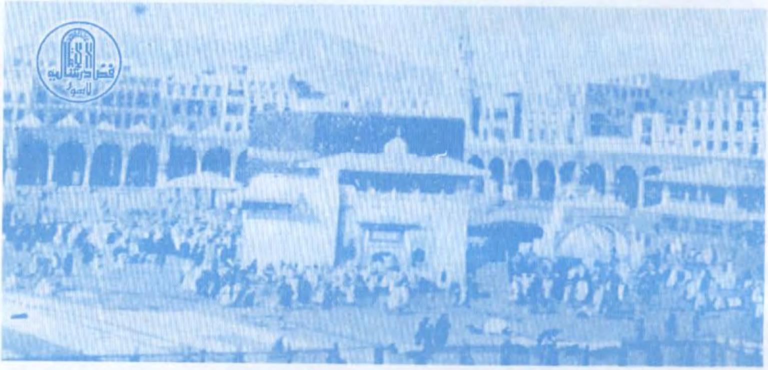


اس مقام پر سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا گھر مبارک تھا

مكة المكرمه



کعبہ شریف کا ایک قدیم منظر (تصویر 1325 ہجری)

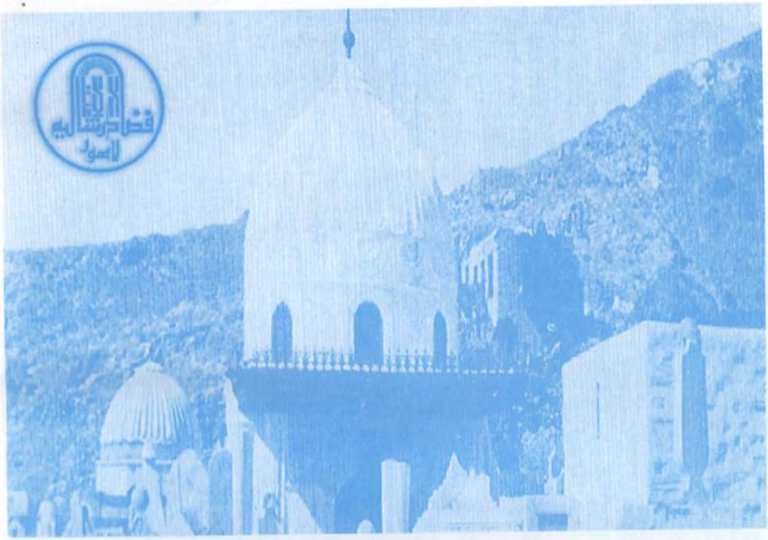


حرم شریف کے صحن میں مقام زمزم کا منظر (تصویر 1321 ہجری)

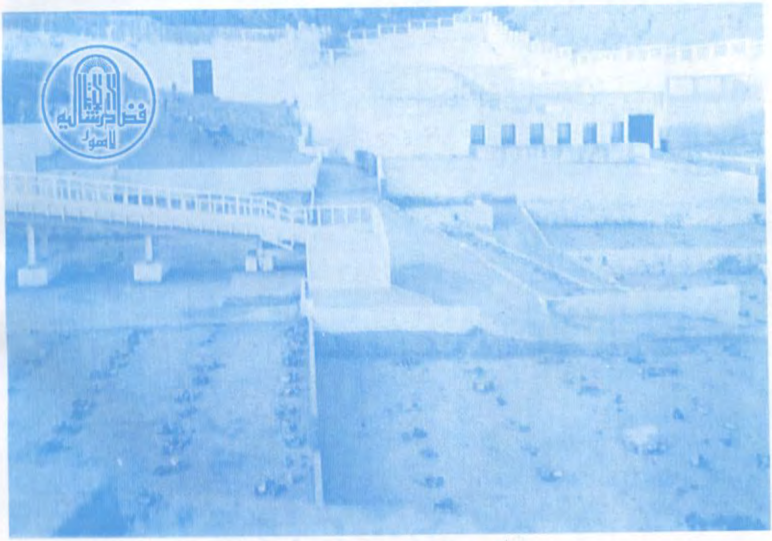


کعبہ شریف کا ایک قدیم خوبصورت منظر

مكة المكرمه



جنت المعلیٰ میں ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کا مزار مبارک



جنت المعلیٰ کا عمومی منظر (تصویر اکتوبر 2000)

جدہ



جدہ میں ام البشر حضرت حواء ک مزار مبارک کا گنبد (تصویر 1321ھ)



جدہ میں قبرستان ام حواء کا بیرونی منظر

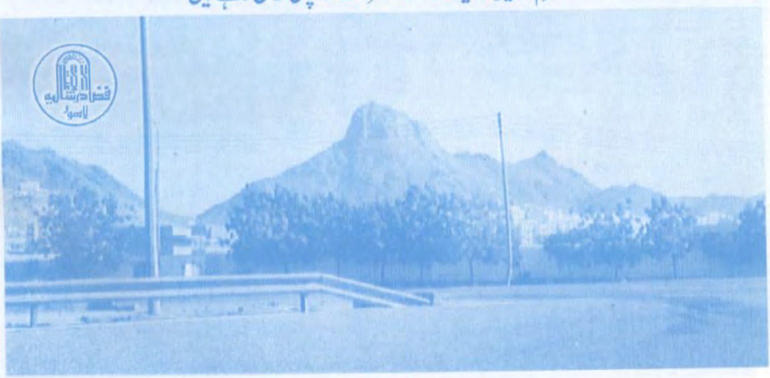
مكة المكرمه



جبل ثور پر غار ثور کا بیرونی منظر

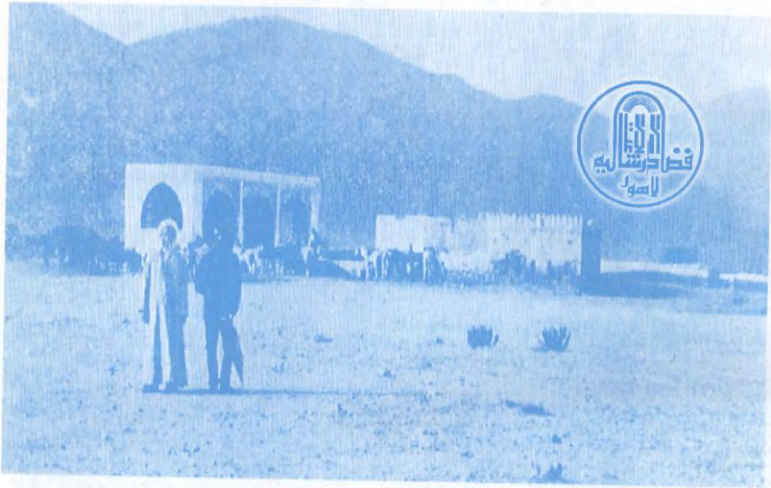


زمزم کنوئیں کا ایک خوبصور منظر لوگ خود پانی نکال رہے ہیں

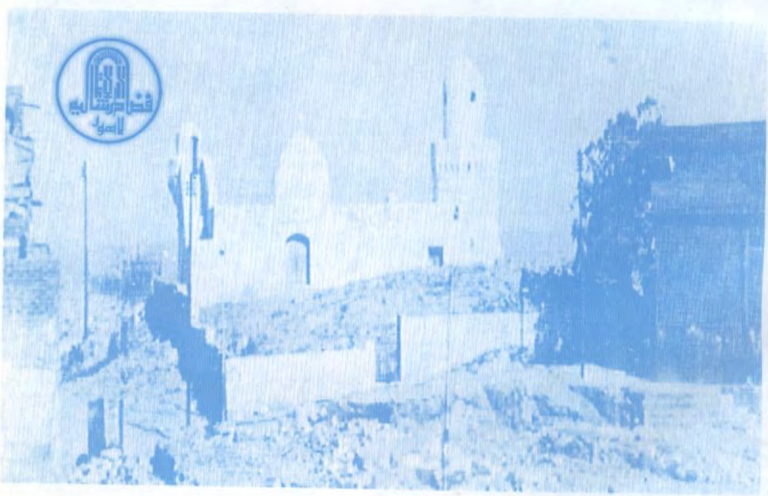


جبل نور کا ایک منظر

مكة المكرمه

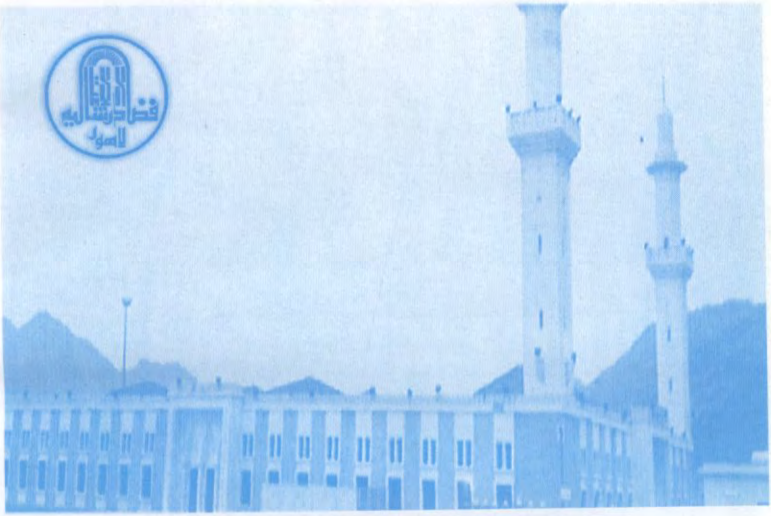


مقام تنعیم میں مسجد سیدہ عائشہ صدیقہؓ (ایک قدیم ویادگار تصویر)



ابوقبیس پہاڑ پر مسجد بلالؓ (ایک قدیم ویادگار تصویر)

مکة المکرمه

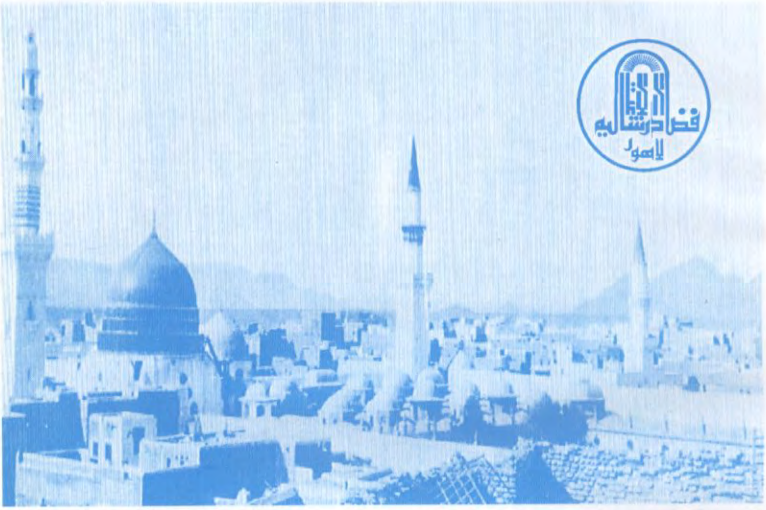


مسجد المشعر الحرام

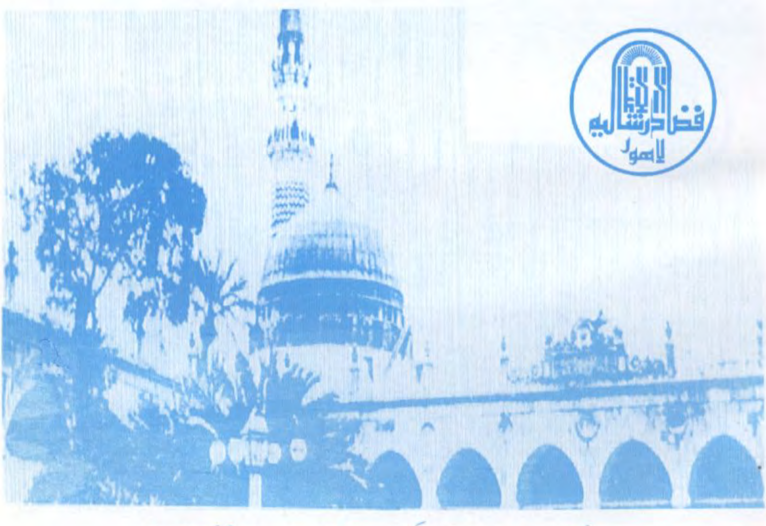


مسجد جن

المدينه المنورة



مسجد نبویؐ شریف و گنبد خضرا کا ایک قدیمی منظر (تصویر 1326ھ)



مسجد نبویؐ کے سائے میں اس مقام پر کبھی بستان فاطمہؓ اور بئر رسول ﷺ ہوا کرتا تھا۔

المدينه المنورة



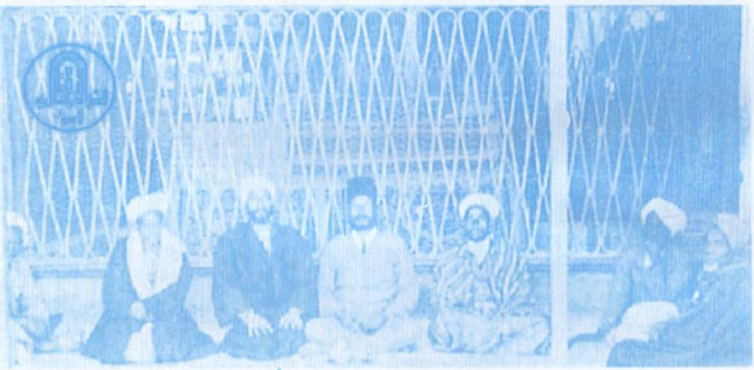
بیرونی منظر مبارک حضرت عبداللہ (تصویر 1395ھ)



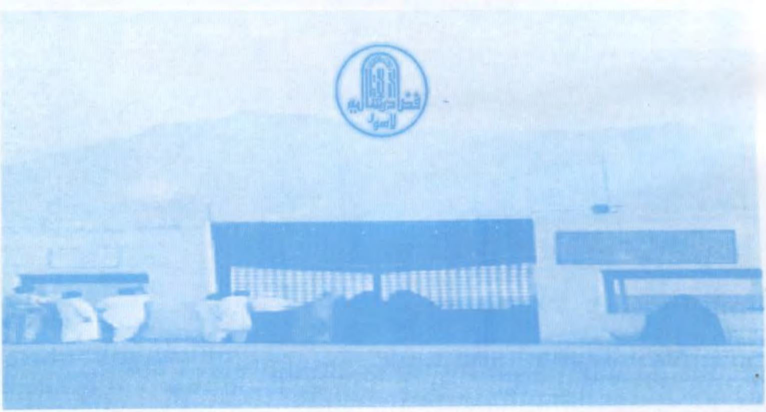
ابواء شریف کے مقام پر سیدۃ آمنہؓ کا مزار مبارک

المدینه المنورة





مزار مبارک سیدنا امیر حمزہؓ کا اندرنی منظر

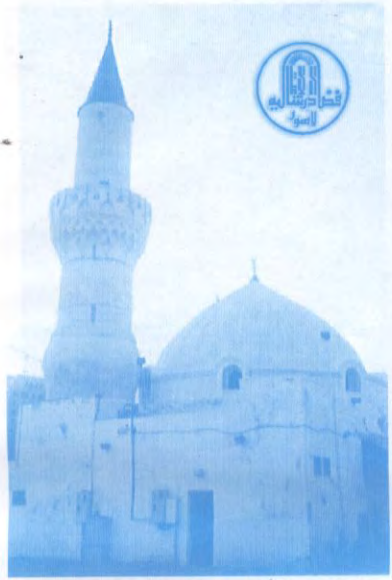


مزار مبارک سیدنا امیر حمزہؓ

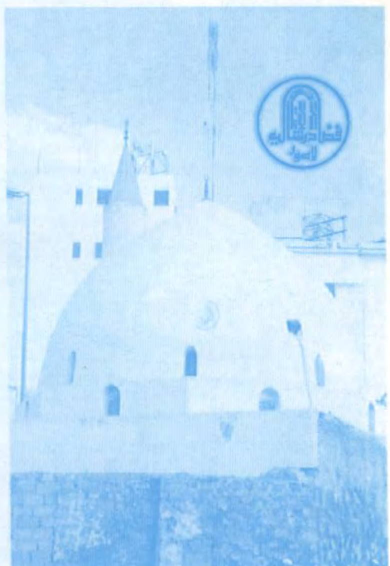
المدینہ المنورۃ



مسجد غمامہ (تصویر جون 86)



مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ (تصویر اکتوبر 2000)



مسجد سیدنا الفاروقؓ (تصویر اکتوبر 2000)



مسجد جمعہ (تصویر 2000)

المدينه المنورة



مسجد قبلتین کی نادر وقدیم تصویر

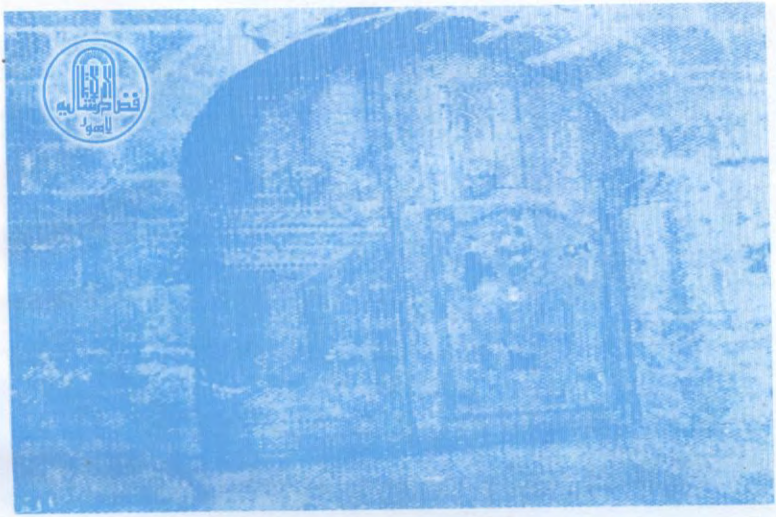


مسجد السقیا کی نادر وقدیم تصویر



مسجد الفتح کی نادر وقدیم تصویر

المدينه المنورة

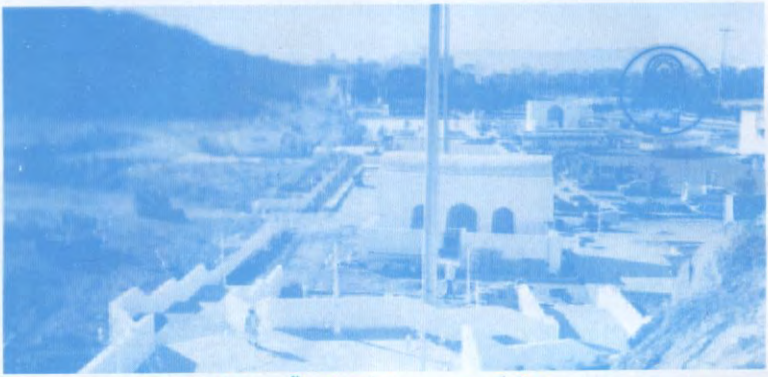


حضرت سیدنا خالد بن الولیدؓ کے گھر کا دروازہ



جبل احد پر مقام جہاں پر آپ ﷺ نے کچھ دیر آرام فرمایا

المدينه المنورة



خندق کے مقام پر مساجد کا ایک منظر (تصویر 86)



مسجد سیدنا علیؓ (قدیم تصویر 1986)



مسجد سیدنا علیؓ (جدید تصویر اکتوبر 2000)

المدینہ المنورة



حجرہ نبویہ ﷺ کا غلاف مبارک



مسجد نبوی ﷺ کے صحن مبارک میں کبوتروں کا ایک جھنڈ



مسجد نبوی ﷺ کا دروازہ "باب رحمت" (تصویر 1320ھ)



مسجد نبوی ﷺ کا دروازہ "باب السلام" (تصویر 1320ھ)

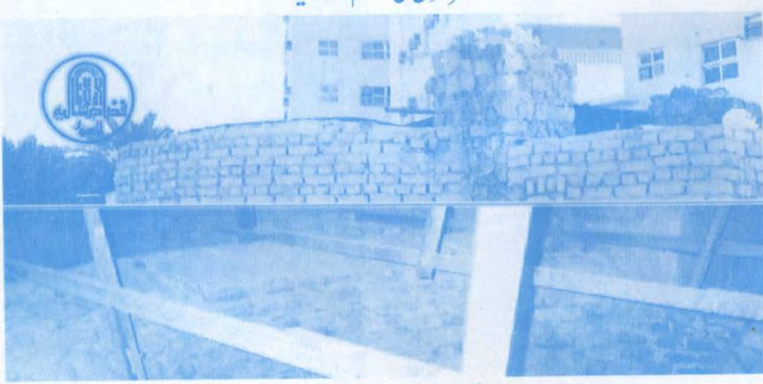
المدينه المنورة



بئر غرس کی قدیم تصاویر

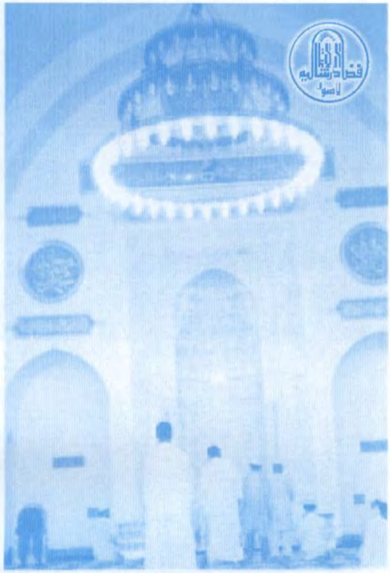


بئر غرس کی قدیم تصاویر

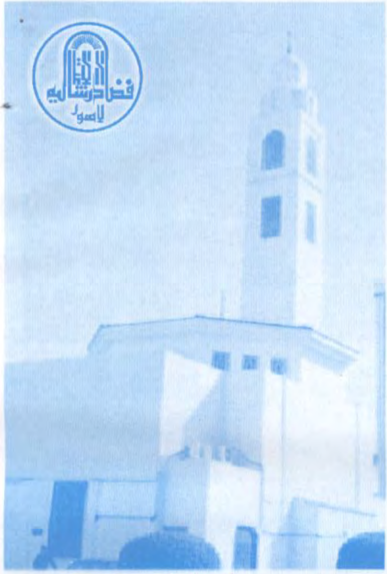


بئر غرس کی جدید تصاویر (اکتوبر 2000)-87

المدينه المنورة



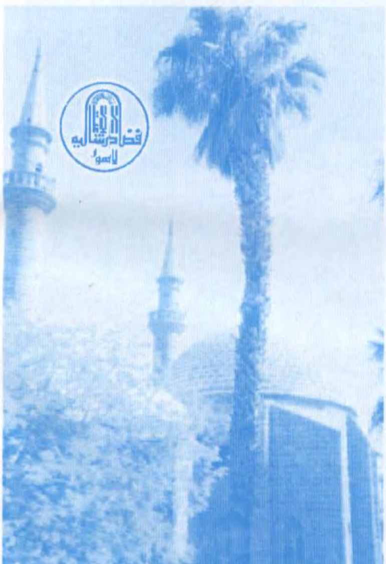
مسجد قبا کا اندرونی منظر



مسجد الاجابة

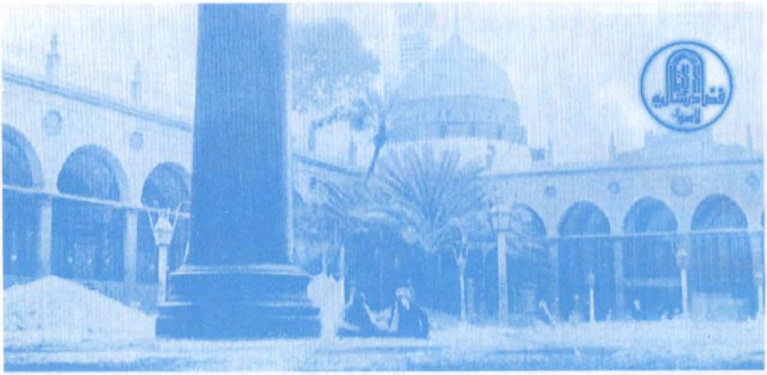


احد کے راستے میں مسجد الاسترحہ



حجاز ریلواسٹیشن کے قریب مسجد سلطان عبدالحمیدؒ یا مسجد العنبریہ

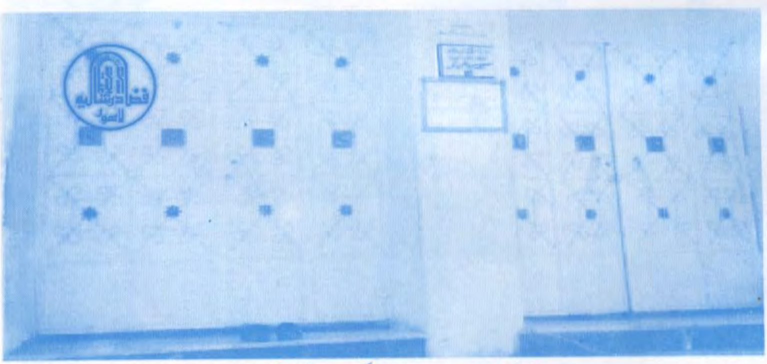
المدينه المنورة



مسجد نبویؐ شریف کے صحن مبارک کا ایک منظر



باغ حضرت سلمان فارسیؓ کے وہ درخت جو آپ ﷺ نے لگائے تھے



خندق کے مقام پر مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ (تصویر 87)

المدينه المنورة



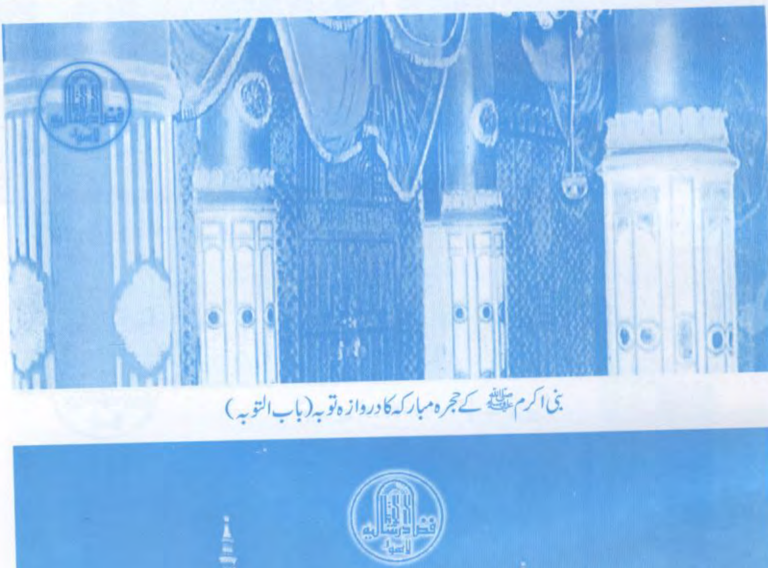
حضرت عثمان غنیؓ کے کنوئیں کا بیرونی منظر



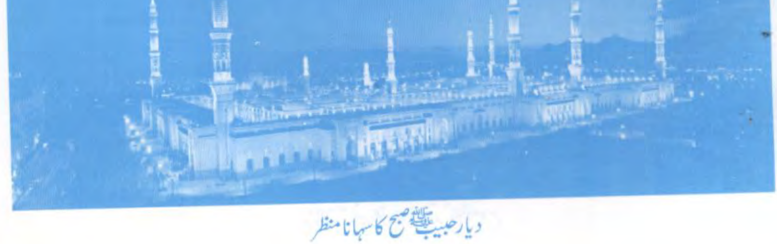
بئر عثمانؓ میں اب بے وافر پانی موجود ہے۔

المدینہ المنورۃ



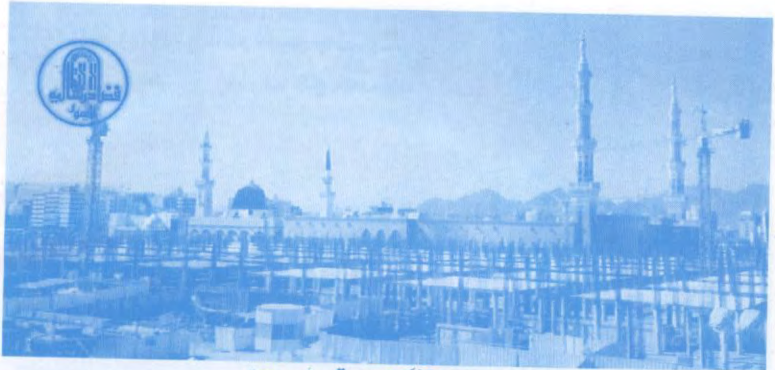


نبی اکرم ﷺ کے حجرہ مبارکہ کا دروازہ توبہ (باب التوبہ)



دیار حبیب ﷺ صبح کا سہانا منظر

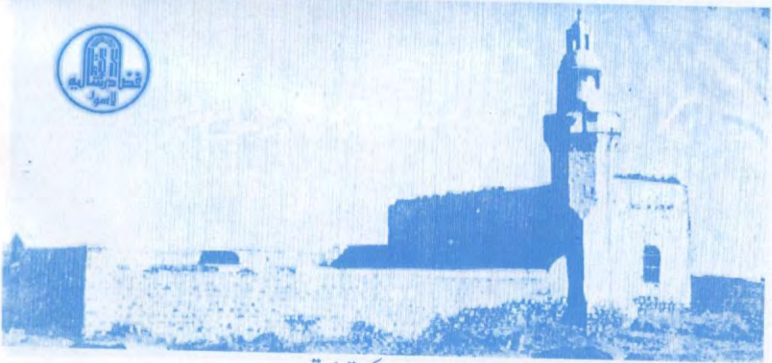
المدينه المنورة



مسجد نبوی ﷺ کی توسیع (تصویر نومبر 87)

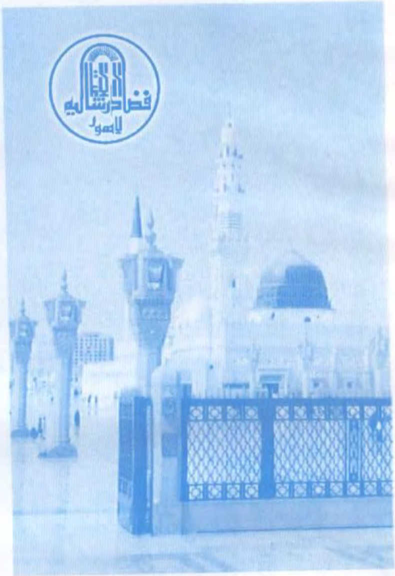


شہر مدینہ منورہ کا دروازہ "باب عنبریہ"



32- مسجد عروہ کی قدیم تصویر

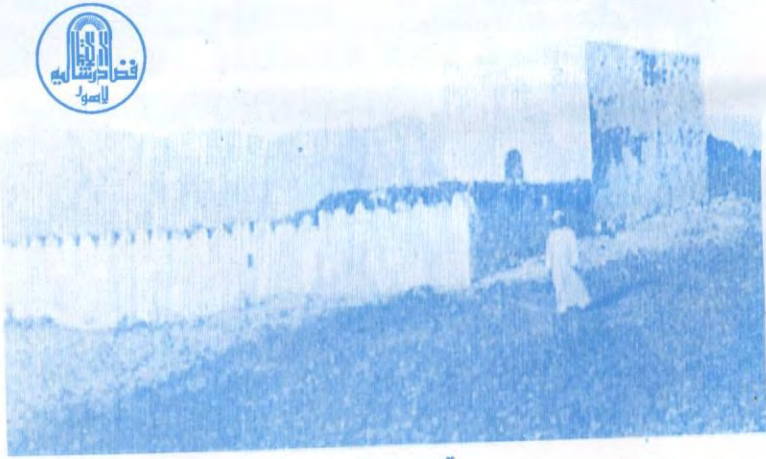
المدینہ المنورۃ



اے شفاعت کے علمدار مدینے والے

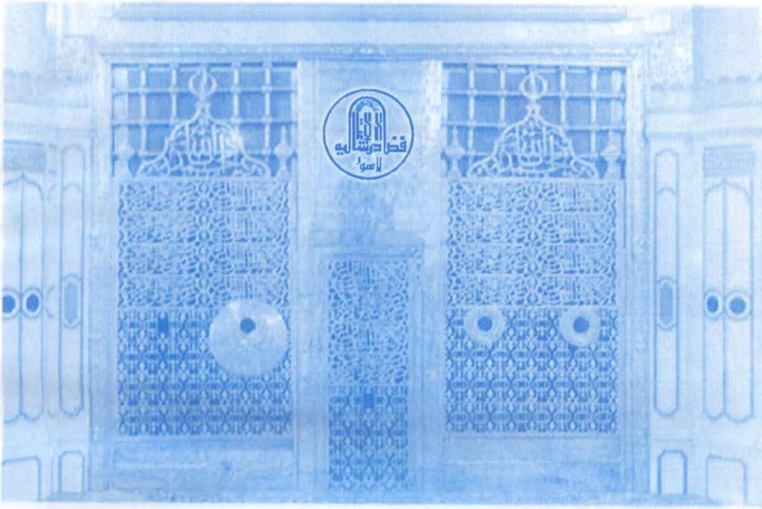


مسجد نبوی ﷺ میں سلطان مراد عثمانی کا پیش کردہ منبر



مسجد قبلتین کی قدیمی تصویر

المدینہ المنورة

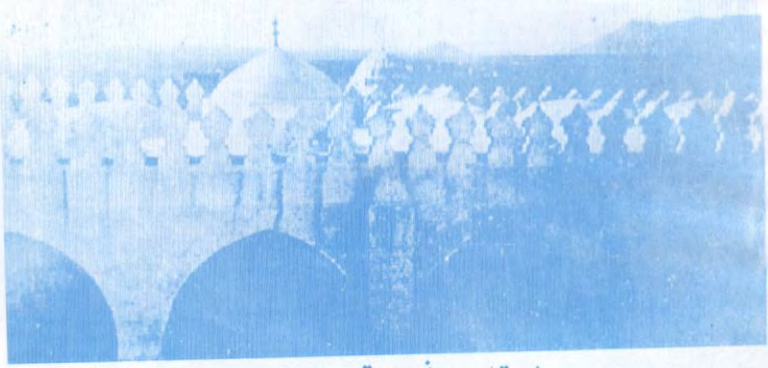


یاسیدی یارسول اللہ ﷺ خذبیدی
مانبی سواک ولا الوی علی احد

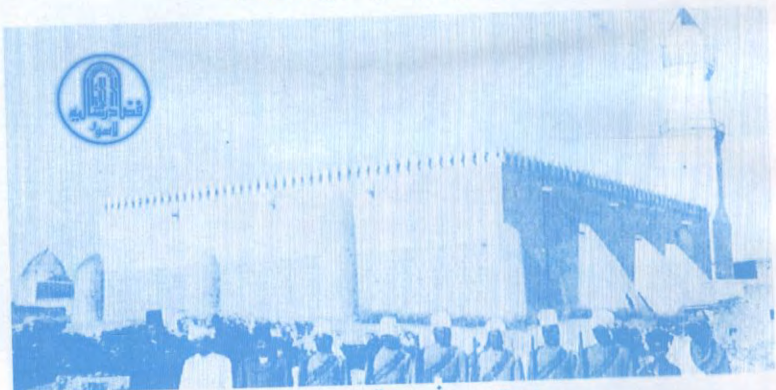


حجرہ شریف ﷺ

المدینہ المنورۃ



مسجد قبا کا اندرونی منظر (تصویر 1325ھ)

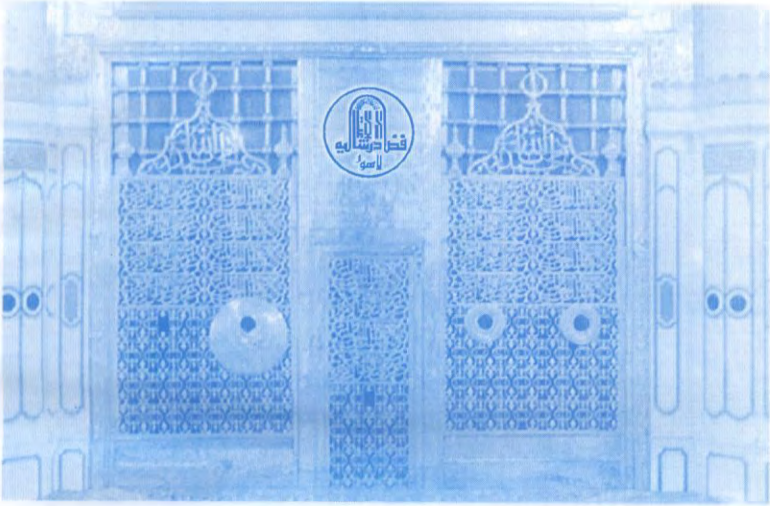


مسجد قبا کا بیرونی منظر (تصویر 1321ھ)

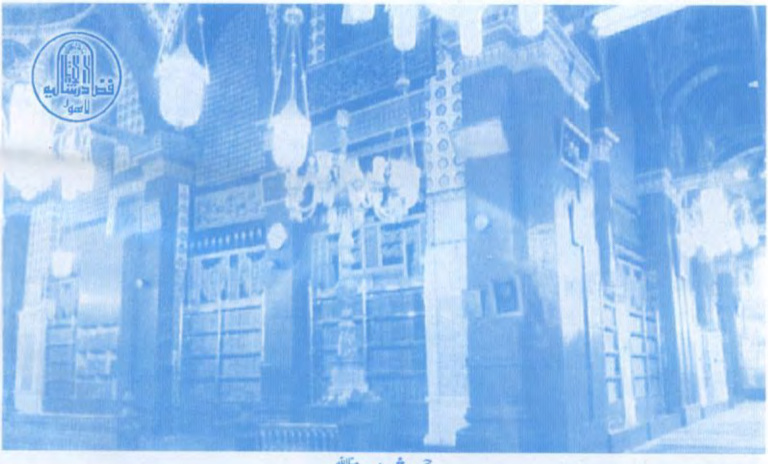


مسجد قباء کا بیرونی منظر

المدينه المنورة



یاسیدی یارسول اللہ ﷺ خذبیدی
مانبی سواک ولاالوی علی احد

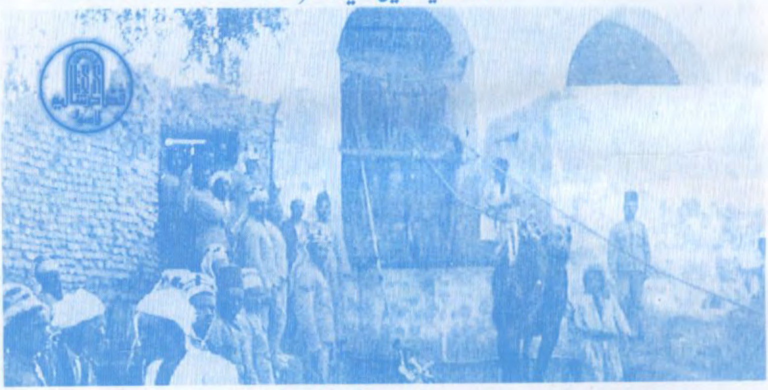


حجرہ شریف ﷺ

المدینہ المنورۃ



41-سقیا کنوئیں کا ایک منظر

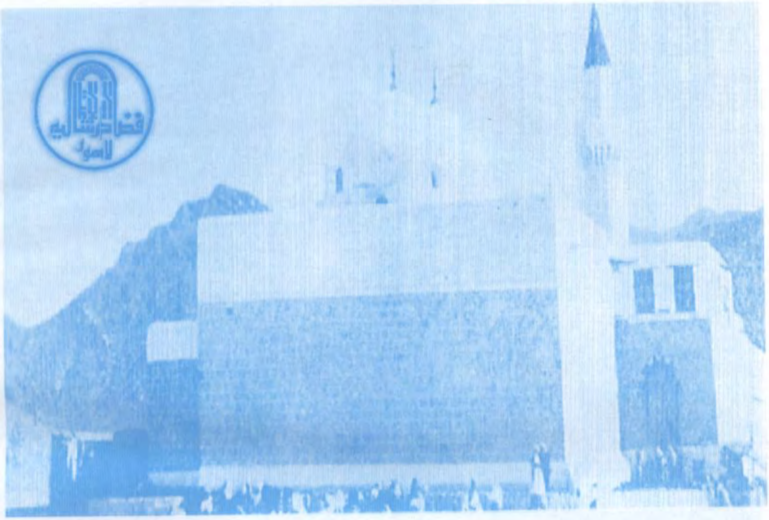


42-بئر خاتم سے پانی نکالنے کا ایک منظر



43-اریس کنوئیں کا بیرونی منظر

المدينه المنورة

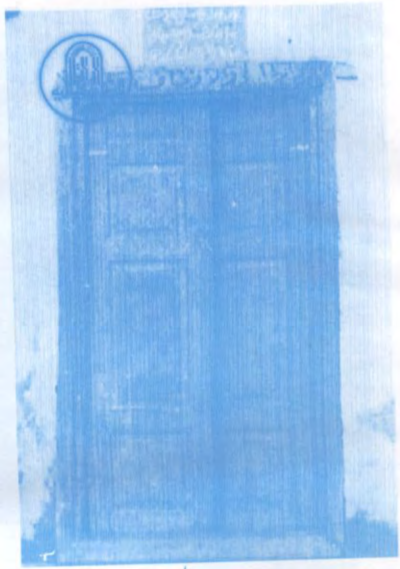


مقام احد پر مزار و مسجد سیدنا امیر حمزہؓ



جبل سلع پر غار سجدہ (کہف نبی حرم)

المدینه المنورة



مسجد سیدنا بلال الحبشیؓ کا دروازہ



مسجد نبی دینار کا ایک منظر

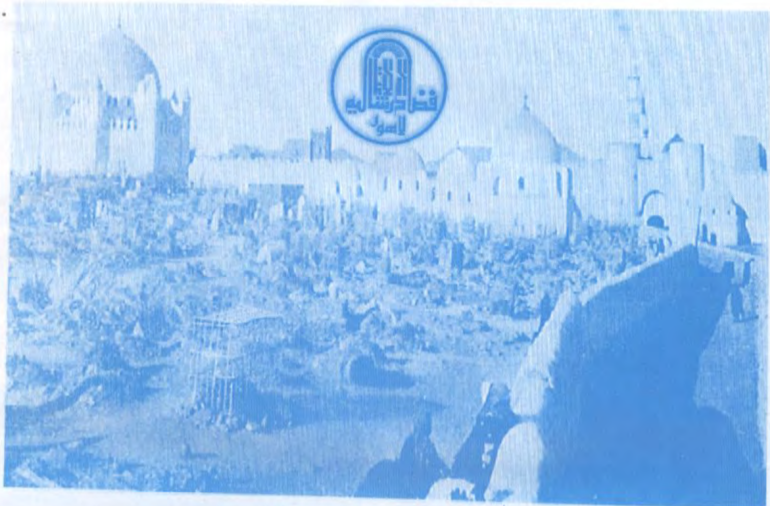


مسجد بنات النجار کی آخری نشانی (اب یہ ختم ہو چکی ہے)



مسجد السبق کی قدیم تصویر

المدینہ المنورۃ



44-جنت البقیع میں تمام مزارات مقدسہ پر قبے نظر آرہے ہیں



45-جنت البقیع کا ایک عمومی منظر

المدينه المنورة

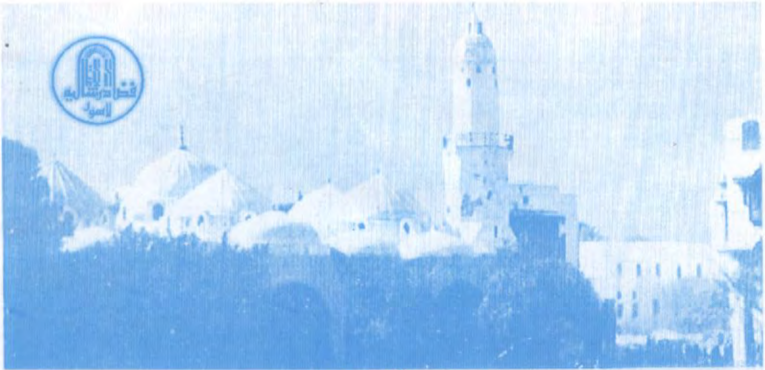


میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مکان مقدس

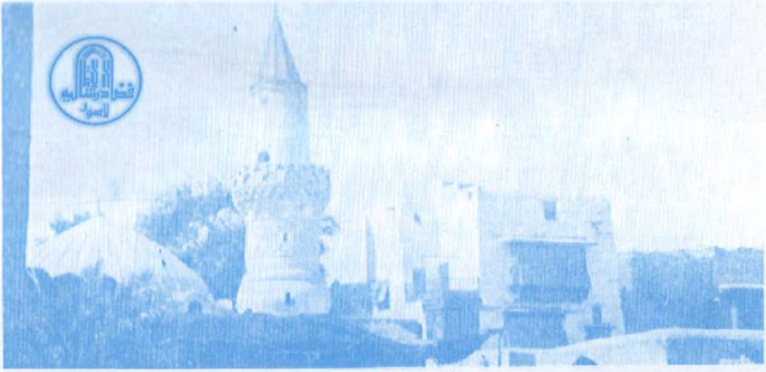


حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کا بیرونی منظر

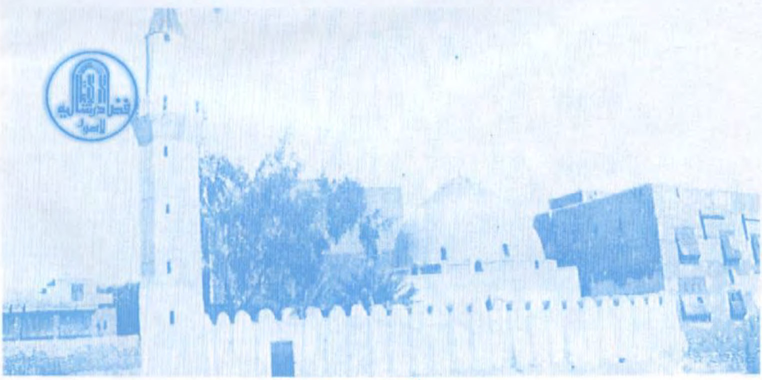
المدینہ المنورة



مسجد غمامہ (تصویر 1326ھ)



مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ (تصویر 1326ھ)



مسجد سیدنا علیؓ (تصویر 1326ھ)


ہماری کتابیں
روشن کتابیں
فضلیہ دار الاشاعت لاہور
راہِ حقیقت
مولانا حبیب الرحمن گبول نقشبندی
فضلیہ دار الاشاعت
سفرِ عقیدت
خطباتِ عالیہ غفاریہ
تحفہ حبیب
فضلیہ دار الاشاعت لاہور
رابطہ: عاقب پرنٹرز مدینہ مارکیٹ بھٹہ چوک بیدیاں روڈ لاہور کینٹ
Cell: 0300-4736173